رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ ذالک لمن خشی ربہ

بحکم محکم رئیس آسمان توقیر امیر کبیر ذو العظمۃ والاجلال
جناب راجہ سید عطا حسین بہادر دام اللہ بالنصر والاقبال

القول المعروف فی فضائل الصحابہ و اہل بیت الرسول

تصنیف محقق معقول و المنقول نافذ فروع و اصول
فخر علماء کرام حکیم مولوی محمد قادر بخش صاحب ساکن سہسرام

مطبع سامی محمدیہ در آشنا
در نو محمد باہتمام شیخ بہا طبع

فہرست مضامین ضروریہ رسالہ تقریر معقول

التقریر المعقول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی نور قلوبنا بانوار العرفان والایمان والاسلام ونجانا من مهالک الشکوک والاوہام اشہد ان لا الہ الا ہو وحدہ لا شریک لہ شہادۃ موصلۃ الی دار السلام واشہد ان سیدنا ونبینا ومولانا محمدا عبدہ ورسولہ وصفیہ الہادی للانام والمنقذ من شفا حفرۃ الضلالۃ والآثام اللہم صل علیہ وعلی آلہ وصحبہ الغر الکرام وعلی من تبعہم وسلک علی مسلکہم واقتدی بہدیہم الی یوم القیام اما بعد عزلت گزین مکمن گمنامی سرگشتۂ تیہ حرمان وناکامی محمد قادر بخش سہسرامی تجاوز اللہ عن ذنوبہ الجلیۃ والخفیۃ بکرمہ الوفی ولطفہ السامی بخدمت ارباب علم وفطنت واصحاب فضل وخبرت سالکان مسلک اہل سنت شیفتگان ذکر فضائل صحابہ واہلبیت خاتم رسالت منظر حقیقت ہے کہ ہنگام قیام ناکام بمقام لگھر؟ اصانہ اللہ عن موجبات الشر والاذی بذریعہ حضوری دربار والا تبار ابہت وبسالت وثار ریاست وایالت شعار شیر بیشۂ جلادت نیر سماء سخاوت کیوان جاہ شوکت پناہ عالی نسب والا حسب محب ارباب علم وسداد ہادم اساس جور وفساد مروج سنن رسول الثقلین متبع طریقہ ہادی خافقین جناب راجہ سید عطا حسین صاحب رئیس و والی پرگنہ سورجاپور لازال شموس اقبالہ بازغۃ الی یوم النشور چند بار ثبوت بیشتر فضائل اہلبیت علی الخصوص مناقب حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ اور تنقیح معنی فضیلت بہ ترتیب خلافت مین جدال وتکرار ہوگی

اور بسیاری روایات سے جو بیان فضائل حضرت علی مرتضی اور فاطمۂ زہرا و حضرت
امام حسن و امام حسین سلام اللہ علیہم اجمعین مین مندرج کتب معتبرۂ اہل سنت مین
اکثر عوام و خواص و بعضی احباب ذوی المجد والاختصاص کو ناواقف اور بوجہ
ناواقفی کے ناہج منہج انکار پایا اور چونکہ یہ امر خلاف مسلک اہل سنت و جماعت و موجب
شناعت و غوایت تھا احقاق حق ناگزیر ہوا اور فضائل حقہ اہلبیت خصوصاً مناقب
صحیحہ حضرت علی مرتضی کا بسند کتب معتبرہ بغرض ازالۂ شبہات مستقرہ معرض
تحریر مین لانا ضروری جانا اور نظر برین ہر چند اصل مدعا صرف نشر فضائل
اہل عبا تھا اولیکن چونکہ اقتصار او سپر گونہ مشابہت ساتھ طریق فرقۂ مخالفہ کے
رکھتا تھا بموداے اتقوا مواضع التہم کے اجتناب اوس سے اہم اور اضافۂ فضائل
حضرات صحابہ لاسیما ابراز فضائل و خصائص خلفاے ثلثہ کا قبل تحریر اصل مدعا کے
متحتم سمجھا اور باہمہ کلفت اور انقباض قریحت اور علالت طبیعت قلم اوٹھایا اور بکمال
سرسری و عجلت یہ رسالہ وافیہ و عجالۂ شافیہ مشتمل اوپر ایک اعتذار اور تمہید مرام
اور چند مقاصد و فوائد واجبۃ الاعلام کے لکھا اور نام اسکا **التقریر المعقول**
فی فضائل الصحابۃ واہلبیت الرسول رکھا اور چونکہ یہ رسالہ ہدیۂ خدمت ملازمان
والا رتبت جناب راجہ موصوف ادام اللہ ظلال نوالہ بالرفعۃ والحشمۃ کیا گیا لاجرم
ملقب بہ **تحفۂ عطائیہ فی نشر مآثر النفوس القدسیہ** گردانا خالق کائنات اس بتحفہ
مزجاۃ کو بہ برکت ذکر خیر صحابۂ اخیار و اہلبیت اطہار کے قبول فرماوے اور زلت قلم و قدم سے
تحقیق مرام و سوق کلام مین مناص بخشے و ہو المستعان و علیہ التکلان **اعتذار**
بخدمت ناظرین ذوی الابصار مشتمل بر چند امور واجبۃ الاظہار

ول بمواقع زلت وخطا صفح جمیل کا امیدوار ہون اور بصورت فاحش ہونے
خطا کے اصلاح واطلاع وہی کا خواستگار دوم انشاء اللہ تعالی اس رسالے مین
وئی امر خلاف مذہب اعلی ومشرب اہل سنت وجماعت کے جسکا مین متبع ہون
ور اوسی پر حسن خاتمت کی رجا رکھتا ہون ملاحظہ ناظرین سے نہین گذریگا اور اگر
اش کسی مقام پر بوجہ حدت تردید مزعومات منکرین فضائل اہلبیت سلام اللہ علیہم
ے خیال نرہا ہو اور سبقت قلمی باعث خروج کے دائرہ توسط سے ہوگئی ہو تو اوس سے
قیر کو مستغفر سمجھیں ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا محمول اوپر سوء عقیدت
قیر کے نفرمائین سوم اس دیار مین کتب معتمدہ حدیث وسیر عنقا اور نام ونشان
ر مستداولہ معتبرہ کا مفقود ونا پیدا ہی بناء علیہ اکثر مضامین تو اپنے خیال ویاد پر
ی اور بعضی فوائد جو السنہ حضرات اساتذہ ادام اللہ ظلال فیوضہم علینا سے وقت درس
ی اور یاد تھی درج کیے اور بعض بعض کتابین ضروری جو شامل ہین کسیقدر مضمون
س سے ملتقط کیا ہین جسقدر مضامین اپنے یاد پر لکھی اوسمین اگر مصیب ہون تو امید
ری رکھتا ہون والا استدعی مغفرت بدرگاہ صمدیت ہون چہارم چونکہ حسب ارشاد
ہور محدثین واہل سیر بمقام فضائل اعمال ورجال احادیث ضعیفہ غیر شدیدۃ الضعف کا
نقل وبیان کرتا ہون تصریح ضعف کے روا ہی چنانچہ انسان العیون فی
یرۃ الامین المامون مین مرقوم ہی لا یخفی ان السیر تجمع الصحیح والسقیم والضعیف والبلاغ
رسل والمنقطع والمعضل دون الموضوع وقد قال الامام احمد وغیرہ من الایمۃ
رویناں فی الحلال والحرام شددنا واذا روینا فی الفضائل ونحوہا تساہلنا انتہی اور
ار امام نووی مین مرقوم ہی قال العلماء من المحدثین والفقہاء وغیرہم یجوز ویستحب

فـ
جواز روایت محدثین
فضائل اعمال ورجال
مین حدیث ضعیف کا
نقل وبیان کرنا روا ہی

العمل فی الفضائل والترغیب والترہیب بالحدیث الضعیف مالم یکن موضوعا انتہی
اور حافظ جلال الدین سیوطی رسالہ المقامۃ السندسیہ فی النسبۃ الشریفۃ المصطفیہ مین
لکھتے ہین مازال اہل العلم والحدیث فی القدیم والحدیث یوردون ہذا الخبر ویجعلونہ فی عداد
الخصائص والمعجزات ویدخلونہ فی حیز المناقب والکرامات ویرون ان ضعف اسناد
فی ہذا المقام مغتفر وان ایراد مالیس بصحیح فی الفضائل والمناقب معتبر انتہی اور امام
نووی نے تقریب مین لکھا ہی یجوز عند اہل الحدیث التساہل فی الاسانید الضعیفۃ
وروایۃ ما سوی الموضوع من الضعیف والعمل بہ من غیر بیان ضعفہ فی غیر صفات
اللہ والاحکام انتہی بناءً علیہ حقیر نی التزام اس امر کا کہ جو احادیث اس سلسلے مین بہ بیان
فضائل ومناقب منقول ہون صحیح یا حسن ہی ہون نہین کیا البتہ ایراد خبر موضوع سے
بشرط علم موضوعیت اجتناب کیا ہی جو لوگ کہ بوجہ ناواقفی کے اصول حدیث وقواعد
مقررۂ علماء محققین سے ہر روایت فضیلت صحابہ واہلبیت کی سند مثل سند اخبار
احکام کے چاہتے ہین اور بدون اوسکے انکار کرتے ہین اور بیان کرنیوالے پر
اوسکے طعن وتشنیع کرتے ہین اون لوگون کو عبارات منقولہ سے عبرت پکڑنا چاہیے
اور اپنے خیال باطل سے تائب ہونا چاہیے کہ حجت تمام ہوگئی اور جگہ عذر کی باقی
نہی **پنجم** چونکہ منشا تالیف رسالۂ ہذا کا ازالہ اشتبہات منکرین بیشتر فضائل حضرات
اہلبیت رسول خیر البریہ کا ہوا ہی جیسا کہ صدر رسالے سے لائح ہو چکا بناءً علیہ اگر بمقام بیان
فضائل اہلبیت تطویل کلام واشباع مرام ہو تو اوسکو کسی محل تشنیع پر محمول نہین
کرنا چاہیے کہ ابا عن جد سنت وجماعت ظاہرا و باطنا بفضل الہادی الشکور ہون
اور عقائد مفرطین اور مفرطین سے قطعا بیزار ونفور واللہ علیم بذات الصدور

ف تمہید در امر حاوی بر عقائد اہل تسنن و رد شیعہ و خوارج مخصوص در فضل صحابہ و اہلبیت

تمہید ضرور اہم جاننا چاہیے کہ طریقہ اہل سنت بخصوص عقیدت فضل صحابہ و اہلبیت بین بین مذہب شیعہ و خوارج کے ہی اسلیے کہ ارباب تشیع فضائل اہلبیت کے تو قائل بلکہ بجانب افراط مائل ہین مگر فضل صحابہ باستثناء اعیان عدیدہ اون لوگونکے نزدیک ثابت نہین اور عقیدہ خوارج کا عکس اسکے واقع ہی کہ وہ لوگ فضل صحابہ کے معتقد اور اس امر مین طریق اہل سنت کے سالک ہین لیکن بباعث فساد اعتقاد اور عناد با اہلبیت ذوی المجد والرشاد کے گرفتار مہالک ہین علی الخصوص حضرت علی مرتضی خاص آل عبا کے دشمن اور اس امر مین مخالف اہل تسنن ہین اور مذہب اہل سنت وہی ہی جو طریق صحابہ و اہلبیت تھا کوئی امر حادث و مخترع نہین ہی کہ اوسکے حدوث کی کیفیت لکھنے کی حاجت پڑے باقی رہے طرفین مفرطین و مفرطین اونمین سے کیفیت حدوث مذہب شیعہ کی مشہور و زبان زد ہی اور بھی متعلق کیفیت حدوث اوسکے کوئی امر مقصود نہین ہی لہذا روما للاختصار قلم انداز کرکے فی الجملہ حال

ف کیفیت حدوث خوارج مجملاً بقدر ضرورت

خروج خوارج معرض تحریر مین لاتا ہون کہ اوسپر ایک امر واجب الاطلاع کے تفریع موقوف ہی پس جاننا چاہیے کہ جب جنگ صفین مین اہل شام کو اندیشہ مغلوبیت کا ہوا بغرض اشعار اس امر کے کہ ہم اور تم دونو قرآن مجید پر عمل کرین اور بموجب ہدایت نصوص قرآنیہ جو حق معلوم ہو اوسکو قبول کرلین اور جنگ سے باز آوین مصاحف کو نیزون پر بلند کیا یہ امر باعث موقوفی جنگ کا ہوا اور حضرت علی اور حضرت معاویہ دونو اوپر ثالثی کے راضی ہوئے اوسوقت کئی ہزار شخص کو جو داخل لشکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے نظر بظاہر معنی بعضے آیت کے شبہ ہوا اور قبول ثالثی کو خلاف حکم آلہی اور حضرت علی مرتضی کو موقوفی جنگ اور قبول امر ثالثی مین خاطی و گمراہ بلکہ کافر

سمجھکر آمادہ خروج ہوئے اور لشکر حضرت علی مرتضی سے خارج ہوکر صف آرا ہو گئے اوسوقت حضرت علی مرتضی نے حضرت ابن عباس کو واسطے فہمایش اون لوگون کے بھیجا حضرت ابن عباسؓ نے باستناد آیۂ قرآنی تقریر رفع شبہہ کے فرمائی اور بہت کچھ سمجھایا مگر اکثرون کی سمجھ مین نہ آیا صرف تھوڑے آدمیون نے ہدایت پائی اور اصل حقیقت کو سمجھکر خروج سے توبہ کی مابقی اکثر تحت شمشیر حیدری آئے اور زیر وزبر ہوئی اوسوقت معجزہ حضرت نبوی جسکی خبر آپنے پہلے سے دی تھی ظاہر ہوا اور جو حلیہ آپنے ایک شخص کا خوارج سے بتلایا تھا وہ سب نمایان ہوگیا اور یہ قتل خوارج حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حقیت پر شاہد عادل ٹھہرا اسواسطے کہ صحیح مسلم مین مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات مین اپنے فرما گئے تھے کہ ایک وقت مین امت ہماری دو فرقہ ہوجائیگی اوسوقت اونمین سے ایک تیسرا فرقہ خارج دین نکلیگا قتل کریگا اوسکو اون دو فریق سے وہ فرقہ جو اولی بالحق ہوگا لفظ حدیث یہ ہی یکون فی امتی فرقتان فتخرج من بینہما مارقۃ یلی قتلہم اولاہم بالحق اور اسی حدیث اور امثال سے اسکی اصحاب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا غیر مصیبت اور برسر بغاوت ہونا بھی ظاہر ہوگیا ولیکن چونکہ وہ لوگ متاول تہی اور گرفتار خطای اجتہادی جو معفو ہوتی ہی ہوگئے تھے دائرہ ایمان سے خارج اور مستوجب لعن وطعن نہین ہوسکتی چنانچہ امام نووی شرح صحیح مسلم مین لکھتے ہین قولہ صلی اللہ علیہ وسلم تقتلہم اولی الطائفتین الی الحق وفی روایۃ اولی الطائفتین بالحق ہذہ الروایات صریحۃ فی ان علیا رضی اللہ عنہ کان ہو المصیب المحق والطائفۃ الاخری اصحاب معاویۃ کانوا بغاۃ متاولین وفیہ التصریح بان الطائفتین مومنون لایخرجون بالقتال عن الایمان ولا یفسقون

ف قتل خوارج کا شاہد حقیت حضرت علی المرتضی ہونیکا بیان

وہذا مذہبنا و مذہب مو افقینا انتہی مختصر ابقدر الحاجۃ اور بھی جن احادیث مین خبر دینا

آنحضرت کا احوال خوارج سے مذکور ہی او سمین یہ جملہ موجود ہی لئن ادرکتہم لاقتلنہم قتل

ثمود اور بعضی روایات مین آیا ہی فاذا لقیتموہم فاقتلوہم فان فی قتلہم اجرا لمن قتلہم

عند اللہ یوم القیمۃ یعنی اگر ہم پاتے خوارج کو تو قتل کرتے مثل قتل ثمود کے کہ نام

و نشان باقی نہین رہتا اور اگر تم لوگ خوارج کو پاؤ تو قتل کرو اسواسطے کہ جو شخص قتل کریگا

اس فرقے کو وہ بروز قیامت اجر پاویگا پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات پاک سی

ظہور ارادہ نبویہ کا بخصوص قتل و استیصال خوارج کے ہوا اور بوجہ قتل کرنے خوارج

کے آپکا مستحق اجر و ثواب ہونا بنص حدیث ثابت ہوا اسقدر حال ملتقطا صحیح مسلم سے

لکھا گیا جسکو حال تفصیلی خروج خوارج اور شناعت و مذمت کا اس فرقے کے دریافت

کرنا ہو وہ صحیح مسلم مین دیکھے کہ اوسمین بہت تفصیل کے ساتھہ احادیث مظہرہ شناعت

خوارج مروی ہین اب جاننا چاہیے کہ جسقدر احوال خروج خوارج کا لکھا گیا اوس سے

منشاء خروج خوارج کا صلح کرنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اور قبول ثالثی اور موقوف

کرنا جنگ کا پڑا تھا نہ جنگ و جدال جیسا کہ بعضی اماجد نے سمجھا ہی اور وقوع جنگ

میان حضرت علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کو منشاء خروج خوارج سمجھکر لکھا ہی خوارج

حضرات خلفای ثلثہ یعنی ابو بکر و عمر و عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خلافت مانند

سنت و جماعت کے قبول کرتے ہین جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت معاویہ

رضی اللہ عنہ کو لڑائی کرنے مین پایا اپنے کو اطاعت سے خلیفہ کے الگ کر لیا بلکہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بد کہنے لگے انتہی اس مقام پر بعضی عبارات کتب معتبرہ کی

نقل کیے دیتا ہون جس سے موقوفی جنگ و قبول تحکیم کا باعث خروج خوارج ہونا

ف ذکر فضیلت قتال خوارج کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ بنص حدیث مستحق اجر و ثواب ہوئی

ف دو غرض صلح و تحکیم خروج خوارج ہی ہو جیسا کہ بعضی اعیان نے غلط سمجھا ہی

ف نقل عبارت بعضی اعیان کی جنہون نے بیان منشاء خروج خوارج مین غلطی کی ہے

بصراحت تمام معلوم ہو جائیگا شرح مقاصد مین مرقوم ہے المارقون ہم الذین نزعوا الید
عن طاعة علی ما بایعوه وما تابعوه فی حرب اہل الشام زعما منہم انہ کفر حیث رضی بالتحکیم
وغایة متشبثہم ان اللہ تعالی اوجب القتال بقولہ تعالی فقاتلوا التی تبغی حتی تفیئ الی امر اللہ
فلا یجوز العدول عنہ الی التحکیم انتہی ملخصا وملتقطا اور تاریخ الخلفاء مین مسطور ہے ثم انصرف
الی الکوفة ثم خرج علیہ معاویة بن ابی سفیان ومن معہ بالشام فبلغ علیا فسار فالتقوا
بصفین فی صفر سنة سبع وثلثین ودام القتال بہا ایاما فرفع اہل الشام المصاحف
یدعون الی ما فیہا مکیدة من عمرو بن العاص فکره الناس الحرب وتداعوا الی الصلح وحکموا
الحکمین فافترق الناس ورجع معاویة الی الشام وعلی الی الکوفة فخرجت علیہ الخوارج من
اصحابہ ومن کان معہ وقالوا لا حکم الا للہ وعسکروا بحروراء انتہی ملتقطا بقدر الحاجة
اور علامہ عبد العزیز احمد بن محمد علاء الدین بخاری رحمہ اللہ کتاب التحقیق شرح حسامی مین
لکھتے ہین المخالفة لما تحکمت بین علی ومعاویة رضی اللہ عنہما وکثر القتل والقتال بین
المسلمین جعل اصحاب معاویة المصاحف علی رؤس الرماح وقالوا لاصحاب علی رضی اللہ
عنہ بیننا وبینکم کتاب اللہ تعالی یدعوکم الی العمل بہ فاجاب اصحاب علی رضی اللہ عنہ الی ذلک
وامتنعوا عن القتال ثم اتفقوا علی ان یاخذوا حکما من کل جانب فمن اتفق الحکمان علی
امامتہ فہو امام وکان علی رضی اللہ عنہ لا یرضی بذلک حتی اجتمع علیہ اصحابہ فوافقہم علیہ
فاختیر من جانب معاویة عمرو بن العاص وکان داہیا ومن جانب علی رضی اللہ عنہ
ابو موسی الاشعری رضی اللہ عنہ وکان من شیوخ الصحابة فقال عمرو لابی موسی
الاشعری نعزلہما اولا ثم نتفق علی واحد منہما فاجابہ ابو موسی الاشعری الیہ ثم قال لابی
موسی الاشعری انت اکبر سنا منی فاعزل علیا اولا عن الامامة فصعد موسی المنبر وحمد اللہ

تعالیٰ واثنی علیہ ودعا للمومنین والمومنات وذکر الفتنۃ ثم اخرج خاتمہ من اصبعہ وقال
اخرجت علیا عن الخلافۃ کما اخرجت خاتمی من اصبعی ونزل ثم صعد عمرو المنبر فحمد
اللہ تعالیٰ واثنی علیہ ودعا للمومنین والمومنات وذکر الفتنۃ ثم اخذ خاتمہ وادخلہ فی اصبعہ
وقال ادخلت معاویۃ فی الخلافۃ کما ادخلت خاتمی ہذا فی اصبعی فعرف علی رضی اللہ عنہ
انہم افسدوا علیہ الامر فخرج علی علی رضی اللہ عنہ قریب من اثنی عشر الف رجل من عسکرہ
زاعمین ان علیا کفر حین ترک حکم اللہ تعالیٰ واخذ بحکم الحکمین فہولاء ہم الخوارج الذین تفرقوا
فی البلاد انتہی بقدر الحاجۃ ہرگاہ حال عقیدۂ خوارج وشیعہ کا بخصوص صحابہ واہلبیت کے معلوم
ہو چکا ہیں ہیں ہونا مذہب اہل سنت کا جو سابقاً مجملاً حیز تحریر میں آیا اوسکو بوضاحت
ذہن نشین کر لینا چاہیے توضیح اوسکی یہ ہی کہ اہل سنت وجماعت نہ مثل خوارج کے معاند
اہل بیت ہیں نہ مثل شیعہ کے محقر شان صحابہ ہیں بلکہ جیسا کہ حسن عقیدت ساتھ تمامی
صحابہ کے رکھتے ہیں محبت وحسن عقیدت ساتھ سائر اہلبیت کے بھی لازم وواجب
جانتے ہیں اور جسطرح تنقیص شان صحابہ اہل سنت کے نزدیک موجب زیغ وضلال
ہی ادنی عناد وکسر شان اہلبیت بھی موجب نکال ووبال ہی نور الانوار میں تحت
شرح معنی صراط مستقیم وبیان مصداق اوسکے لکھا ہی الصراط المستقیم ہو الصراط الذی
یکون علی الشارع العام ویسلکہ کل واحد من غیر ان یکون فیہ التفات الی شعب الیمین
والشمال وہو الذی یکون معتدلا بین الافراط والتفریط وہذا صادق علی عقائد اہل السنۃ
والجماعۃ فانہا متوسطۃ بین الجبر والقدر وبین الرفض والخروج وبین التشبیہ والتعطیل
الذی فی غیرہا انتہی حضرت استاذ الاستاذ الحافظ الحاج مولانا عبد الحلیم ادخلہ اللہ جنۃ
النعیم قمر الاقمار میں افادہ فرماتے ہیں قولہ بین الرفض والخروج الروافض رفضوا اکثر

فصل
بمذہب اہل سنت
وجماعت جملہ صحابہ
واہلبیت واجب
التعظیم ہیں اور
تحقیر ہر ایک کی
ان دونوں میں سے موجب
ضلالت وگمراہی

الصحابۃ وانکروا امامۃ الشیخین وراج علی الختنین وسبوا معاویۃ واخرابہ فہم افرطوا فی محبۃ
علی کرم اللہ وجہہ والخوارج فرطوا فی محبتہ حتی خرجوا عن الطریقۃ القویمۃ وحاربوا مع
علی رضی اللہ عنہ وشتموا اصہارہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واہل السنۃ والجماعۃ کفوا اللسان
واتفقوا بان الصحابۃ کلہم عدول الامۃ وخیارہا والادلۃ فی علم الکلام انتہی اور مولانا
شاہ عبد العزیز قدس سرہ تحفۂ اثنا عشریہ مین بجواب کید بست و چہارم کے افادہ
فرماتے ہین اہل سنت اجماع دارند برآنکہ محبت اہلبیت کلہم بر ہر مسلم و مسلمہ فرض و لازم
و داخل در ارکان ایمان است و در فضائل اہلبیت جمعا و فرادی بہ تصانیف بر داختہ
و مناقب ایشان را روایت نمودہ و عمرہا بانواع تعصب مروانیہ و عباسیہ درین مقصد
بر فاش کردہ طائفہ از ایشان مثل سعید بن جبیر و نسائی شہید شدند و طائفہ اذیت
و رنج بسیار کشیدند انتہی بقدر الحاجۃ پس ہم لوگ اہل سنت کو لازم ہی کہ دونو جانب کا
لحاظ موافق عقیدہ مقتدایان اپنی رکھین اور افراط و تفریط سے باز رہین عجائب
قدرت ایزدی سے یہ امر ہی کہ عدو سنی و محب علی کا ایک ہی جس سے سنی کا محب علی
ہونا لطیفہ نمایان اور موجب ازدیاد عرفان اہل ایقان ہی **مقصد اول**
بیان فضائل عامۂ صحابۂ کرام علیہم رضوان الملک العلام مین اکثر آیات قرآنی
فضل عامۂ صحابہ پر باین صراحت و اشارت جلی دال ہین کہ انصافا کسی اہل علم کو
اوس سے انکار نہین ہو سکتا منجملہ اوسکے بعض آیات بنظر نزہت طبع ناظرین نقل
کرتا ہون فرمایا اللہ جل شانہ نے سورۂ آل عمران مین فالذین ہاجروا واخرجوا من
دیارہم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا لاکفرن عنہم سیاتہم ولادخلنہم جنات تجری من
تحتہا الانہار الآیۃ حاصل مطلب اس آیۂ کریمہ کا یہ ہوا کہ جن لوگون نے ہجرت کی

اور گھروں سے اپنے نکالے گئے اور میری راہ مین ایذا دیے گئے یعنی بوجہ قبول کرنے دین
اسلام کے انواع اذیت و تکلیف دہی سے کفار مین مبتلا ہوئے اور لڑے ساتھ کفار کے اور
قتل کیے گئے ہر آئینہ بخشدینگے ہم گناہ اونکے اور داخل کرینگے اون لوگونکو بہشت مین
جسکے نیچے نہرین جاری ہین اس آیۂ کریمہ سے مغفور ہونا مہاجرین کا اور موعود بہ ادخال جنت
ہونا اون لوگونکا ثابت ہوا اور سورۂ انفال مین ارشاد رب العباد ہے والذین آمنوا وہاجروا وجاہدوا
فی سبیل اللہ والذین آووا ونصروا اولئک ہم المؤمنون حقا لہم مغفرۃ ورزق کریم یعنی جو لوگ کہ
ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیے راہ خدا مین اور وہ لوگ کہ جگہ دی اون لوگون نے مہاجرین کو
اور مدد کی پیغمبر خدا کی ہر طرح سے وہ لوگ مومن ہین حقا اور یقینا واسطے اون لوگونکے مغفرت ہے
اور روزی نیک ہے جنت مین اس آیہ پاک سے تمامی مہاجرین و انصار کا کامل الایمان اور مغفور اور
مستحق نعمتہاے بہشتی ہونا ثابت ہوا اور فرماتا ہے حق سبحانہ تعالی شانہ سورۂ براءۃ سیپارۂ واعلموا مین
الذین آمنوا وہاجروا وجاہدوا فی سبیل اللہ باموالہم وانفسہم اعظم درجۃ عند اللہ واولئک ہم الفائزون
یبشرہم ربہم برحمۃ منہ ورضوان وجنات لہم فیہا نعیم مقیم خالدین فیہا ابدا ان اللہ عندہ اجر عظیم یعنی جو لوگ
ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیے راہ خدا مین اپنے مال و جان سے وہ لوگ اعظم ہین از روی درجہ کے
عند اللہ یعنی خدا کے نزدیک بڑا مرتبہ رکھتے مین اور وہ لوگ ہین پہنچے ہوئے منزل مقصود پر خوشخبری
دیتا ہے اون لوگونکو رب اون لوگونکا ساتھ رحمت اپنی اور خوشنودی کامل اور بہشتون کے کہ اونکے
بیچ نعمت ہای غیر منقطع کہ کبھی نہ گھٹیگی اور وہ لوگ اوسمین ہمیشہ رہکر نعمتہاے مستمرہ سے
نفع اوٹھاوینگے اور نزدیک خدا کے واسطے اون لوگونکے ثواب عظیم ہے اور سورۂ براءۃ سیپارۂ
یعتذرون مین ہے والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ
عنہم ورضوا عنہ واعد لہم جنات تجری تحتہا الانہار خالدین فیہا ابدا ذلک الفوز العظیم حاصل مطلب آیۂ کریمہ کا

یہ ہوا کہ سابقین اولین مہاجرین وانصار سے یعنی وہ صحابہ کہ سبقت کی اون لوگون نے
قبول کرنے مین ایمان کے اور ہجرت کی اور نصرت دین مین رہی اور وہ لوگ کہ پیروی
کی اون لوگون نے سابقین کی نیکی یعنی ایمان وطاعت مین یعنی وہ صحابہ کہ بعد
مہاجرین وانصار سابقین کے داخل ایمان ہوئے اور سابقین کی راہ پر چلے راضی
اور خوشنود ہوا اللہ جل شانہ اون سب لوگون سے اور راضی وخوشنود ہوئے وہ لوگ
خدا سے اور موجود کر رکھین ہین خدا نے واسطے اون لوگون کے بہشتین کہ جاری ہین نیچے
درختان یا منازل اونکی کے نہرین ہمیشہ رہینگی وہ لوگ بہشتون مین یہ مرتبہ بزرگ ہی
انتہی حاصل معناہ ان آیات سے معلوم ہوا کہ مہاجرین وانصار اور راہ نیکے سوا اور
جسقدر صحابہ تھے سبکا رتبہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہی اور سب موعود بدخول جنت
ہین اور اللہ جل شانہ اون سب لوگون سے راضی ہی پس غیر انبیا کے لیے اس سے
زیادہ کیا فضل ورتبہ ہوگا کہ خود پروردگار عالم ان بزرگان کے شان مین اظہار
رضامندی وخوشنودی فرماتا ہی اور علو درجت اونکے اور وعدۂ ادخال جنت کی خبر دیتا ہی
ان نصوص سے معلوم ہوا کہ رتبہ جملہ صحابہ کا بہت بڑا ہی اور اگر کسی سے بمقتضای
بشریت گاہی صدور زلت وخطا کا ہوا ہی وہ بنص قرآنی مغفور ہی اور ذوات عالیات
اون بزرگان کے الزام ومواخذۂ اخروی سے بری ہین اور اس قسم کے آیات قرآن
پاک مین بہت ہین بنظر اختصار صرف نقل چند آیات پر اقتصار کیا ہر گاہ فضائل
مہاجرین وانصار ودیگر عامہ صحابہ بنص آیات منقوش اذہان ناظرین ہو چکے اوسی سے
فضیلت خلفاء اربعہ راشدین حضرت ابو بکر وعمر وعثمان وعلی رضوان اللہ علیہم
اجمعین کی بھی معلوم ہوگئی کہ یہ چارون بزرگوار بھی زمرۂ مہاجرین مین داخل ہین

ف: معلوم ہوا آیات منقولہ سے جملہ مہاجرین وانصار کا مغفور ومرحوم وداخل بہشت ہونا ثابت ہوا

بنا برعلیہ جو جو فضائل عامہ مہاجرین کے بنص آیات واحادیث ثابت ہونگے اون سب
فضائل کی مصداق ذوات تقدس سمات ان چارون رکن خلافت کی بھی ٹھریگی
ولیکن خاص خاص آیتین بھی بیان فضائل ومناقب ان بزرگوار مین وارد ہین
جس سے کمال عظمت ان چارون بزرگون کی ہویدا ہوتی ہی منجملہ اون آیات کے
آیہ ثانی اثنین اذ ہما فی الغار الآیہ اور آیہ وسیجنبہا الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکی ہی کہ خاص
شان مین حضرت ابوبکر صدیق کے نازل ہوئی ہی اور یہ دو نو آیہ دو گواہ عادل ہین
اوپر کمال جانفشانی حضرت صدیق کے اشاعت اسلام اور انفاق مال اور حفاظت
رسول رب متعال مین اور اسی آیہ وسیجنبہا الاتقی سے بانضمام مضمون آیہ ان اکرمکم
عند اللہ اتقکم کے افضل واکرم عند اللہ ہونا حضرت ابوبکر کا سائر ناس وجملہ صحابہ سے
ثابت ہوتا ہی توضیح مرام یہ ہی کہ اللہ جل شانہ نے آیہ وسیجنبہا الاتقی مین حضرت ابوبکر پر
اطلاق اتقی کا فرمایا جس سے حضرت صدیق کا ازید فی التقوی اور دوسرون سے
زیادہ متقی ہونا ثابت ہوا اور آیہ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم سے معلوم ہوتا ہی کہ جو شخص صفت
تقوی مین بڑھکر ہوگا وہ اللہ کے نزدیک بزرگ زیادہ ٹھریگا پس ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکر
رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ بزرگ عند اللہ ہین اور یہی عقیدہ ہی اہل سنت کا کہ حضرت
ابوبکر صدیق رض کو تمامی صحابہ سے افضل واکرم جانتے ہین علی ہذا آیہ یا ایہا النبی حسبک اللہ
ومن اتبعک من المومنین بیان عظمت شان فاروقی مین نص جلی ہی کہ اللہ جل شانہ
اس آیہ کریمہ مین حضرت عمر کو واسطے اشاعت اسلام اور استیصال کفار ومعاندین
رسول فرخندہ الاحترام واعانت دین متین ورفاقت سید المرسلین کے کافی وبس ارشاد
فرماتا ہی ایسا ہی آیہ الذین ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ ثم لا یتبعون ما انفقوا منا ولا اذی

ف — نعت بعض اون آیات کی جو خاص بیان میں خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کے

ف — دلیل افضلیت حضرت ابوبکر صدیق کی سائر صحابہ پر بموجب آیہ قرآنیہ

لہم اجرہم عند ربہم ولا خوف علیہم ولا ہم یحزنون جو شان مین حضرت عثمان ذی النورین رضی
کے وقت اعانت اونکی تجہیز و تہیہ سامان غزوۂ تبوک مین نازل ہوئی تھی دال ہی اوپر
کمال رفعت شان عثمانی اور مستحق اجر کثیر اور بخوف ڈر ہونے اونکی اہوال و شدائد قیامت
وغیرہ سے اور آیہ ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا الی قولہ تعالی فوقہم اللہ
شر ذلک الیوم ولقٰہم نضرۃ وسرورا جو وقت تین روزہ نذر رکہنے حضرت علی مرتضی کے
اور دیدینے افطاری تینو دن کے مسکین و یتیم و قیدی کو اور اختیار کرنے تکلیف فاقہ
تین شب و روز کے بغرض خوشنودی الٰہی نازل ہوئی تھی دال ہی اوپر شدت زہد
و کمال فضل و عظمت مرتضوی کے اور محفوظ رہنے آپکی شر قیامت سے اور متنعم ہونے
آپکے ساتھ انواع نعم کے اور علاوہ آیات قرآنیہ کے احادیث صحیحہ و حسنہ وغیرہ مین
بھی بیان فضائل عامہ صحابہ و خلفاء راشدین مین بکثرت مروی ہین کہ احصا اونکا
عسیر اور ذکر انکا از احاطہ تحریر و تقریر ہی منجملہ اونکے حدیث صحیح مسلم کی ہی جسکے راوی حضرت
ابو بردہ ہین بذریعہ حضرت ابو موسی اشعری پدر اپنے کے جسکا حاصل مطلب یہ ہی کہ
جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شب آسمان کیطرف دیکھا اور فرمایا
کہ ستارے امن ہین واسطے آسمان کے یعنی جب تک ستارے اپنی حالت پر موجود ہین
رونق آسمان کی علی حالہ باقی ہی اور آسمان مین کوئی نقصان نہین آسکتا ہی اور جب
ستارے بروز قیامت بی نور ہو جاوینگے اور گرنے لگینگے آسمان مین طرح طرح کا
نقصان آجائیگا اور ساری رونق اوسکی جاتی رہیگی اسیطور پر مین امن ہون اپنے
اصحاب کے لیے جب مین دنیا سے انتقال کرونگا اصحاب میرے انواع فتن و فساد
و آفات جنگ و منازعت مین مبتلا ہونگے علی ہذا اصحاب میرے امن ہین واسطے

ف ذکر بعضی ان احادیث کا جو دال ہین اوپر فضائل عامہ صحابہ کے

تمامی امت میرے لیے جسوقت صحابہ دنیا سے اوٹھہ جاینگے اوسوقت امت میری مبتلا
انواع مفاسد و بدعات و حوادث و فسادات ہوجاینگی اس حدیث صحیح سے ذوات
عالیات صحابہ کا موجب امن تمامی امت ہونا ثابت ہوا اور کمال عظمت و جلالت شان
عامۂ صحابہ اس حدیث سے ظاہر ہوئی اور ایک حدیث حاوی تشبیہ صحابہ بالنجوم بلفظ
اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم جسکا خلاصہ مطلب یہ ہی کہ صحابہ میرے مثل ستارونکے
ہین حامل نور ہدایت و عرفان پس جس صحابی کی اقتدا کروگے ہدایت پاؤگے جیساکہ
روشنی ستارہ سے ہدایت ہوتی ہی اور سراغ راہ لگ جاتا ہی نیز بیان فضل صحابہ سبکے
زبان زد ہی اور اس حدیث کو دارقطنی و حاکم وغیرہمانے بالفاظ مختلفہ متقاربۃ المعنی
روایت کی ہی لیکن سندین اس حدیث کی اس درجہ مخدوش و مقدوح ہین کہ بعضی
محدثین نے اسکو موضوع لکھدیا ہی مگر حق یہ ہی کہ یا تو یہ حدیث ضعیف ہی جیساکہ بیہقی نے
ذکر کیا ہی یا بوجہ تعدد طرق کے حسن کہی جاسکتی ہی جیساکہ امام صغانی سے حاشیہ
مشکوۃ للسید الشریف الجرجانی مین منقول ہی اور علی التقدیرین حسب اصول حدیث
اثبات فضیلت صحابہ کے لیے کافی ہی و لیکن یہ حدیث برطبق تحقیق محدثین مشہور یا
متواتر بمعنی اصطلاحی ہرگز نہین ہی جیساکہ بعضی اعیان نے سمجھا ہی اور ذیل تردید
بعضی مزعومات فرقہ شیعہ کے مشہور و متواتر ہونے کا دعوی کیا ہی اور چونکہ بمقابلہ
خصم کے دعوی شہرت و تواتر حدیث بعض ممدوح سے سرزد ہوا اور با حصول حدیث
بر جواب حدیث سفینہ کو متفرع کرکے بنظر تردید و ابطال زعم خصم یہ عبارت کہ کشتی چلانا
دریامین بدون ستارہ شناسی مشکل ہی لکھا ہی گنجایش تاویل ارادہ معنی لغوی کی
باقی نہین رہی کہ مشہور و متواتر ہونا حدیث مبحوث عنہ کا بمعنی لغوی موجب تسلیم

بیان اس امر کا کہ حدیث اصحابی کالنجوم اگرچہ بعض کے نزدیک [illegible] مجروح ہین اور بعض [illegible] مشہور و متواتر ہرگز نہین ہی جیساکہ بعض اعیان نے اسکو مشہور و متواتر سمجھا ہی غلطی کی ہی

خصم ثبوت مدعا نہین ہو سکتا کما لا یخفی اور مشکوۃ شریف مین حضرت عبد اللہ بن مسعود سے
مروی ہی کہ صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر وا فضل تھے تمامی امت محمدیہ سے
ازروی صفائی دل کے اور کامل و دقیقہ رس زیادہ تھے ازروے علم کے اور تکلفات
وتصنعات متعارفہ کم رکھتے تھے اختیار اور پسند کیا اللہ جل شانہ نے اون لوگون کو
واسطے صحبت نبی اپنے کے اور اختیار کیا اون لوگونکو واسطے قایم رکھنے دین کے
پس پہچانو فضیلتین اونکی اور پیروی کرو اون لوگونکی اور جہانتک ہو سکے اون لوگونکی
اخلاق وعادات کو اختیار کرو کہ وہ لوگ بنہایت درجہ راستی اور استقامت پر تھے اور
حدیث خیر الناس قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم الحدیث صحیح مسلم وغیرہ مین بالفاظ
مختلفہ مروی ہی جسکا حاصل مطلب یہ ہی کہ بہتر ین اشخاص وہ لوگ ہین جو میرے زمانہ مین ہین
اوسکے بعد جو لوگ آئینگے اوسکے بعد جو لوگ آئینگے اس حدیث کی شرح مین محدثین محققین نے تصریح کردی ہی
کہ بر مذہب صحیح اہل قرن رسول سے صحابہ مراد ہین اور اوسکے بعد کے لوگون سے تابعین
جنھون نے شرف لقاء صحابہ پایا اور اوسکے بعد کے لوگون سے اتباع تابعین جو
مشرف بشرف لقاء تابعین ہوئے چنانچہ امام نووی شرح صحیح مسلم مین لکھتے ہین
والصحیح ان قرنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الصحابۃ والثانی التابعون والثالث تابعوہم
انتہی اس حدیث سے صحابۂ کرام کا خیر الناس اور بہترین تمامی امت ہونا ثابت ہوا اور
جامع ترمذی مین ایک حدیث بیان فضل صحابہ مین بروایت حضرت عبد اللہ
بن مغفل کے مروی ہی اوسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محبت صحابہ کو
اپنی محبت اور بغض صحابہ کو بغض اپنا اور اذیت رسانی صحابہ کو اذیت رسانی ذات
خاص اپنی کے ارشاد فرمائی ہی اور حدیث متفق علیہ مین جسکے راوی حضرت انس بن

بیان فضیلت انصار کا

جملہ آیۃ الایمان حب الانصار و آیۃ النفاق بغض الانصار موجود ہی یعنی نشانی ایمان کی
محبت ہی ساتھ انصار کے اور نشانی نفاق کی بغض رکھنا ہی ساتھ انصار کے اس
حدیث سے کمال فضل محبت تمامی انصار ثابت و ہویدا ہوا مرض الموت مین جب آنحضرت نے
سنا کہ انصار میری ملاقات کے اشتیاق مین روتے ہین تو آپ شدت علالت مین
کہ درد سر کی شدت و سختی تھی اور سر مبارک پر کپڑے کی پٹی بندھی تھی حجرۂ شریف سے
مسجد منیف مین آکر منبر پر چڑھکر بعد حمد و ثنا کے حاضرین پر بہت تاکید بہ نسبت حسن
سلوک کرنے کے ساتھ انصار کے فرمانے لگے اور اوسوقت انصار کو کرش اپنا کہ
بمعنی معدۂ جانوران کے ہی اور عیبہ اپنا کہ بمعنی جامہ دان و بقچہ کے ہی فرمایا
اس فرمانے سے غرض آنحضرت کی یہ تھی کہ جیسا کہ جانوران اپنے کھانیکی چیزین شکنبہ مین
نگاہ رکھتے ہین اور کپڑے کو انسان بقچے مین بنظر حفاظت کے رکھتا ہی ویسا ہی مینے
قلوب انصار مین اسرار مخزون کیے ہین اور وہ لوگ محل میری امانت کے ہین
بنا برآن علیہ ہر طرح واجب الاکرام ہین اوسکے بعد آنحضرت نے فرمایا قضوا الذی علیہم یعنی
جو حق اونپر تھا وہ ادا کر چکے اور اپنے مال اور جان کو خدا اور رسول کے کام مین نثار
کر چکے وبقی الذی لہم اور باقی رہگیا حق اون لوگونکا یعنی اجر و ثواب نصرت دین کا
کہ ادخال بہشت وغیرہ ہی بموجب وعدۂ ایزدی کے فاقبلوا من محسنہم پس جو لوگ
انصار مین نیک کار ہون اور کوئی نیکی کرین اوسکو قبول کرو وتجاوزوا عن مسیئہم
اور جو اونمین سے بدکار ہون اونکی بدی سے درگذر کرو یہ حدیث صحیح بخاری مین حضرت
انس سے مروی ہی اور اس حدیث مین یہ جملہ بھی موجود ہی فصعد المنبر ولم یصعد بعد
ذلک الیوم یعنی آنحضرت منبر پر چڑھے واسطے بیان فضائل و تاکید مراعات تکریم

وحقوق انصار کے اوسکے بعد پھر آپکو اتفاق منبر پر چڑھنے کا نہوا پس معلوم ہوا کہ یہ آخر وصیت آپکی بحق انصار تھی اس قصے سے خیال کرنا چاہیے فضل وعظمت وعلو رتبت انصار کو اور محبت رسول اللہ کو ساتھ اون بزرگون کے یہ سب فضائل عامہ صحابہ ومہاجرین وانصار کے معرض تحریر مین آئے ماورا اس فضائل عامہ کے بعض صحابہ ساتھ فضائل مخصوصہ کے مختص اور بوجہ اس اختصاص کے عامۂ صحابہ سے ممتاز ہین منجملہ اون مخصوصین کے عشرۂ مبشرہ ہین یعنی دس صحابی جلیل القدر حضرت ابوبکر وحضرت عمر وحضرت عثمان وحضرت علی وحضرت طلحہ وحضرت زبیر وحضرت عبدالرحمن بن عوف وحضرت سعد بن ابی وقاص وحضرت سعید بن زید وحضرت ابوعبیدہ بن الجراح کہ آنحضرت نے حدیث واحد مین ان بزرگوار کے جنتی ہونیکی خبر دی ہی بناءً علیہ اہل حق کے نزدیک جنتی ہونا ان لوگونکا قطعی ویقینی ہی اور فضائل ہر ایک کے ان بزرگون سے بانفرادہ کتب حدیث وسیر مین بشرح وبسط تمام مذکور ہین اور یہ صحابہ ماورا سے اپنے افضل واکرم ہین اور منجملہ اونکے اصحاب بدر ہین کہ عدد اونکے حسب تصریح ارباب سیر تین سو تیرہ ہین صحیح بخاری مین رفاعہ بن رافع سے مروی ہی کہ ایکروز حضرت جبرئیل علیہ السلام بحضور نبوی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم حاضر ہوے اور پوچھا کہ آپ لوگ اون لوگون کو جو جنگ بدر مین شریک تھے کس رتبے کا سمجھتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا من افضل المسلمین یعنی ہمار مسلمین سے اون لوگون کو افضل وبہتر جانتے ہین تب حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ ایسا ہی ہمتو بھی اون فرشتون کو جو جنگ بدر مین واسطے قتل کفار کے آئے تھے بقیہ ملائکہ سے افضل جانتے ہین اور حدیث صحیح مین جو اردہی لعل اللہ اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد

ذکر تخصیص وصف عشرہ مبشرہ کا ساتھ فضائل عامہ کے اور تفصیل اسامی عشرہ مبشرہ کی

ذکر فضائل خاصہ صحابہ بدر جو شریک جنگ بدر تھے

غفرت لکم جسکا حاصل مطلب یہ ہی کہ اللہ جل شانہ آگاہ ہوا اوپر خلوص نیت و جانفشانی
اہل بدر کے پس فرمایا کہ کرو جو چاہو تحقیق کہ بخشدیا مینے تملوگون کو اور بعضی روایت
مین آیا ہی فقد وجبت لکم الجنۃ یعنی پس تحقیق کہ واجب ہوئی جنت واسطے تم لوگونکے
یکمال درجے کی بشارت ہی بحق اہل بدر اور دال ہی اوپر کمال مقبولیت اعمال
اون لوگونکے اور برگزیدہ ہونے اون لوگونکے عند اللہ مگر یہ بھی واضح رہے کہ باجماع
علما یہ بشارت غفران کی آخرت کے لیے ہی حدود شرعیہ کا سقوط دنیا مین اس سے
مراد نہین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حد قائم کرنا اوپر بعض بدری کے اور خود حد مارنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا مسطح پر باوجود بدری ہونے کے اس عدم سقوط
حدود شرعیہ دنیاویہ پر شاہد ہی چنانچہ امام نووی شرح صحیح مسلم مین لکھتے ہین قولہ
صلی اللہ علیہ وسلم لعل اللہ اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم قال
العلماء معناہ الغفران لہم فی الآخرۃ والا فان توجہ علی احد منہم حد وغیرہ اقیم علیہ فی الدنیا
ونقل القاضی عیاض الاجماع علی اقامۃ الحد واقامہ عمر علی بعضہم قال وضرب النبی
صلی اللہ علیہ وسلم مسطحا الحد وکان بدریا انتہی اور منجملہ مخصوصین بفضائل جماعت
کے اہل احد ہین کہ فضائل اونکے کتب سیر واحادیث مین مذکور اور بعد اہل بدر کے
افضل مسلمین ہونا شرکائے جنگ احد کا معتبرات مین منصوص ومسطور ہی علی ہذا اہل حدیبیہ
مخصوصین وحائزین کمالات خاصہ کے بنص قرآن وحدیث ہین آیہ سورہ فتح لقد
رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ اہل حدیبیہ کی شان مین وارد ہی جسمین
راضی وخوشنود ہونا پروردگار عالم کا اون لوگون سے مصرح ہی اور صحیح مسلم مین حضرت
حفصہ سے مروی ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لارجو ان لا یدخل النار

فائدہ بشارت مغفرت بحق تمام اہل بدر باوجود اسکے مراد اوس سے اخروی ہی مغفرت دنیوی یعنی اسقاط حدود شرعیہ

فائدہ ذکر مخصوصین منجملہ صحابہ کرام باعتبار فضائل خاصہ کے بشارت عامہ

فائدہ بیان فضائل اہل حدیبیہ

ان شاء اللہ تعالی احد شہد بدرا والحدیبیۃ الحدیث یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
نے کہ مین امید کرتا ہون کہ نہین داخل ہوگا نار مین کوئی شخص اون لوگون سے جو حاضر ہوئے
غزوہ بدر اور حدیبیہ مین اور ایک روایت مین یون آیا ہی لا یدخل النار ان شاء اللہ تعالی
من اصحاب الشجرۃ احد الذین بایعوا فیہا یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ
ان شاء اللہ تعالی داخل نار نہوگا اصحاب شجرہ سے کوئی شخص یعنی اون لوگون مین سے
کہ جو شریک بیعۃ الرضوان رہی اور مقام حدیبیہ مین زیر درخت سمرہ بیعت کے کوئی آدمی
جہنم مین نہ جائیگا تنبیہ اس مقام پر چند امر کو مرتسم ضمیر کر لینا چاہیے کہ اوسپر ایک امر
ضروری کی تفریع موقوف ہی اول یہ کہ باعث بیعۃ الرضوان کا یہ ہوا تھا کہ جب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم حدیبیہ مین ٹھہرے اور کفار قریش آپکو مکے جانے سے مانع ہوئے
تب آپنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بطریق سفارت مکہ معظمہ روانہ کیا تاکہ قریش کو
ارادے سے آنحضرت کے کہ آپ صرف بہ نیت عمرہ تشریف لائے ہین جنگ و جدال مقصود
نہین ہی مطلع کرین تاکہ وہ لوگ اصل حال پر مطلع ہوکر منع دخول مکہ سے باز آدین
حضرت عثمان کو مکہ معظمہ مین کفار نے روک رکھا لہذا آپکے واپس آنے مین تاخیر ہوئی
اور یہ خبر ہوئی کہ کفار سامان جنگ کر رہے ہین اور بعضی روایات مین ہی کہ یہ خبر
لشکر آنحضرت مین مشہور ہوگئی کہ اہل مکہ نے حضرت عثمان کو مع ہمراہیان قتل کر ڈالا
یہ خبر سنکر آپ بہت ملول ہوئے اور ایک درخت تھا حدیبیہ مین جسکو اہل عرب سمرہ
کہتے ہین اوس سے آپنے پشت مبارک لگا دی اور صحابہ سے اوپر ثابت قدم رہنے کے
مقابلہ کفار کے مین بیعت لی تفسیر مدارک مین مرقوم ہی لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ
یبایعونک تحت الشجرۃ ہی بیعۃ الرضوان سمیت بہذہ الآیۃ وقصتہا ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فرع ذکر منشاء و باعث بیعۃ الرضوان

حین نزل بالحدیبیة بعث خراش بن امیة الخزاعی رسولا الی اہل مکة فہموا بہ فمنعہ الاحابیش
فلما رجع دعا بعمر لیبعثہ فقال انی اخافہم علی نفسی لما عرف من عداوتی ایاہم فبعث عثمان
ابن عفان فخبرہم انہ لم یات بحرب وانما جاء زائرا للبیت فوقروہ واحتبس عندہم فارجف
بانہم قتلوہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا نبرح حتی نناجز القوم ودعا الناس
الی البیعة فبایعوہ علی ان یناجزوا قریشا ولا یفروا تحت الشجرة وکانت سمرة وکان عدد
المبایعین الفا واربعمائة انتہی اور صحیح بخاری مین جو قول حضرت عبد اللہ بن عمر رض کا
بجواب معترض مصری کے کہ حضرت عثمان پر طاعن تھا مروی ہی فی الجملہ مشعر حال
وباعث بیعت حدیبیہ کی وہ یہ ہی واما تغیبہ عن بیعة الرضوان فلو کان احد اعز ببطن مکة
من عثمان لبعثہ فبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عثمان وکانت بیعة الرضوان
بعد ما ذہب عثمان الی مکة انتہی اور مرقاة شرح مشکوة مین مرقوم ہی بعث رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عثمان الی مکة فاستقبلہ اہلہ ورہطہ ورکبوہ قدامہم واجاروہ من
ان تعرض احد لہ وقالوا طف بالبیت لم ترکت فقال حاشا ان اطوف بغیبتہ صلی اللہ
علیہ وسلم وکانت بیعة الرضوان بعد ما ذہب عثمان الی مکة وشاع عندہم ان المشرکین
تعرضوا الحرب المسلمین فاستعد المسلمون القتال وبایعہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی
ان لا یفروا وقیل بل جاء الخبر بان عثمان قتل انتہی اور قصہ بھیجنے آنحضرت کا حضرت
عثمان کو حدیبیہ سے مکہ معظمہ مین واسطے پیام رسانی کے اور متوقف ہونا حضرت عثمان کا
مکے مین بوجہ روکے گئے کفار کے اور مشتہر ہونا آپکے قتل کے خبر کا اور اسی خبر کا منشا بیعت
حدیبیہ پر نہایت تفصیل و توضیح سے مدارج النبوة اور معارج النبوة وغیرہ کتب سیر مین
بھی موجود ہی بنظر اختصار نقل عبارات اون کتب سے اغماض کیا امر دوم وہ تہمت

حدیبیہ و بیعۃ الرضوان کا وقوع سنہ چھ ہجری میں ہوا ہی چنانچہ معارج النبوۃ میں مرقوم ہی از وقائع کلیہ کہ در سال ششم بود و در رسیدہ غزوہ حدیبیہ است انتہی اور امام نووی رحمہ اللہ شرح صحیح مسلم میں ضمن نقل روایات تعداد عمر نبویہ و تنقیح از منہ وقوع اوسکی کے لکھتے ہین فالحاصل من روایۃ انس و ابن عمر اتفاقہما علی اربع عمر و کانت احدٰہن فی ذی القعدۃ عام الحدیبیۃ سنۃ ست من الہجرۃ و صدوا فیہا فتحللوا و حسبت لہم عمرۃ انتہی امر سوم غزوہ بدر سنہ دو ہجری میں ہوا تھا حضرت مولانا و استاذنا الفاضل المتین العریف النبیل الفطین الحافظ الحاج ابو الحسنات محمد عبد الحی صاحب قبلہ مدظلہ فی وضعہ تذییلۃ الدرایۃ لمقدمۃ الہدایۃ میں افادہ فرماتے ہین بدر اسم لموضع الغزوۃ العظمی لسبع عشرۃ خلت من رمضان من السنۃ الثانیۃ من الہجرۃ انتہی اور شرح صحیح مسلم للنووی کے باب الامداد بالملائکۃ فی غزوۃ بدر و اباحۃ الغنائم میں مرقوم ہی کانت غزوۃ بدر یوم الجمعۃ لسبع عشرۃ خلت من شہر رمضان فی السنۃ الثانیۃ من الہجرۃ انتہی بقدر الحاجۃ تفسیر حسینی میں تحت آیہ یوم التقی الجمعان کی جو عبارت روز جنگ بدر سے ہی لکھا ہی و آن روز جمعہ ہفدہم رمضان در سنہ ثانیہ از ہجرت بود انتہی امر چہارم حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا انتقال اوسی زمانے میں ہوا ہی جس زمانے میں آنحضرت بدر میں تھے چنانچہ ملا علی قاری مکی شرح فقہ اکبر میں ذیل احوال حضرت رقیہ کے لکھتے ہین توفیت و النبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ببدر انتہی اور شرح مواہب لدنیہ للزرقانی میں لکھا ہی و توفیت ای الرقیۃ و النبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ببدر حین وصل زید بن حارثۃ بالبشارۃ بقتل المشرکین و ہی ابنۃ عشرین سنۃ کما فی الفتح انتہی اور جذب القلوب میں ذیل وقائع سنہ ثانیہ ہجرت کے مرقوم ہی و درین سال غزوہ بدر کبری کہ مشہور است در صبح ہفدہم رمضان وقوع یافتہ

ثبوت اس امر کا کہ واقعہ حدیبیہ سنہ ۶ ہجری میں ہوا

ثبوت غزوہ بدر سنہ دو ہجری میں واقع ہوا تھا

ثبوت انتقال حضرت رقیہ کا زمانہ غزوہ بدر میں ہوا

سبب نگونساری کفر و باعث برعزت اسلام شد و ہم درین ایام رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کہ زوجہ عثمان بن عفان بود در مدینہ منورہ وفات یافت واسامہ بن زید
وعثمان بن عفان بدفن وی مشغول بودند کہ بشارت این فتح عظیم بمدینہ مکرمہ رسید
انتہی امر پنجم وجہ عدم حضوری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی غزوہ بدر مین بیماری
حضرت رقیہ بنت رسول اللہ کی ہوئی تھی چنانچہ مزیلۃ الدرایہ مین مرقوم ہی ولم یشہد
بدرا لانہ کان فی خدمتہ مرض زوجتہ رقیہ بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتہی اور
صحیح بخاری مین روایۃ عن عبد اللہ بن عمر تصریح اس امر کی موجود ہی عبارت
صحیح بخاری کی یہ ہی واما تغیبہ (ای عثمان) عن بدر فانہ کانت تحتہ رقیہ بنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانت مریضۃ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ان لک اجر رجل ممن شہد بدرا وسہمہ الحدیث اور فاضل محمد عبد الباقی زرقانی
شرح مواہب لدنیہ مین لکھتے ہین روی بن المبارک عن یونس عن الزہری تخلف
عثمان عن بدر علی امرأتہ رقیہ وکانت قد اصابہا الحصبۃ فماتت وجاء زید بشیرا وعثمان علی قبرہا
انتہی ہرگاہ امور پنجگانہ بسند کتب معتبرہ ثابت وذہن نشین ہوئی معلوم ہوا کہ یہ تحریر
بعض معاصرین کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نیچے درخت بیعۃ الرضوان
کے اصحاب سے بیعت لی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بسبب تجہیز وتکفین حضرت رقیہ
رضی اللہ عنہا کے حاضر نہ تھے الخ محض غلط اور صریح مخالف کتب حدیث وسیر ہی
اور وجوہ دلائل غلطی کے نظر بامور مذکورہ مستندہ بالمعتبرات کے خود ظاہر ہین کچھ
حاجت بیان وتوضیح کی نہین ہی ہرچند فضائل صحابہ احادیث مین بہت وارد ہین
مگر چونکہ نقل مین اون احادیث کی طوالت مملّ ہوگی لہذا اسیقدر پر قصر کرتا ہون کہ آیات

فائدہ
وجہ عدم حضوری حضرت عثمان کی غزوہ بدر مین بیماری حضرت رقیہ کی تھی

فائدہ
بعض معاصرین ... حضرت عثمان بیعۃ الرضوان ... غلط ہی

منقولہ واحادیث مذبورہ انصافاً واسطے اعتراف بوفور فضائل صحابہ کے کافی وبس
ہین اب بعضی احوال فضائل اشتمال خلفاء اربعہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی
رضی اللہ عنہم کا لکھتا ہون تاکہ فضیلت ان چارون بزرگوار کی ماعدا سے اپنے بخوبی
ذہن نشین ناظرین ہوجاوے

مقصد دوم ذکر فضائل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مین

حضرت ابوبکر خلیفہ اول حضرت رسول
خالق اکبر کا نام بر مذہب صحیح ورای جمہور علماء عبد اللہ تھا اور ملقب بہ عتیق و صدیق
تھے عتیق جو لقب اونکا ہوا کب ہوا اور کیا منشا اوسکا پڑا اسمین بہت سی روایتین
آئی ہین ابن مندہ اور ابن عساکر نے موسی بن طلحہ سے روایت کی ہی کہ حضرت ابوبکر
کے والدہ کی بطن سے جو لڑکے ہوتے تھے مرجایا کرتے تھے اس وجہ سے جب حضرت
ابوبکر رض پیدا ہوئے تو وہ اونکو بیت اللہ شریف کے نزدیک لائین اور بیت اللہ کیطرف
رخ کرکے کھڑا کیا اور یہ دعا کی کہ ایخدا اس لڑکے کو موت سے آزاد کر اور اسکو مجھے
بخشدے اوس روز سے آپکا لقب عتیق ہوا اور طبرانی نے ابن عباس سے روایت
کی ہی انما سمی عتیقاً لحسن وجہہ یعنی حضرت صدیق کا نام عتیق بوجہ عتاقۃ وجہ یعنی
حسن و جمال و خوش روئی اونکے ہوا اور اکثر احادیث سے معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عتیق من النار فرمایا یعنی
یہ شخص آزاد ہی نار سے اس وجہ سے آپکا لقب عتیق ہوا اس وجہ تلقب کو ابو یعلی اور
ابن سعد اور حاکم اور ترمذی نے حضرت عایشہ سے اور بزار و طبرانی نے عبد اللہ
ابن زبیر سے بالفاظ مختلفہ روایت کی ہی اور بعضی علماء نے تصریح صحت اس وجہ کی
فرمادی ہی چنانچہ تحفۃ المجبین بمناقب الخلفاء الراشدین مین مرقوم ہی و لقب بالعتیق

بوجہ ملقب ہونا حضرت ابوبکر کا ساتھ عتیق کے

العتاقة وجهه ای لجماله وقیل لانه لم یکن فی نسبه مایعاب به وقیل لان النبی صلی الله علیه
وآله وسلم قال له انت عتیق الله من النار وهو الصحیح انتهی اور بعض محدثین نے وجہ تلقب
بعتیق ہونیکی مقدم ہونا حضرت ابوبکر رض کا امور خیر مین لکھا ہی کہ عتیق کے معنی کہنہ
و دیرینہ بھی ہین اور بعضون نے برگزیدگی نسب صدیقی اور خالی ہونا اونکی نسب کا عیب سے
وجہ تلقب بالعتیق کی قرار دی ہی کہ عتیق کے معنی برگزیدہ بھی آئی ہین علی ہذا آپکی ملقب
بصدیق ہونے مین روایات مختلفہ وارد ہین بعضون نے لکھا ہی کہ بوجہ متصف بصدق
و راستی ہونے کی جاہلیت ہی سے اس لقب کے ساتھ ملقب و مشہور تھے اور حضرت حسن بصری
و قتادہ سے مروی ہی کہ چونکہ حضرت ابوبکر رض ہر خبر رسول اللہ کی تصدیق فرمایا کرتے تھے لہذا
ملقب بصدیق ہوئے اور اکثر احادیث مین بروایت حضرت انس و ابوہریرہ وغیرہ کے
وجہ تلقب بصدیق کی تصدیق خبر معراج نبوی کے مروی ہی یعنی بعد بیان کرنے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حال معراج کو حضرت ابوبکر نے تصدیق رسول اللہ کی کی لہذا
اوس روز سے مشتہر بصدیق ہوئے حضرت ابوبکر بنہایت درجہ عفیف و پرہیزگار اور زمانہ
جاہلیت ہی سے مہذب و باوقار تھے ابن عساکر نے حضرت صدیق کے حال مین لکھا ہی
ما قال ابوبکر شعرا قط یعنی کبھی حضرت ابوبکر رض نے شعر نہ کہے ظاہر یہ ہی کہ مراد اوس سے نفی
عادت دائمہ شعر کہنے کی ہی یا نفی اشعار جاہلیت کی جیسا کہ اکثر شعراء جاہلیت کا دستور تھا
اور نیز بھی ابن عساکر و ابونعیم وغیرہ نے لکھا ہی کہ حضرت ابوبکر رض نے زمانہ جاہلیت ہی مین
شراب پینا چھوڑ دیا تھا اور استعمال شراب کو بد و قبیح جانتے تھے اور حضرت ابوبکر کا اول
من اسلم ہونا یعنی سب سے پہلے آپکا ایمان لانا اکثر روایات مین مروی ہی مگر یہ روایت
معارض ہی ساتھ دوسری روایات کے کہ بعضی مین حضرت علی کا پہلے ایمان لانا اور

وجہ تلقب ہونے
حضرت ابوبکر کے
ساتھ صدیق کے

بعضی مین حضرت خدیجہ کا سب سے قبل ایمان لانا مذکور ہی ان روایات مین محققین نے یون
تطبیق دی ہی کہ منجملہ مردان احرار کے سب سے پہلے حضرت صدیقؓ ایمان لائے اور
لڑکون مین سب سے قبل حضرت علی مرتضی اور عورتون مین سب سے پہلے حضرت خدیجہ
چنانچہ حضرت استاذنا ومولانا الحافظ الحاج ابو الحسنات محمد عبد الحی صاحب مدظلہ کتاب التعلیق
العجیب لحل حاشیۃ الجلال علی التہذیب مین افادہ فرماتے ہین ووفقوا بین ہذہ الروایات
بان اول من آمن من الصبیان علیؓ واول من آمن من النساء خدیجہ رضی اللہ عنہا واول
من آمن من الغلمان بلال رضی اللہ عنہ واول من آمن من الرجال الصدیق رضی اللہ
عنہ انتہی خرچ کرنا آپکا اپنے مال کو راہ خدا مین مشہور ہی بارہا کل مال صرف راہ الٰہی کر ڈالا
اس امر مین تامل نہین رکھتے تھے ابن عساکر نے حضرت عائشہ وعروہ بن زبیر سے روایت
کی ہی کہ جسوقت حضرت ابو بکرؓ اسلام لائے آپکے پاس چالیس ہزار اشرفی موجود تھے
اور بروایتے چالیس ہزار روپیہ تھا پس سارا مال راہ خدا اور اشاعت اسلام و اعانت رسول
مقبول مین خرچ کر ڈالا بعضی روایات مین آیا ہی کہ سات شخصون کو جو منجملہ غلامان تھے
اور بوجہ قبول کرنے اسلام کے معذب ہوتے تھے یعنی مالکان انکی بوجہ کافر ہونے اور
عناد رکھنے کے ساتھہ اسلام و اہل اسلام کے اون غلامان کو طرح طرح کی اذیت دیتے تھے
حضرت ابو بکرؓ نے ثمن غالی و قیمت کثیر دیکر خرید کیا اور براہ خدا آزاد کر دیا اور چونکہ آپ بے
خرچ کرنے مین مال کے براہ خدا یکتا تھے آنحضرت فرماتے ہین ما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال
ابی بکر یعنی ہمکو کسیکے مال نے وہ نفع نہین دیا جو حضرت ابو بکر کے مال نے نفع دیا ایک دفعہ
آپنے حضرت ابو بکرؓ سے یہ جملہ فرمایا اوسوقت حضرت ابو بکرؓ رونے لگے اور فرمایا ہل انا و مالی الا لک
یا رسول اللہ یعنی نہین ہی جان و مال ہمارا مگر آپ ہی کا اے رسول خدا کے اور بعضی روایا

حضرت ابو بکرؓ نے چالیس ہزار اشرفی ابتداء اسلام مین صرف راہ الٰہی کر دیا

آیا ہی کہ بوجہ وفور بی تکلفی ومحبت کے آنحضرت اموال حضرت ابوبکر مین اسطرح تصرف
فرماتے تھے جیسا کہ اپنے مال مین تصرف فرماتے تھے اور حضرت ابوبکر علم تعبیر رویا یعنی خواب مین
کمال رکھتے تھے اور علم انساب مین بھی درمیان قریش کے یکتا ولاثانی تھے تصریح ان
دونون امر کی حدیث شریف مین موجود ہی علی ہذا علم دینیات وفہم مطالب نصوص مین تبحر
تام رکھتے تھے چنانچہ بعد رحلت آنحضرت کے جب بعضی قبائل نے زکوۃ دینے سے انکار کیا
حضرت ابوبکر آمادۂ جہاد ہوئے حضرت عمر وغیرہ نے باستناد ظاہر معنی بعضی احادیث کے
خلاف کیا اور متامل ہوئے آخر بعد غور وتامل بسیار کے راے حضرت صدیق پر اتفاق
واستقرار اصحابہ کا ہوا اور استدلال حضرت صدیق کا قوی ٹھہرا تفصیل اس قصے کی
صحیح مسلم اور شرح مین اوسکی موجود ہی اور تحفۃ المحبین بمناقب الخلفاء الراشدین مین مرقوم ہی
قال الحافظ محی الدین ابو زکریا یحیی بن شرف الحزامی النوی ان اصحابنا استدلوا علی عظم علمه
بقوله واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوۃ والزکوۃ وان الشیخ ابا اسحق ابراہیم بن محمد الاسفرائنی
استدل به علی انه اعلم الصحابة لانهم کلهم وقفوا عن فهم الحکم فی المسألة الا هو ثم ظهر لهم بمباحثته
لهم ان قوله هو الصواب فرجعوا الیه انتہی اور بعضی روایات مین آیا ہی کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتانی جبرئیل فقال ان اللہ یامرک ان تستشیر ابابکر یعنی حضرت
جبرئیل آئے اور کہا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہی کہ حضرت ابوبکر سے مشورہ کیا کیجیے اس سے معلوم
ہوا کہ حضرت ابوبکر عقل بھی کامل رکھتے تھے اور نہایت خیر خواہ آنحضرت کے تھے کہ پروردگار
نے آپ سے مشورہ لینے کا حکم دیا اور بڑی فضیلت حضرت ابوبکر کی یہ ہی کہ بہت سی آیتین
قرآن پاک مین ایسی ہین جو خاص آپکی مناقب وبیان مدائح ودیگر امور متعلقہ ذات خاص مین
نازل ہوئی ہین کہ تفصیل بعض کی تاریخ الخلفاء سیوطی مین موجود ہی اور دوسری کتب

ور رسائل مناقب صدیقیہ مین مبسوط ہی جب ابتدای زمانہ نبوت مین کفار درپے اذیت رسانی
رسول اللہ ہوتے تھے حضرت ابو بکر اپنے کو سپر حضرت خیر البشر بنا لیتے تھے اور اپنے حفاظت کی
وجہ سے خود مبتلاے اذیت کفار ہوتے تھے تفصیل اس واقعی کی کہ بارہا وقوع مین آئی
صحیح بخاری و مستدرک حاکم وغیرہ مین موجود ہی حضرت ابو بکر نے ابتداے زمانہ اسلام
مین باوجود غلبہ کفار کے ایک مسجد بنائی تھی اور باعلان تمام قراءت قرآن وادائے
نماز مین مشغول رہتے تھے اوسپر جب کفار کی جانب سے زیادہ تعرض ہوا اور ابن الدغنہ
جنھون نے حضرت ابو بکر کو اپنے جوار مین رکھا تھا حضرت صدیق کو اعلان مراسم
اسلام سے مانع ہوے اوسوقت بکمال جوش ایمان وعرفان حضرت ابو بکر نے فرمایا
انی اردالیک جوارک وارضی بجوار اللہ یعنی رد کیا مینے جوار تمھارا اور راضی ہوا جوار خدا
اور اعلان مراسم اسلام سے باہمہ اندیشہ اذیت باز نہ آئے یہ قصہ بہ تفصیل تمام
صحیح بخاری مین موجود ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ اگر ہم کسیکو
خلیل اپنا سواے خدا کے بناتے تو حضرت ابو بکر کو بناتے اور حضرت ابو بکر سردار مردان
بہشت ہین اور دوستترین مردم فرمانا آپکا حضرت ابو بکر کو اور مرض الموت مین بتاکید
تمام امام نماز بنانا جو مشعر باستخلاف تھا اور محشور ہونا حضرت ابو بکر کا ساتھ آپکے قیامت
کے دن اور ثابت قدم اور سلیم العقل رہنا حضرت ابو بکر کا بعد رحلت آنحضرت کے
باوصف طریان کیفیت مدہوشی کے اوپر اکثر صحابہ کے اور انتظام امور دین فرمانا اور
خلافت مین آپکے فتح امصار وشعار اسلام کا غایت درجہ اشتہار ہونا وغیر ذلک صفات
کثیرہ حضرت ابو بکر کے کتب احادیث مین مروی ہین اور بعضی احادیث مین ایسا بھی
وارد ہوا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ الہی امتہ ابو بکر کو قیامت کے دن

ہمارے ساتھ ایک درجے مین رکھا اور یہ دعا قبول ہوگئی اور وحی باطلاع قبولیت دعا
نازل ہوئی چنانچہ حضرت استاذنا العلام مقدمۃ الہدایہ مین ناقل ہین وروی ابونعیم
فی الحلیۃ بسندہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا لہ فقال اللہم اجعل ابابکر معی
فی درجتی یوم القیامۃ فاوحی اللہ الیہ ان اللہ قد استجاب لک انتہی حضرت ابوبکر رضی اللہ
عنہ جب مبتلای مرض الموت ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا کر ایک عہدنامہ
بخصوص استخلاف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لکھوایا جسکا خلاصہ مطلب یہ تھا کو مینے
تم لوگون پر حضرت عمرؓ کو اپنا خلیفہ گردانا گمان غالب مجھے ہی کہ وہ انصاف کرینگے
اور اگر نہ کرین اور ظلم وجور اونسے سرزد ہو تو ہر شخص کے ساتھ جزا اوسکے عمل کی
ہی وہ اوسکا بدلہ خدا سے پائینگے مینے تو اونکو بہتر اور اونکی ذات سے امید خیر کی سمجھکر
خلیفہ گردانا ہی اور تم لوگونکے حق مین قصد خیر کیا ہی مگر غیب کا حال نہین جانتا ہون
عبارت عہدنامے کی جو شرح مقاصد مین منقول ہی یہ ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم
ہذا ما عہد ابوبکر بن ابی قحافۃ فی آخر عہدہ بالدنیا خارجا عنہا واول عہدہ بالآخرۃ
داخلا فیہا حین یؤمن الکافر ویوقن الفاجر ویصدق الکاذب انی استخلفت
علیکم بعدی عمر بن الخطاب فان عدل فذلک ظنی بہ ورائی فیہ وان بدل وجار
فلکل امرء ما اکتسب والخیر اردت ولا اعلم الغیب وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون
واقدی نے بطرق عدیدہ روایت کی ہی کہ حضرت ابوبکر کو جب شدت مرض کی ہوئی
حضرت عبدالرحمن بن عوف کو بلا کر بخصوص استخلاف حضرت عمر کے صلاح پوچھی
جب وہ مقر افضلیت حضرت عمر کے اور مشیر استخلاف اونکی کے ہوئی تب حضرت
عثمان کو بلا کر استفسار حال حضرت عمر بہ نیت مشورہ استخلاف کے کیا ہر گاہ اونکی

ف عہد نامہ حضرت ابوبکر ... حضرت عمر ... رضی اللہ عنہم

ف عبارت عہد نامہ کی جو حضرت ابوبکر نے بخصوص استخلاف حضرت عمر کے لکھوایا تھا

بھی معترف فضل فاروقی پایا اور صحابۂ مہاجرین و انصار سے مثل سعید بن زید و اسید
بن حضیر وغیرہما کی رائے لینا شروع کیا جب اکثر کی رائے موافق رائے صدیقی کے
ہوئی آپ آمادۂ استخلاف ہوئے یہ روایت ابن حجر نے صواعق محرقہ مین اور
سیوطی نے تاریخ الخلفاء مین نقل کی ہے اور بھی صواعق محرقہ اور تاریخ الخلفاء مین
مرقوم ہی کہ اوسوقت بعضی صحابہ جنکو خلافت حضرت عمر کی ناپسند تھی بحضور حضرت
ابو بکر صدیق حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ باوصف دیکھنے غیظ و سخت گیری حضرت
عمر کے جو آپ اونکو خلیفہ کرتے ہین جس سے اندیشہ پریشانی مسلمین کا ہی خدا کو اس
امر مین کیا جواب دینگے تب حضرت صدیق فرمانے لگے کہ اگر خدا پوچھیگا مین کہدونگا
اللھم انی استخلفت علیھم خیر خلقک یعنی اے خدا مینے بہترین خلق کو خلیفہ کر دیا تب
وہ لوگ ساکت ہوئے اور آپنے حضرت عثمان کو بلا کر عہدنامہ لکھوایا اور اوسپر
مہر اپنی کر دی اوسکے بعد وہ عہدنامہ بحضور صحابہ پیش ہوا سبنے اوسکے مضمون کو
تسلیم کر کے معاہدۂ اطاعت و قبول خلافت حضرت عمر کا کیا پس خلافت حضرت
عمر کی بنص امام حق اور اجماع اہل حل و عقد کے مہاجرین و انصار سے ثابت ہوگئی
حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی مضمون عہدنامہ کو قبول کیا اور فرمایا یعنا لکی
فیہا وان کان عمر یعنی بیعت کی مینے اوسکی جسکا استخلاف اس عہدنامے مین مندرج
ہی اگرچہ ہوں وہ حضرت عمر یہ کلمہ آپنے بخیال سختی و شدت جلال حضرت عمر کے فرمایا
کہ اندیشہ سخت گیری کا اونکی خلافت سے تھا کہ وہ بفضلہ تعالی متبدل بسہولت و رحمت
ہو گیا جیسا کہ انشاء اللہ تعالی لکھا جائیگا صواعق محرقہ مین مرقوم ہی اخرج الواقدی
من طرق ان ابا بکر رضی اللہ عنہ لما ثقل دعا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

فقال اخبرنی عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فقال ما تسئلنی عن امر الا وانت اعلم
بہ منی فقال ابو بکر رضی اللہ عنہ وان فقال عبد الرحمن رضی اللہ عنہ ہو واللہ افضل
من رایک فیہ ثم دعا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فقال اخبرنی عن عمر رضی اللہ عنہ
فقال انت اعلم بہ منی فقال علی ذاک فقال اللہم علمی بہ ان سریرتہ خیر من علانیتہ وانہ
لیس فینا مثلہ وشاور معہما سعید بن زید واسید بن الحضیر وغیرہما من المہاجرین والانصار
رضی اللہ تعالی عنہم فقال اسید رضی اللہ عنہ اعلمہ الخیر بعدک یرضی للرضی ویسخط للسخط
الذی یسر خیر من الذی یعلن ولن یلی ہذا الامر احد اقوی علیہ منہ ودخل علیہ بعض الصحابۃ
رضی اللہ تعالی عنہم فقال لہ قائل منہم ما انت قائل لربک اذا سالک عن تولیتہ عمر
رضی اللہ عنہ علینا وقد تری غلظتہ فقال ابو بکر رضی اللہ عنہ اباللہ تخوفنی اقول اللہم
استخلفت علیہم خیر خلقک ابلغ منی ما قلت من وراءک ثم دعا عثمان رضی اللہ عنہ
فقال اکتب الخ بعد نقل عبارت عہدنامے کے صواعق محرقہ مین لکھا ہی ثم امرہ بالکتاب
فختمہ ثم امر عثمان رضی اللہ عنہ فخرج بالکتاب مختوما فبایع الناس ورضوا بہ انتہی فاضل
کمال الدین ابن فخر الدین جہرمی براہین قاطعہ مین بابن عبارت مترجم عبارت صواعق
محرقہ نوشتہ اند ابو بکر فرمود تا عہدنامہ را مہر کردہ بیرون بردند و مردم بیعت کردند بدان
راضی شدند انتہی اور شرح مقاصد مین مرقوم ہی وعرضت الصحیفۃ علی اکابر الصحابۃ
فبایعوا لمن فیہا حتی مرت بعلی رضی اللہ عنہ فقال بایعنا لمن فیہا وان کان عمر فعقدت
لہ الامامۃ بنص الامام الحق واجماع اہل الحل والعقد من المہاجرین والانصار انتہی اور
حافظ جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء مین ناقل ہین ثم امر بالکتاب فختمہ ثم امر عثمان
فخرج بالکتاب مختوما فبایع الناس ورضوا بہ انتہی بقدر الحاجۃ اور شرح عقائد نسفیہ مین

مرقوم ہی ثم ان ابابکر لما ایس من حیاتہ دعا عثمان رضی اللہ عنہ واملی علیہ کتاب عہدہ
لعمر رض فلما کتب ختم الصحیفة واخرجہا الی الناس وامرہم ان یبایعوا لمن فی الصحیفة فبایعوا
حتی مرت بعلی رض فقال بایعنا لمن فیہا وان کان عمر رض انتہی روایات صواعق محرقہ
وشرح مقاصد وغیرہ معتبرات مین جسکی عبارات معرض نقل مین آئین بخصوص حال
عہدنامہ کے کہ بعد پیش ہونے اوسکے بحضور صحابہ کیا ہوا جملہ بایعوا او بایع الناس
واقع ہی اور معنی مبایعة کے معاہدہ ہین امام نووی شرح صحیح مسلم کی جلد دوم باب
وجوب طاعة الامراء فی غیر المعصیة وتحریمہا فی المعصیة مین لکھتے ہین قولہ بایعنا علی
السمع المراد بالمبایعة المعاہدة وہی ماخوذ من البیع لان کل واحد من المتبایعین
کان یمد یدہ الی صاحبہ وکذا ہذہ البیعة یکون باخذ الکف وقیل سمیت مبایعة لما فیہا
من المعاوضة لما وعدہم اللہ تعالی من عظیم الجزاء قال اللہ تعالی ان اللہ اشتری
من المؤمنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنة الآیة انتہی اور اشعة اللمعات مین ذیل شرح
بایعونی علی ان لا تشرکوا باللہ شیئا کے معنی بایعونی کے باین عبارت مرقوم ہین یعنی بیعت
کنید و عہد کنید مراد عقد بندید بامن و اصل مبایعت از بیع ست گویا ہر کہ عہدی بندد
باکسی می فروشد ذات خود را بدست وی چنانکہ در بیع دست بر دست می زنند در معاہدات
نیز عادت بران جاری شدہ انتہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ صحابہ نے مضمون عہدنامہ
کو تسلیم کرکے معاہدہ قبول طاعت و خلافت حضرت عمر کا کیا اور بیعت اوپر خلافت
حضرت عمر کے صحابہ نے فرمائی کوئی ایسا کلمہ ان کتب معتبرہ مین مسطور نہین ہی
جس سے یہ سمجھا جاوے کہ صحابہ نے بیعت نہین کی صرف اپنے اپنے دستخط عہدنامہ پر
فرمائے تھے وہی دستخط قائم مقام بیعت ہوگئے جیسا کہ بعض معاصرین نے سمجھا ہی

اور اس قصۂ تحریر عہد نامہ ووقوع بیعت کو خلاف کتب معتبرہ کے باین عبارت تحریر
فرمایا ہی (جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت درست ٹھہری اونھون نے
اپنے مرض موت مین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کرکے ایک عہد نامہ
لکھا اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے دستخط کرانا چاہا تمامی صحابہ نے دستخط کیے اور
وہی دستخط قایم مقام بیعت ہوئے) مقام حیرت ہی کہ باوجود موجود رہنے جملہ تابعوا
وتابع التابعین کے کتب معتبرہ مین جسکے ترجمے سے صاف عیان ہی کہ لوگون نے
بیعت کی کیونکر صاحب تحریر صحابہ کی بیعت فرمانے سے انکار فرماتے ہین اور دستخط کو
قایم مقام بیعت ٹھہراتے ہین علی الخصوص کہ صحابہ کے دستخط کرنے کا ذکر کتب معتمدہ
متداولہ مین پایا نہین جاتا ان ہذا الشیٔ عجاب حضرت صدیق نے بائیسوین تاریخ
جمادی ثانیہ سنہ ۱۳ ہجری مین بعمر ترسٹھ سال اس جہان فانی سی رحلت فرمائی نماز آپکے
جنازے کی حضرت عمر نے پڑھائی اور مدفون ہوئے آپ قریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے حجرہ حضرت عائشہ صدیقہ مین یہ مدفن پانا حضرت ابوبکر کا بھی کمال
رفعت شان وقرب مکان پر آپکے عند رسول الانس والجان دال ہی کیا خوب کہا
جس نے کہا منقبت مین آپکے ؎ لہ مفخر فی الغار حیا ومفخر لہ ❊ فی الثری نعم مضجع
خیر مضجع ❊ ایکسو بیالیس حدیثین آپ سے مروی ہین منجملہ اوسکے چھ حدیث متفق علیہ
ہین اور گیارہ حدیث افراد بخاری سے ہین اور ایک حدیث کی روایت امام مسلم نے
منفرد کی ہی چنانچہ تحفۃ المحبین مین مرقوم ہی وروی الصدیق رضی اللہ عنہ عن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مائۃ واثنان واربعون حدیثا اتفق البخاری ومسلم
منہا علی ستۃ وانفرد البخاری باحدی عشر ومسلم بحدیث انتہی اور منشا قلت مرویات

بیان تاریخ وفات حضرت صدیق اکبر

تعداد احادیث مرویہ حضرت ابوبکر صدیق

حضرت ابوبکر کا انتقال فرمانا آپکا ہو قبل انتشار احادیث اور قبل اہتمام شائقین
احادیث کے ساتھ سماع احادیث کی نہ یہ کہ آپکے محفوظات کم ہون اور آپنے رسول
مقبول سے کم حدیثین سنی ہون بلکہ قول حضرت عمر وغیرہ سے جو تاریخ الخلفاء وغیرہ
معتبرات مین مروی ہی حضرت ابوبکر کا حافظ احادیث کثیرہ ہونا اور بھی وسیع العلم
بالقرآن ہونا ثابت ہی امام نووی تہذیب الاسماء واللغات مین لکھتے ہین روی
الصدیق عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مائۃ حدیث واثنان واربعون حدیثاً
وسبب قلۃ روایتہ انہ تقدمت وفاتہ قبل انتشار الاحادیث واعتناء التابعین بسماعہا
وتحصیلہا وحفظہا انتہی اور حافظ جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء مین بعد نقل
عبارت تہذیب نووی کے لکھتے ہین قلت وقد ذکر عمر فی حدیث البیعۃ السابق ان
ابابکر لم یترک شیئاً انزل فی الانصار ولا ذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی شانہم الا ذکرہ وہذا اول دلیل علی کثرۃ محفوظاتہ من السنۃ وسعۃ علمہ بالقرآن انتہی بالقدر الحاجۃ

مقصد سوم ذکر فضائل حضرت عمر فاروق مین

مقصد سوم

حضرت عمر رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت ہی سے وجاہت واعزاز تمام رکھتے تھے
جیسا کہ استیعاب وغیرہ مین مسطور ہی آنحضرت نے جب دیکھا کہ کوئی صورت قوت
اسلام کی ظہور مین نہین آتی ہی اور کوئی شخص جلیل القدر صاحب رعب وجلال
جس سے امید تقویت اسلام اور مرعوبیت عابدین اصنام کی ہو ابتک داخل
اسلام نہین ہوا تب آپ حضور پروردگار مین خواستگار ایمان لانے احد الرجلین
یعنی حضرت عمر یا ابوجہل کے ہوئے وہ دعا بحق حضرت عمر رضہ کے قبول ہوئی اور
حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے بعد اسلام آپکے دبدبہ وشعار اسلام

کا غایت درجہ ظاہر ہوا اور کفار سخت نگونسار ہوئے اور بعد ایمان لانیکے
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کفار کی جانب سے ابتدا اذیتین شدیدہ اوٹھائین
اور سکو بوجہ کمال عرفان کے موجب افتخار و علامت قبولیت اسلام بحضور پروردگار
سمجھا انکا لقب فاروق ہی فاروق کے معنی ہین فرق کرنیوالا حق و باطل مین وجہ
اس لقب کی حافظ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفا مین معزیا الی بعض کتب
الحدیث یہ لکھی ہی کہ جب حضرت عمر ایمان لائے تب پوچھا آپنے رسول مقبول سے
کہ کیا ہملوگ حق پر نہین ہین اور دین و مذہب ہمارا بر حق نہین ہی آپنے جواب دیا
کہ بلا شبہہ دین ہمارا حق اور ہملوگ بر سر حق ہین تب حضرت عمر فرمانے لگے کہ جب
دین ہمارا حق ہی تب ہمکو اوسکے چھپانے کی کیا حاجت ہی اور اصرار فرماکر آنحضرت
اور جملہ صحابہ کو جو اوسوقت تک مشرف باسلام ہوئے تھے دار ارقم سے جہان
آنحضرت مع صحابہ کے مختفی تھے آمادہ بروز کیا باصرار حضرت عمر کے آنحضرت مع صحابہ
برآمد ہوئے اور مسجد الحرام مین تشریف لائے حضرت عمر سے روایت ہی کہ مجھے اور
حضرت حمزہ کو دیکھکر کفار قریش کو اوسوقت بہت رنج و صدمہ ہوا مگر خوف سے
کچھ نہ بولے حضرت عمر رضہ فرماتے ہین کہ اوسی روز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے میرا لقب فاروق رکھا عبارت تاریخ الخلفا کی یہ ہی فتشہد عمر فکبر اہل الدار
تکبیرۃ سمعہا اہل المسجد قلت یا رسول اللہ السنا علی الحق قال بلی قلت ففیم الاخفاء
فخرجنا صفین انا فی احدہما و حمزۃ فی الآخر حتی دخلنا المسجد فنظرت قریش الی والی حمزۃ
فاصابتہم کآبۃ شدیدۃ فسمانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفاروق یومئذ انتہی اور
تفسیر بیضاوی مین ایک وجہ دوسری آپکے ملقب بفاروق ہونیکی لکھی ہی وہ یہ ہی

وجہ تسمیہ حضرت عمر بفاروق [illegible] تاریخ الخلفاء

کہ ایک منافق اور ایک یہودی مین کچھ جھگڑا ہوا اور تصفیہ اوسکا اوپر ثالثی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرار پایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موافق یہودی کے حکم فرمایا اوسپر منافق راضی نہین ہوا اور کہنے لگا کہ مین حضرت عمر کو ثالث مقرر کرتا ہون وہ جو تصفیہ کرینگے اوسکو قبول کرونگا چنانچہ وہ دو تو حضرت عمر رضہ کے مکان پر پونچے اور کیفیت واقعہ سے آپکو مطلع کیا اوسپر حضرت عمرؓ نے اوس منافق سے پوچھا کہ جو مین تصفیہ کرونگا اوسکو تو قبول کریگا یا اوسمین بھی عذر ہوگا اوسنے اقرار قبول کا کیا تب آپ اندر گھر کے گئے اور تلوار لیکر باہر آئے اور ایک تلوار منافق کو ایسی لگائی کہ گردن اوسکی کٹگئی اور مر گیا اور حضرت عمر فرمانے لگے کہ جو شخص آنحضرت کے تصفیہ کو نمانے اور حکم خدا اور رسول کو ٹالے اوسکا تصفیہ مین اسیطور سے کرتا ہون اوسیوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور آنحضرت سے فرمایا کہ آج حضرت عمرؓ نے فرق کردیا حق وباطل مین اوسوقت سے آپکا لقب فاروق مشہور ہوا عبارت تفسیر بیضاوی کی یہ ہے عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما ان منافقا خاصم یہودیا فدعاہ الیہودی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ودعاہ المنافق الی کعب بن الاشرف ثم انہما احتکما الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحکم للیہودی فلم یرض المنافق وقال نتحاکم الی عمر رضی اللہ عنہ فقال الیہودی لعمر قضی لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یرض بقضائہ وخاصم الیک فقال عمر للمنافق کذلک فقال نعم فقال مکانکما حتی اخرج الیکما فدخل فاخذ سیفہ ثم خرج فضرب عنق المنافق حتی برد وقال ہکذا اقضی لمن لم یرض بقضاء اللہ تعالی ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فنزلت وقال جبرئیل علیہ السلام ان عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرق بین الحق

والباطل فسمی الفاروق انتہی بفور ایمان لانے حضرت عمر رضہ کے ترقی اسلام شروع
ہوئی اور مسلمانونکی عزت اور اشاعت امور اسلام ہونے لگی چنانچہ صحیح بخاری مین
حضرت عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہی قال مازلنا اعزۃ منذ اسلم عمر یعنی ہمیشہ
ہملوگ عزیز و غالب رہی جسوقت سے اسلام لائے حضرت عمر ابن ماجہ اور حاکم نے
حضرت ابن عباس سے روایت کی ہی لما اسلم عمر نزل جبرئیل فقال یا محمد لقد
استبشر اہل السماء باسلام عمر یعنی جب اسلام لائے حضرت عمرؓ آئے حضرت جبرئیل
اور کہا یا رسول اللہ اہل آسمان بہت خوش اور بشاش ہوئے اسلام عمر سے اور
اوسیوقت آیہ یا ایہا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین نازل ہوئی یعنی
کافی ہی اے رسول میرے واسطے اشاعت دین اور تائید تمھارے کے رب تمھارا اور
وہ شخص کہ متبع ہوا تمھارا اہل ایمان سے یعنی حضرت عمر اور ایسا ہی ہوا کہ ذات
پاک حضرت عمر کی غایت درجہ مؤید خاتم المرسلین اور باعث اشاعت مراسم دین متین ہوئے
ابن سعد وطبرانی نے حضرت ابن مسعود سے روایت کی ہی کہ فرماتے تھے کان اسلام
عمر فتحا وکانت ہجرتہ نصرۃ وامامتہ رحمۃ ولقد رایتنا وما نستطیع ان نصلی فی البیت حتی
اسلم عمر فلما اسلم قاتلہم حتی ترکونا فصلینا یعنی تھا اسلام عمرؓ ایک فتح اور ہجرت آپکی نصرت
کو موجب تائید اسلام اور امامت وخلافت آپکی رحمت اور ہملوگ قبل اسلام حضرت
عمرؓ کے بخوف اذیت کفار کے مسجد الحرام مین نماز نہین پڑھ سکتے تھے جب آپ مشرف
باسلام ہوئے مقاتلہ کیا ساتھ کفار کے یہانتک کہ باز آئے وہ لوگ اذیت دہی سے
ہملوگونکی اور ہملوگ مسجد الحرام مین نماز پڑھنے لگے اور حاکم وغیرہ نے حضرت حذیفہ سے
روایت کی ہی کہ جب اسلام لائے حضرت عمر تو ہوا اسلام مثل مرد آگے آنیوالے کے

کہ روز بروز اسلام ہملوگوںسے قریب ہوتا جاتا تھا اور رعب اسلام کی اشاعت رو بترقی تھی اور جسوقت سے قتل ہوئے حضرت عمرؓ ہو گیا اسلام مثل مرد پیٹھہ پھیری ہوئی جانب مخالف جانیوالیکے کہ روز بروز ہملوگوںسے دور ہوتا گیا اور رونق اوسکی گھٹتی گئی اس قسم کے فضائل حضرت عمرؓ کے احادیث وآثار مین بکثرت وارد ہین احادیث سے ثابت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کیواڑ دروازہ فتنہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ جب تک حضرت عمر تملوگو نہین رہینگے درمیان فتنے کے اور تملوگونکے دروازہ مستحکم بند رہیگا اور تملوگ مبتلاے فتنہ نہونے پاوگے اور بعد شہادت حضرت عمرؓ کے طرح طرح کے فساد وفتنہ ظاہر ہونگے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بعد شہادت حضرت عمرؓ کے انواع واقسام کے مفاسد ظہور مین آئے کہ تفصیل اوسکی کتب تواریخ مین مسطور ہی اور طبرانی نے ابی بن کعب سے روایت کی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا جبرئیل نے مجھسے کہ البتہ رویگا اسلام اوپر موت حضرت عمرؓ کے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر چراغ ہین اہل جنت کے اور بھی فرمایا اگر ہوتا کوئی شخص نبی بعد میرے تو ہوتے حضرت عمرؓ اور بھی فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے حق کو اوپر زبان اور بیچ قلب حضرت عمرؓ کے رکھا ہی یہی وجہ تھی کہ اکثر راے آپکی موافق وحی ہوا کرتی تھی اور بیشتر مواقع مین جب خلاف راے صحابہ ہوتا تھا تو موافق راے حضرت عمرؓ کے نزول آیہ ہوا کرتا تھا چنانچہ بیس آیات سے زیادہ آیتین موافق راے حضرت عمرؓ کے نازل ہوئی ہین بلکہ بعضی آیات اس قسم کی ہین کہ قبل نزول کے زبان پر حضرت عمرؓ کے تمامی الفاظ اوسکے بعینہا جاری ہوے تھے تفصیل اون آیات کی اتقان فی علوم القرآن اور تاریخ الخلفاء ودیگر کتب

احادیث و سیر مین مسطور ہین باعث طوالت کے نقل آیات کی طرف توجہ نہ کی جو شخص خواہان تفصیل ہو کتب مذکورہ کو دیکھے آپکے زمانۂ خلافت مین حسب تصریح صاحب مدارج النبوۃ کے ایک ہزار چھتیس شہر ساتھ توابع و لواحق شہر کے فتح ہوے اور چار ہزار مسجدین بنائی گئین اور ہزار بتخانے توڑ دیے گئے اور ایک ہزار نو سو منبر مساجد جامعہ مین رکھے گئے اور بہت لطف کے ساتھ آپنے انجام خلافت کیا جیسا کہ آپکی غلظت مزاجی سے خلجان لوگونکے دلونمین وقت استخلاف آپکے تھا اور خلائق خائف و ہراسان تھے ویساہی عکس اوسکے پروردگار عالم نے بعد صدر نشینی خلافت کے آپکے مزاج مین رحم و نرمی ڈال دی کہ کافۂ ناس آپکی خلافت مین بہت آسایش سے اور خوشحال رہی کسی پر جز اجراے حدود شرعیہ و دیگر امور قابل مواخذہ بحکم شرع آپنے کسطرح کی شدت و غلظت نہین فرمائی بعضی روایات مین آیا ہے کہ حضرت عمر نے ابتداے زمانۂ خلافت مین جب اول بار منبر پر چڑھے تو اوس وقت یہی دعا فرمائی اللہم انی شدید فلینی وانی ضعیف فقونی وانی بخیل فسخنی یعنی اے خدا مین سخت ہون مجھے نرم کر اور مین ضعیف ہون مجھے قوت دے اور مین بخیل ہون مجھے سخی گردان یہ دعا آپکی قبول ہو گئی اور شدت مبدل بہ لینت و رحمت ہو گئی مزاج مین آپکے زمانۂ خلافت مین بھی کبر و حب جاہ مطلقا نتھا اکثر جبہ پیوند دار زیب تن کرتے تھے کہ علاوہ کپڑے کے پیوند کے بعضے پیوند چمڑے کے بھی لگے ہوتے تھے اور بازارونمین بے تکلف درہ گردن پر رکھے پیادہ پھرا کرتے تھے عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے تھے مینے حج کیا ساتھ حضرت عمر کے اور دیکھا کہ نہ کوئی خیمہ حضرت عمر نے اپنے واسطے قائم کرایا نہ کسی کپڑے وغیرہ سے آپکے لیے سایہ کیا گیا بلکہ جہان

ف: بیان زہد و عدم حب جاہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ

آپ ٹھہرے بے تکلف کمل درخت کے نیچے بچھا کر بیٹھ رہے اور سو رہے اور سایہ درخت پر
اکتفا فرمایا گیے یہ حال آپکی زہد کا تھا اوس زمانے مین کہ آپ خلیفہ اور حاکم تھے اور اوسی
زمانہ خلافت مین ایلچی قیصر روم کے آنیکا قصہ مثنوی شریف مولانا روم قدس سرہ مین
مرقوم ہے جسکے متعلق یہ اشعار ہین ؎ بر عمر آمد ز قیصر یک رسول * در مدینہ از بیابان
نغول * گفت کو قصر خلیفہ ای حشم * تا من اسپ و رخت را آنجا کشم * قوم گفتندش کہ او را
قصر نیست * مر عمر را قصر جان روشنی ست * گرچہ از میری ورا آوازہ ایست * ہمچو درویشان
مر او را کازہ ایست * چون رسول روم این الفاظ تر * در سماع آورد شد مشتاق تر
دیدہ را بر جستن عمر گماشت * رخت را و اسپ را ضایع گذاشت * ہر طرف اندر پئے آن مرد
کار * میشدی پرسان او دیوانہ وار * کاینچنین مردی بود اندر جہان * وز جہان مانند
جان باشد نہان * جست او را تاش چون بندہ بود * لاجرم جویندہ یابندہ بود *
دید اعرابی زنی او را دخیل * گفت عمر نک بزیر آن نخیل * زیر خرما بن ز خلقان او جدا
زیر سایہ خفتہ بین سایہ خدا * الی آخر القصہ اس سے بھی کمال زہد و کسر نفسی آپکی عیان
ہے اکثر آپ دعا فرمایا کرتے تھے اللھم ارزقنی شہادۃ فی سبیلک واجعل موتی فی بلد رسولک
یعنی ایخدا تو مجھے اپنی راہ مین شہید فرما اور موت میرے مدینہ منورہ مین کر یہ دعا
آپکی قبول ہو گئی اور مراد دلی آپکی بر آئی کہ ۲۳ھ ہجری مین چار دن شہر ذی الحجہ کے
گذرنے مین باقی تھے کہ بعد معاودت کے حج سے بروز چہار شنبہ آپ بہاتھ ابو لولو
مجوسی کے مدینہ رسول اللہ مین شہید ہوئے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
زمانہ حج دونو ہاتھ آسمان کی طرف اوٹھا کر اپنے کبر سن اور ضعف قوت اور کثرت رعایا کا
حال بیان فرما کر باندیشہ عدم حفاظت رعایا اور وقوع تخلل بامر خلافت طلب موت

فرمایا اور بایں الفاظ دعا کی اللھم کبرسنی وضعف قوتی وانتشرت رعیتی فاقبضنی الیک
غیر مضیع ولا مفرط حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہین کہ یہ دعا حضرت عمر کی ایسی جلد
قبول ہوئی کہ شہر ذی الحجہ گذرنے نہین پایا کہ آپ شہید ہوئے پانچ سو انتالیس ۵۳۹
حدیثین بروایت حضرت عمر کے جناب رسول مقبول سے کتب احادیث مین موجود
ہین منجملہ اوسکے چھبیس ۲۶ حدیثین وہ ہین جسکو امام بخاری اور مسلم دونو نے روایت
کیا ہی اور چونتیس حدیثین فقط مرویات بخاری سے ہین اور اکیس حدیثین افراد مسلم
سے ہین یعنی صرف امام مسلم نے اوسکو روایت کیا ہی امام بخاری اوسکے روایت
شریک مسلم نہین ہین حضرت عمر نے امر خلافت کو بشورہ درمیان حضرت عثمان او
حضرت علی اور حضرت عبد الرحمن بن عوف اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر اور
حضرت سعد بن ابی وقاص کے چھوڑا تھا بعد رحلت آپکے بقیہ بزرگان نے مفوض
اوپر رای حضرت عبد الرحمن کے کیا اونھون نے حضرت عثمان کو واسطے خلافت کے
اختیار کیا اور بیعت کی پس علی مرتضی وجملہ صحابہ نے بھی بلا تامل حضرت عثمان کے
بیعت قبول فرمائی اور اوپر خلافت حضرت عثمان کے اتفاق واجماع صحابہ ہو گیا

مقصد چہارم ذکر فضائل حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ

ہین فضائل آپکے احادیث مین بکثرت وارد ہین منجملہ اوسکے یہ ہی کہ آپ شرف
بہ ہجرتین ہوئے اول آپکے سے حبشہ ہجرت کے بعد اوسکے مدینہ منورہ مین ہجرت فرما ہوئے
پہلے نکاح آپکا رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا تھا زمانۂ غزوہ بدر مین
اونکا انتقال ہوا تب آنحضرت نے دوسری صاحبزادی ام کلثوم کو آپکے نکاح مین
دیا اونھون نے بھی سنہ نو ہجری مین وفات پائی طبرانی نے علقمہ بن مالک سے

روایت کی ہی لما ماتت بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحت عثمان قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم زوجوا عثمان لو کان لی ثالثۃ لزوجتہ وما زوجتہ الا بالوحی من السماء
یعنی جب ام کلثوم نے وفات پائی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجمع عام مین
لوگون سے فرمایا کہ حضرت عثمان کا نکاح کرتے جاؤ اگر میری تیسری لڑکی اور ہوتی تو مین
وہ بھی انکے نکاح مین دیتا اور دونو لڑکیان جو مینے انکے نکاح مین دین باَمر الٰہی دین
اور ابن عساکر نے حضرت علی مرتضیٰ سے روایت کی ہی کہ فرمایا آپنے سنا مینے آنحضرت
کو کہ فرما رہے تھے حضرت عثمان سے یہ امر کہ اگر میری چالیس لڑکیان ہوتین تو مین
ایک بعد دیگرے برابر تمھارے نکاح مین دیتا جاتا اور ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر
مین لکھا ہی وروی انہ علیہ السلام قال لہ والذی نفسی بیدہ لو ان عندی مایۃ بنت
یمتن واحدۃ بعد واحدۃ زوجتک اخری یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت عثمان سے کہ اگر میری سو لڑکیان ہوتین اور ایک بعد دیگرے مرتی جاتین تو مین
سب کو ایک بعد دیگرے تمھارے نکاح مین دیتا جاتا علما لکھتے ہین کہ یہ فضل
کسی نبی کی دو لڑکیون کا ایک شخص کے نکاح مین آنا کسی زمانے مین کسی کو سوائے حضرت
عثمان کے نصیب نہین ہوا اور چونکہ دو لڑکیان کہ ہر ایک اونمین سے نور نبی تھین
آپکے نکاح مین آئین اسی وجہ سے آپکا لقب ذوالنورین ہوا ترمذی نے طلحہ
سے روایت کی ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نبی کا ایک رفیق ہوگا اور
میرے جنت مین حضرت عثمان ہین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا غزوہ تبوک مین
اموال کثیرہ واسطے سامان جہاد کے حاضر لانا اور رواسپر آنحضرت کا خوش ہوکر یہ فرمانا
کہ ما ضر عثمان ما عمل بعد الیوم یعنی آج حضرت عثمان نے جو مال راہ خدا مین خرچ کیا

ایسا مقبول حضرت ایزدی ہوگیا کہ بعد آج کے عثمان جو کچھ عمل کریں اونکے حق مین
مضر نہوگا اور مواخذہ عقبی سے خود بری رہینگے اور بیعۃ الرضوان کے وقت آنحضرت کا
دست مبارک کو اپنے حضرت عثمان کا ہاتھ قرار دینا اور بوجہ کمال حیاء عثمانی کے
خود آنحضرت کا حضرت عثمان سے حیا کرنا اور وقت تشریف آوری کے کپڑے سے تمام
اعضا کو بخوبی چھپاکر بیٹھ جانا اور ایک شخص حضرت عثمان سے بغض رکھتا تھا لہذا
آنحضرت کا اوسکے جنازے کی نماز نہ پڑھنا اور وقت اختراء بیر رومہ حضرت عثمان کے واسطے
آنحضرت کا ضامن جنت ہونا وغیر ذلک فضائل بیشمار حضرت عثمان کے کتب احادیث
و سیر مین موجود ہین تاریخ الخلفاء مین لکھا ہی اخرج ابن عساکر عن عبد الرحمن بن مہدی
قال خصلتان لعثمان لیستا لابی بکر ولا لعمر رضی اللہ عنہما صبر نفسہ حتی قتل وجمع الناس
علی المصحف یعنی عبد الرحمن بن مہدی سے روایت ہی کہ وہ کہتے تھے دو صفت
حضرت عثمان مین ایسی تھین کہ وہ حضرت ابوبکر و عمر مین بھی پائی نہین گئین ایک صبر کرنا
اپنے نفس پر یہان تک کہ قتل کئے گئے دوسری جمع اور متفق کردینا خلائق کا اوپر
مصحف کے کہ اختلاف باقی نرہے ظاہر ہی کہ یہ دونو صفتین دال اوپر عظمت شان
عثمانی کے ہین اور آپنے جو اپنی خلافت مین جمع قرآن فرماکر رفع منازعت فرمائی اوسکی
[illegible] اتقان و شروح صحیح بخاری مین بسط بسیط کے ساتھ مرقوم ہی خلاصہ اوسکا
یہ ہی کہ ابتداء قرآن مجید لغت قریش مین نازل ہوا تھا اوسکے بعد جب آنحضرت نے
دیکھا کہ دوسری لوگون پر پڑھنا قرآن کا اس لغت مین دشوار ہی تب آپنے وسعت
چاہی حسب استدعا آپکے حکم ایزدی ہوا کہ ہر شخص اپنے لغت مین پڑھے یہی حکم برابر باقی
رہا حضرت عثمان کو اپنے زمانہ خلافت مین یہ معلوم ہوا کہ اہل عراق و شام وغیرہ

دو وصف مقبول حضرت
عثمان مین ایسے تھے
[illegible]
[illegible]

وجہ جمع قرآن
[illegible]
[illegible]

ہو بر قرارت قرآن کے جھگڑتے ہین اور ہر فرقہ اپنے اپنے قرارت کو جو اونکین کے لغات مین تھے دوسرے کی قرارت سے بہتر کہتا ہو لہذا آپنے مناسب سمجھا کہ قرآن شریف ایک جگہ لغت قریش مین لکھا جاوے اور اوسی لغت مین سبلوگ پڑہین دوسرے لغات مین پڑھنا قرآن کا موقوف کردیا جاوے اسواسطے کہ ابتداءً اسی لغت مین نزول قرآن کا ہوا تھا صرف بوجہ عسر و دشوار ہونے انجام قرارت قرآن کے بلغت قریش ہر قبائل سے توسیع کی گئی تھی اوراب وہ عسرت باقی نہین رہی کہ لغت قریش کے ساتھ لوگونکو مناسبت حاصل ہوگئی اور بقاء توسیع مین اب ازدیاد منازعت مطمح نظر ہی اور یہ ارادہ اپنا آپنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ و دیگر صحابہ سے ظاہر کیا جب اتفاق آراء صحابہ ہوا تب آپنے وہ صحیفے جسمین حضرت ابوبکرؓ نے اپنی خلافت مین قرآن شریف کو کہ اوسکے سور و آیات کتابۃً مجتمع نہ تھے بلکہ لوگون کو زبانی یاد تھے یا خرمے کی چھال اور سنگہائے تنک اور ادیم وغیرہ پر متفرق لکھے ہوے تھے جمع کرایا تھا اور وہ زمانہ حضرت عثمان مین حضرت حفصہ کے پاس تھا طلب فرمایا اور اوس سے آیات قرآنیہ کو ایک صحیفے پر بلغت قریش نقل کرایا تاکہ جمع کامل طور پر ہو جاوے اور تفرق صحائف اور تفرق لغات کچھ بھی باقی نہ رہی اور ماورا اوسکے جو آیات قرآنیہ متفرق اور بلغات مختلفہ جا بجا پراگندہ تھین سبکے جلادینے کا حکم کیا من بعد بروایتے پانچ اور بروایتے چار اور بروایتے سات نسخے اوسکے نقل کراکے متفرق اقالیم مین روانہ فرمائے اور اوسی سے ایک نسخہ مدینہ منورہ مین رکھا پس معلوم ہوا کہ جمع عثمانی عبارت ہی جمع سور قرآنیہ سے ایک صحیفے مین بلغت قریش نہ جمع متفرق سور کا اور نہ جمع فی الکتابۃ ابتداءً اسیوجہ سے علماء نے لکھا ہی کہ فرق جمع صدیقی اور جمع عثمانی مین یہ ہی کہ جمع صدیقی باندیشہ تلف وضیاع قرآن تھا اور جمع عثمانی بہ نیت حفاظت خلایق کے منازعت

ف — فرق درمیان جمع صدیقی و جمع قرآن عثمانی و جمع قرآن نبوی کے

فی القرارت سے واقع ہوا اتقان فی علوم القرآن میں مرقوم ہے اخرج ابن ابی داؤد بسند
صحیح عن سوید بن غفلة قال قال علی رض لا تقولوا فی عثمان الا خیرا فواللہ ما فعل الذی فعل
فی المصاحف الا عن ملأ منا قال فما تقولون فی ہذہ القراءات فقد بلغنی ان بعضہم یقول
ان قراءتی خیر من قراءتک وہذا یکاد یکون کفرا قلنا فما تری قال اری ان نجمع الناس علی
مصحف واحد فلا یکون فرقة ولا اختلاف قلنا فنعم ما رأیت قال ابن التین وغیرہ ان
الفرق بین جمع ابی بکر وجمع عثمان ان جمع ابی بکر لخشیة ان یذہب من القرآن شیء بذہاب
حملتہ لانہ لم یکن مجموعا فی موضع واحد فجمعہ فی صحائف مرتبا لآیات سورہ علی ما وقفہم علیہ
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجمع عثمان کان لما کثر الاختلاف فی وجوہ القراءات حین قرأوہ
بلغاتہم علی اتساع اللغات فادی ذلک بعضہم الی تخطئة بعض فخشی من تفاقم الامر فی
ذلک فنسخ تلک الصحف فی مصحف واحد مرتبا لسورہ من سائر اللغات علی لغة قریش
محتجا بانہ نزل بلغتہم وان کان قد وسع قراءتہ بلغة غیرہم رفعا للحرج والمشقة فی ابتداء
الامر فرای ان الحاجة الی ذلک انتہت فاقتصر علی لغة واحدة انتہی اور بھی اتقان میں ہے
روی البخاری عن انس ان حذیفة بن الیمان قدم علی عثمان رض وکان یغازی اہل الشام
فی فتح ارمینیة وآذربیجان مع اہل العراق فافزع حذیفة اختلافہم فی القراءة فقال
لعثمان ادرک الامة قبل ان یختلفوا اختلاف الیہود والنصاری فارسل الی حفصة
ان ارسلی الینا بالصحف ننسخہا فی المصاحف ثم نردہا الیک فارسلت بہا حفصة الی
عثمان فامر زید بن ثابت وعبد اللہ بن الزبیر وسعید بن العاص وعبد الرحمن بن الحارث
بن ہشام فنسخوہا فی المصاحف وقال عثمان للرہط القرشیین الثلاثة اذا اختلفتم انتم وزید
بن ثابت فی شیء من القرآن فاکتبوہ بلسان قریش فانہ انما نزل بلسانہم ففعلوا انتہی

اذا نسخوا الصحف فی المصاحف رد عثمان الصحف الی حفصة وارسل الی کل افق بمصحف مما نسخوا وامر بما سواه من القرآن فی کل صحیفة او مصحف ان یحرق انتہی مختصرا بقدر الحاجة

ہرگاہ مضامین صدر رسالہ و دلائل و سند کتب مرتسم ضمیر ہو چکے واضح ہوا کہ یہ لکھنا بعضی علما کا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین قرآن شریف کی آیۂ منسوخہ پر جب آدمیون کو لڑتا پایا خود حافظ قرآن تھی اور حفاظ کو بلا کے سات جلدین قرآن شریف کی نقل کرائین اور قلمرو اسلام مین روانہ کین اور باقی آیات متنازعہ فیہا کو جلا دیا الخ خلاف تحقیق اور منافی فحوای احادیث صحیحہ ہی کہ جو حدیث صحیح بخاری کی اور عبارت اتقان کی صدر مین نقل کی گئی نہ اوس سے تخصیص جلا دینے آیات متنازعہ فیہا کی سمجھی جاتی ہی نہ آیۂ منسوخہ پر لڑائی ہونا منشا جمع عثمانی سمجھہ مین آتا ہی احادیث مروی حضرت عثمان سے کتب احادیث مین ایکسو چھیالیس مندرج ہین منجملہ اوسکے تین حدیث کی روایت امام بخاری و مسلم دونو کی ہی اور آٹھہ حدیث افراد بخاری سے اور پانچ افراد مسلم سے ہی شہادت پائی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایام اوسط تشریق ۳۵ھ مین قتل کیا آپکو اوباش مصر نے ایسے حال مین کہ قرآن مجید آپکے سامنے کھلا رکھا تھا اور آپ مشغول بتلاوت تھے خون آپکا آیۂ فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم پر گرا انا للہ وانا الیہ راجعون بعد شہادت حضرت عثمان کے باتفاق کبار مہاجرین و انصار کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ صدر نشین خلافت ہوئے

مقصد پنجم ذکر فضائل حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ مین

حیدر بمعنی شیر اور کرار بمعنی مکرر حملہ کرنیوالے کے اور مرتضے بمعنی پسندیدہ کے القاب شریفہ دال علی الفضل سے آپکی ہی آپکی دو کنیت مشہور ہین ایک ابو الحسن یعنی باپ حضرت حسن کے دوسرے ابو تراب یعنی باپ مٹی کے جامع ترمذی مین مسطور ہی

والکنیتان ابوتراب وابوالحسن انتہی وجہ کنیت اول کی تو ظاہر ہی اور بیان وجہ دوم
مین ایک قصہ طویلہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین مذکور ہی وہ یہ ہی کہ ابو حازم سہل بن
سعد سے روایت کرتے ہین کہ ایک شخص آل مروان سے عامل مدینہ مقرر ہوا اوسنے
حضرت سہل کو بلا کر حکم کیا کہ حضرت علی پر سب و شتم کرو اور گالیان دو اونہون نے
ابا اور انکار کیا تب کہا اوسنے کہ اچھا بلفظ علی تم سب و شتم کرنے مین مضائقہ کرتے ہو
تو یون کہو لعن اللہ اباتراب یعنی لعنت کرے خدا ابوتراب پر تب سہل نے فرمایا
کہ حضرت علی کے نزدیک کوئی نام احب اور پسندیدہ زیادہ ابوتراب سے نہین تھا
جب آپ اس کنیت سے بلائے جاتے تھے بہت خوش ہوتے تھے پس کیونکر اس کنیت کے
ساتھ مین بے ادبی کر سکتا ہون تب اوس عامل نے کہا کہ اچھا خبر دو مجھے قصے سے
اس کنیت کے کہ ابوتراب جو یعنی باپ مٹی کے ہی کیون نام حضرت علی کا ہوا تب فرمایا
سہل نے کہ ایک روز رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لائے
اور حضرت علی مرتضی کو نہین پایا پس پوچھا حضرت سیدہ سے این ابن عمک یعنی کہان گئے
بیٹا چچا کا تمھارے یعنی حضرت علی حضرت سیدہ نے جواب دیا کہ درمیان میرے اور اونکے
کچھ رنجش ہو گئی ہی اس وجہ سے وہ کہین چلے گئے ہین آج دوپہر کو میرے پاس سوئے
بھی نہین یہ سنکر آنحضرت نے ایک شخص سے فرمایا کہ دیکھو حضرت علی کہان ہین اوس
شخص نے کہا کہ مسجد مین ہین اور سوئے ہین پس آئے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم مسجد مین پاس حضرت علی کے اور حضرت علی مسجد مین سوئے تھے اور چادر مبارک
انکی ایک جانب سے گر گئی تھی اور اوس جانب جسم شریف مین مسجد کے مٹی لگ گئی تھی
پس آنحضرت تشریف لاکر مٹی جسم مبارک سے حضرت علی کے جھاڑنے لگے اور فرماتے جاتے تھے

قم ابا التراب قم ابا التراب یعنی اوٹھو ای باپ مٹی کے اوٹھو ای باپ مٹی کے اوسی روز سے آپکا نام ابوتراب مشہور ہوا اس قصے سے کمال ملاطفت اور محبت فرمانا آنحضرت کا ساتھ حضرت علی کے ہویدا ہوا حضرت علی مرتضی سابقین فی الاسلام سے ہین ابو یعلی وغیرہ نے روایت کی ہی کہ فرماتے تھے حضرت علی مرتضی بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین واسلمت یوم الثلثاء یعنی آنحضرت بروز دوشنبہ نبی ہوئے اور مین دوسری دن اوسکے کہ سہ شنبہ تھا مشرف باسلام ہوا اختلاف ہی آپکی عمر شریف مین وقت ایمان لانیکے حافظ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء مین چار قول نقل کیے ہین ایک قول یہ ہی کہ دس برس کے تھے بعضونکا قول ہی نو برس کے تھے کسی نے لکھا ہی آٹھ برس کے تھے بعضے علما نے آٹھ برس سے بھی کم عمر ہونیکی روایت کی ہی بہر حال آپکا صغر سنی مین قبل بلوغ کے ایمان لانا متفق علیہ ہی خود شعر آپکا جسمین آپنے اپنی سبقت اسلامی کو بیان فرمایا ہی اس امر پر دال ہی وہ شعر حسب نقل صاحب نور الانوار وغیرہ کے یہ ہی سبقتکم الی الاسلام طرا ✤ غلاما ما بلغت اوان حلم ✤ بلکہ حضرت ابن عباس اور انس اور زید بن ارقم اور سلمان فارسی وغیرہ نے آپکو اول من اسلم فرمایا ہی اور بعضون نے آپکی اولیت فی الاسلام پر اجماع نقل کیا ہی آپکے مناقب سے ایک یہ امر ہی کہ آپ اندر مکہ معظمہ کے پیدا ہوئے چنانچہ ازالۃ الخفا مین مرقوم ہی قال الحاکم فی ترجمۃ حکیم بن حزام وقول مصعب فیہ لم یولد قبلہ ولا بعدہ فی الکعبۃ احد ما لغیر وہم صحیح فی الحرف الاخیر فقد تواترت الاخبار ان فاطمہ بنت اسد ولدت امیر المومنین علیا فی جوف الکعبۃ انتہی محمد بن اسحق وغیرہ نے روایت کی ہی کہ ایک مرتبہ قحط شدید ہوا اور تمامی قریش شدت قحط سے پریشان حال ہوئے اور ابو طالب کثیر العیال تھے لہذا

ف — اقوال مختلفہ تحقیق عمر حضرت علی مرتضی وقت ایمان لانیکے

ف — [illegible] حضرت علی مرتضی [illegible] بیت اللہ شریف [illegible]

ف — شان الخلافت [illegible] حضرت علی مرتضی [illegible]

آنحضرت نے حضرت عباس چچا سے اپنے جو اغنیاء قریش سے تھے فرمایا کہ آپکے
بھائی ابو طالب کثیر العیال ہین اور قحط کی یہ شدت ہے بدینوجہ بہتر ہوتا کہ ہملوگ
اونکے بعض عیال کے متکفل ہوجاتے تاکہ اونکو تخفیف وسہولت ہوتی حضرت
عباس نے اس امر کو قبول کیا اور دونو صاحب ابو طالب کے پاس آئے اور
بعد اظہار ارادہ کے حضرت علی کو آنحضرت اپنے ساتھہ لائے اور متکفل تربیت کے
ہوئے اور حضرت جعفر کفالت حضرت عباس مین آئے بناءً علیہ حضرت علی
اوسیوقت سے کہ محض صغیر السن تھے ظل تربیت وکفالت نبوی مین رہی اور
ہر امر مین آنحضرت کی اتباع مین مصروف تھے یہانتک کہ ابتدای زمانۂ نبوت
مین جب آنحضرت بخوف کفار چھپکر نماز ادا فرمایا کرتے تھے اور شہر سے باہر نعرض
اختفا تشریف لیجاتے تھے حضرت علی بھی ابو طالب سے چھپکر ہمراہ آنحضرت کے
ہوا کرتے تھے اور بمعیت آنحضرت کے ادا ے نماز مین مشغول رہتے تھے پس یہ کمال
فضل الٰہی شامل حال حضرت علی کے ہوا کہ ابتداء عمر سے تزکیۂ باطن وحصول تہذیب
ہرگونہ کی صورت پیدا ہوگئی اور موجب نجات کے آپکی طہورت بہ نجاسات شرک وغیرہ
خرافات سے ہوئی حافظ جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء مین افادہ فرماتے ہین
قال الحسن بن زید بن الحسن ولم یعبد الاوثان قط لصغرہ یعنی حضرت علی نے کبھی
بتونکی پرستش وعبادت نکی بوجہ ایمان لانیکے کمسنی مین اور چونکہ آپنے کاہے جبہہ مبارک
وروی مقدس کو کسی بت کے سامنے نہین جھکایا لہذا آپکا روی مبارک اکرم وجوہ ہوا
اسیوجہ سے دعاء تکریم وجہ کے ساتھہ آپکو یاد کرتے ہین اور آپکے اسم مبارک کے بعد کرم اللہ
وجہہ کہتے ہین فاضل طحطاوی حواشی در مختار مین لکھتے ہین والتعبیر بالبعض عنہ بکرم اللہ

وجہ لان ذلک الوجہ الشریف لم یسجد لصنم قط اسلم وہو ابن سبع او ثمان علی ما قیل وہو اول من اسلم من الصبیان انتہی اور تحفۃ المحبین بمناقب الخلفاء الراشدین مین مرقوم ہی قال الحسن بن زید بن الحسن لم یعبد الاوثان قط لصغرہ اخرجہ ابن سعد ولذا یقال فیہ کرم اللہ وجہہ دون غیرہ من الصحابۃ انتہی شریک رہی آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر اور احد وغیرہ تمامی غزوات مین سوای غزوۂ تبوک کے کہ وقت تشریف بری تبوک کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکو واسطے محافظت اہل وعیال کے مدینہ منورہ مین چھوڑا تھا بناء علیہ بنظر تعمیل حکم نبوی آپ مدینہ منورہ مین رہی تبوک جانیکا اتفاق نہین ہوا چنانچہ تاریخ الخلفاء مین مسطور ہی وشہد مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدرا واحدا وسائر المشاہد الا تبوک فان النبی صلی اللہ علیہ وسلم استخلفہ علی المدینۃ انتہی جب آنحضرت آپکو تبوک جاتے وقت مدینہ منورہ مین چھوڑ گئے اوسوقت بھی ایک منقبت عظیمہ سے آپکو سرفراز کیا تفصیل اوسکی حسب مؤدای احادیث صحیحہ ہی کہ جب آنحضرت حضرت علی کو بنظر حفاظت اہل وعیال کے مدینہ منورہ مین چھوڑ کر عازم تبوک ہوی حضرت علی یہ سمجھکر کہ شاید آنحضرت استخفافا مجھے چھوڑے جاتے ہین فرمانے لگے کہ آپ مجھکو لڑکون اور عورتون مین چھوڑے جاتے ہین اور حاکم نے روایت کی ہی کہ جب آنحضرت روانہ تبوک ہونے لگے حضرت علی نے فرمایا اخرج معک یعنی چلون مین ساتھ آپکے آپنے فرمایا لا یعنی نہین پس رونے لگے حضرت علی مرتضی بخیال محروم رہ جانیکے برکت معیت حضرت رسالت سے اور بعضی روایات مین وارد ہوا ہی کہ جب آنحضرت حضرت علی کو بغرض حفاظت اہل وعیال کے مدینہ منورہ مین چھوڑ کر روانہ تبوک ہوے منافقون نے کہنا شروع کیا کہ پیغمبر حضرت علی بھاری ہین اور کم رتبہ ہین اسواسطے

ف بیان اسکا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ساتھ رسول اللہ کے تمامی غزوات مین سواے تبوک کے تھے

اونکو ساتھ نہین لیا حضرت علی کو یہ سن سنکر رنج ہوا آخر ہتیار وغیرہ سامان سفر
لیکر روانہ ہوے اور اثنار راہ مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے اور یہ
منافقون کا طعنہ بیان کیا اور کہا یا حضرت کیا آپ مجھکو عورتون اور لڑکون پر خلیفہ
کرتے ہین تب حضرت نے فرمایا یا علی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسی الا انہ لا نبی
بعدی یعنی ای علی مرتضی تمھارا رتبہ میرے نزدیک ویسا ہی ہے جیسا حضرت ہارون کا تھا
حضرت موسی کے نزدیک مگر اتنا فرق ہی کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہین یعنی اس استخلاف
مین کچھہ رتبہ نہیں جاتا ہی دیکھو حضرت موسی علیہ السلام جب کوہ طور پر گئے تھے تو اپنے
بڑے بھائی حضرت ہارون پیغمبر کو اپنے گھربار اور بنی اسرائیل پر خلیفہ کر گئے تھے تو جیسے
حضرت ہارون کی عزت حضرت موسی علیہ السلام کی نزدیک تھی ویسی ہی تمھاری بھی
عزت میرے نزدیک ہی ہان اتنی بات البتہ حضرت ہارون مین زیادہ تھی کہ وہ پیغمبر
بھی تھے اور تم پیغمبر نہین اسواسطے کہ مین خاتم النبیین ہون اب میرے بعد کسی کا پیغمبر ہونا
ممکن نہین اس حدیث سے بڑی فضیلت حضرت علی مرتضی علیہ السلام کی ثابت ہوئی اور
کمال رتبہ مرتضوی جلوہ گر ہوا چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ ازالۃ الخفا مین
ضمن تعداد مآثر مرتضوی یہ کہ لکھتے ہین از انجملہ آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چون متوجہ
غزوہ تبوک شدند برای تعہد حال عیال خود حضرت مرتضی را در مدینہ گذاشتند و در ضمن
آن تشریف عظیم کرامت فرمودند قال محمد بن اسحق وخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علی بن ابیطالب علی اہلہ وامرہ بالاقامۃ فیہم فارجف بہ المنافقون وقالوا ما خلفہ الا استثقالا
لہ وتخففا منہ فلما قال ذلک المنافقون اخذ علی رضی اللہ عنہ سلاحہ ثم خرج حتی اتی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وہو نازل بالجرف فقال یا نبی اللہ زعم المنافقون انک انما خلفتنی انک

فقال کذبوا فقد خلفتک لما ترکت ورائی فارجع فاخلفنی فی اہلی واہلک افلا
ترضی یا علی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی فرجع علی الی المدینۃ
ومضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی سفرہ انتہی بقدر الحاجۃ اور حضرت شیخ عبد الحق
محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین ذیل قصہ تبوک کے لکھتے ہین در حدیث بخاری ومسلم
از حدیث سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ آمدہ کہ چون رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
از مدینہ عزم بیرون رفتن کرد علی بن ابی طالب را کرم اللہ وجہہ در اہل خود خلیفہ گردانید
پس علی مرتضی بعرض رسانید کہ یا رسول اللہ من در ہیچ غزوہ تخلف نمودہ ام چگونہ است
کہ این نوبت مرا میگذاری وگفت گذاشتی مرا یا رسول اللہ در مردان و زنان فرمود
آیا راضی نیستی تو ای علی کہ باشی تو نسبت بمن بمنزلہ ہارون نسبت بموسی لیکن فرق
آنست کہ ہارون نبی بود و بعد از من ہیچکس را نبوت نخواہد بود وآوردہ اند کہ چون علی
مرتضی را کرم اللہ وجہہ در مدینہ گذاشت منافقان وحاسدان گفتند کہ رسول خدا علی را
بجہت آن گذاشت کہ ثقلی در خاطر از وی داشت پس علی مرتضی از عقب حضرت
بیرون آمد در جرف باو رسید وصورت واقعہ را معروض گردانید فرمود مردم دروغ
گفتہ اند من ترا برای آن گذاشتہ ام تا خلیفہ من باشی در اہل من و در اہل خود یعنی فاطمہ
وتعہد حال ایشان نمائی واین حدیث فرمود انتہی ملخصاً تحقیق صدرت بسند کتب معتبرہ
ثابت ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا عذر کرنا بخصوص قیام مدینہ کے یا بخیال حسرت
مہجوری آنحضرت کے اور محروم رہجانیکے برکت معیت حضرت رسالت سے تھا جیسا کہ
جملہ در ہیچ غزوہ تخلف نمودہ ام چگونہ است کہ این نوبت مرا میگذاری اوسپر دال ہی یہ نہ کہ طعنہ
منافقین کا منشا اسکا پڑا تھا نہ جیسا کہ بعض اعیان نے سمجھا ہی اور بیان عبارت اس قصے کو

لکھا ہی جب تبوک کی لڑائی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو
اپنی محافظت خاندان پر چھوڑ جانیکا ارادہ فرمایا حضرت امیر نے بمقتضای سن جوانی
خانہ نشینی پسند نہ کی رنگ چہرہ کا متغیر ہوگیا بحضور آنحضرت صلعم آئے اور کہا الخ جس سے کمال
بی ادبی بشان مرتضوی مفہوم ہی اسلیے کہ عرف عام مین مقتضای سن جوانی کا مطلب
میلان بلہو ولعب وبطالت وتوجہ بامور دالہ علی الوقاحت ونادانی ہوا کرتا ہی پس
ان امورات کا انتساب طرف حضرت امیر علیہ السلام کے کب شان اہل ایمان سے ہے
علی الخصوص کہ نام ونشان اس وجہ کا کتب متداولہ معتمدۂ حدیث وسیر مین پایا نہین
جاتا ہی اور اگر کلمہ مقتضای سن جوانی کے کوئی تاویل حسن بہی کیجاوی جب بہی تقطیع
الزام نقل وجہ منافی ومخالف کتب معتبرۂ حدیث وسیر کے اتیان کلمہ موہمہ تحقیر کے
پاداش سے جسکا امتناع بموجب لاتقولوا راعنا کے ثابت ہو صاحب تحریر کو نجات
نہین ہو سکتی اور منجملہ فضائل عظیمہ مرتضویہ کے یہ ہی کہ آنحضرت صلعم نے حضرت فاطمہ
زہرا سیدۃ النساء کو نکاح مین حضرت علی کی دیا اور یہ نکاح مین آنا حضرت سیدہ کا
موجب ظہور کمال رفعت شان مرتضوی ہوا چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ
ازالۃ الخفا مین ذیل تعداد مآثر مرتضویہ کے لکھتے ہین از انجملہ آنکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت مرتضی را رضی اللہ عنہ بحضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تزویج فرمود ودرین ضمن تشریف
عظیم وتعظیم فخیم کرامت نمود انتہی فائدۂ جلیلہ نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ
حضرت علی مرتضی کے بحکم آلہی وبعد نزول وحی کے ہوا تھا ایسا نتھا کہ آنحضرت نی خود
اپنی تجویز سے بلا اذن آلہی نکاح کر دیا ہو جیسا کہ خارجیون نے دعوی کیا ہی اور وجہ
وعار خوارج کے یہ ہی کہ وہ لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فضائل کے منکر بلکہ شان

ف حضرت فاطمہ کے نکاح بامر الٰہی ہونے کا انکار کرنا عقیدہ خوارج کا ہے نہ اہل سنت کا

مرتضوی کے معتقد ہیں اور ہرگاہ یہ مان لینگے کہ حضرت علی مرتضیٰ بحکم الٰہی تزویج حضرت سیدہ کے واسطے خاص اور تجویز کیے گئے تو اس سے بڑی فضیلت حضرت علی کی ثابت ہو جائیگی اسوجہ سے خوارج اذن الٰہی کے منکر ہیں اور علماء خوارج بہ نقل دلائل و براہین بہت کوشش عدم اثبات اذن الٰہی میں کرتے ہیں مگر اہل سنت کے نزدیک چونکہ تزویج حضرت فاطمہ زہرا بامر اللہ ثابت ہے علماء اہل سنت خوارج کا جواب دندان شکن دیتے ہیں اور بحکم الٰہی نکاح ہونا حضرت سیدہ کا حضرت علی سے اور اس امر کا موجب رفعت شان مرتضوی ہونا ثابت کرتے ہیں تھوڑا قصہ انکار خوارج اور جواب اہل سنت کا تحفہ اثنا عشریہ چھاپہ دہلی تقطیع خورد صفحہ (۲۶۹) کے حاشیہ پر جو متعلق اس شعر منسوب الی الامام الشافعی کے

ہے مثل زوجت فاطم غیرہا ✲ وفی غیرہ ہل اتی ہل اتی ہے کے ہے مقتاح سے منقول ہے

وہ یہ ہے نواصب گفتہ اند صاحب جامع الاصول از نسائی آوردہ کہ شیخین فاطمہ را خواستگاری کردند و آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بہر دو ایشان اعتذار نمود و علی اورا خواستگاری کرد پس با وی نکاح کرد و ازین روایت معلوم می شود کہ وجہ تخصیص علی باین تزویج موافقت در سال بود نہ امر دیگر اہل سنت جواب گفتہ اند کہ جائز است کہ آنحضرت ہم در ابتدا ہمین عذر را اعتذار آوردہ باشد لیکن در روایات دیگر آمدہ کہ این تزویج بامر جبرئیل واقع شد پس مبنی بر فضیلت ست نہ محض بر موافقت سن و سال انتہی اب جاننا چاہیے کہ خوارج تو ظاہر دشمن اہلبیت ہیں اور رد و قدح کرنا ان امور و روایات میں جس سے فضیلت حضرت علی مرتضیٰ کی سمجھی جاتی ہو ان کا شیوہ ہے لہذا ان کا انکار کرنا تزویج حضرت فاطمہ سے باذن اللہ محل عجب نہیں مقام عجب تو یہ ہے کہ بعض متسمیان باہل السنۃ والجماعت کو حقیر نے منکر اس امر کا پایا اور غریق لجہ حیرت ہوا اگرچہ مناسب سمجھا کہ جب

تذکرہ اس امر کا آگیا تو بعض عبارات کتب اہل سنت وجماعت کے اس مادہ مین نقل کرو ون تاکہ مزیل شبہ ارباب شک وارتیاب اور موجب ازدیاد ایقان ارباب البناب ہوئی مواہب لدنیہ مین قصۂ طویلہ نکاح حضرت فاطمہ کا بروایت حضرت انس کے مرقوم ہی اوسمین یہ کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو بمجمع حضرت ابو بکر وعمر وغیرہ اجلہ صحابہ کے فرمایا تھا مرقوم ان اللہ عزوجل امرنی ان ازوج فاطمۃ من علی بن ابیطالب فاشہدوا انی قد زوجتہ علی اربع مائۃ مثقال فضۃ ان رضی بذلک علی الخ موجود ہی جس سے صاف ظاہر ہی کہ آنحضرت من عند اللہ مامور تھے واسطے نکاح کردینے حضرت فاطمہ کے ساتھ حضرت علی کے علی ہذا تصریح انکاح بامر اللہ کے شرح فقہ اکبر ملا علی قاری مین موجود ہی عبارت اوسکی یہ ہی اما فاطمۃ الزہراء البتول فولدت سنۃ احدی واربعین من مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتزوجہا علی بن ابی طالب فی السنۃ الثانیۃ وکان تزوجہا بامر اللہ ووحیہ انتہی ملخصا بقدر الحاجۃ اور شرح مواہب للزرقانی مین ذیل احوال حضرت فاطمہ کے مرقوم ہی وکان تزویجہا بامر اللہ کما قال صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ امرنی ان ازوج فاطمۃ من علی رواہ الطبرانی برجال ثقات ووحیہ عطف سبب علی مسبب اذ الامر سبب عن الوحی انتہی اور معارج النبوۃ مین صفوۃ الصفا ابن جوزی سے بہت طوالت کے ساتھ غرائب روایات متعلق تزویج حضرت فاطمہ کے منقول ہین اوسمین یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب بعلی المرتضی موجود ہی یا ابا الحسن فرمان حضرت پروردگار جل وعلی درین باب نافذ گشتہ برخیز تا بمسجد رویم وبرءوس اشہاد انعقاد این عقد مبارک بتقدیم رسانم انتہی بقدر الحاجۃ اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ مدارج النبوۃ مین لکھتے ہین در روایات آمدہ کہ خواستگاری کرد فاطمہ را ابو بکر صدیق پس تعلل کرد آنحضرت و فرمود کہ

انتظار وحی دارم در تزویج وی پیشتر خواستگاری کرد عمر او را جواب داد و همین کلمه و در مشکوة
آورده که چون خطبه کردند فاطمه را ابوبکر و عمر گفت آنحضرت که وی صغیرست پیشتر گفت علی را
ام ایمن و در روضة الاحباب گفته که گفتند بوی اہل و خواص وی که تو برو نزد آنحضرت و خواستگاری
کن دختر شریف او را گفت علی رضی اللہ عنہ شرم دارم من از رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
و گفت رد کرد خواستگاری ابوبکر و عمر را من چون میدہ گفتند که تو نزدیک ترین مردی
بوی و ابن عم اوئی و پسر ابوطالبی برو و شرم مکن پس آمد علی رضی اللہ عنہ رسول خدا را
صلی اللہ علیہ وسلم و سلام داد بروی پس جواب سلام وی داد آنحضرت و گفت چہ چیز
آورده است ترا نزد ما ای پسر ابوطالب گفت آمده ام تا خواستگاری کنم فاطمه را پس
فرمود رسول خدا مرحبا و اہلا و زیاده نہ کرد بریں روایت میکند انس رضی اللہ عنہ که بودم
من نزد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس در گرفت آنحضرت را حالتی که در میگرفت او را
نزد وحی در بوده شد از خود بیشتر کشاده شد آنحال بحالت خود آمد و فرمود یا انس آمد مرا
جبرئیل علیہ السلام از نزد پروردگار عرش و گفت بدرستی خدای تعالی امر میکند ترا که تزویج
کنی فاطمه را با علی الحی انس برو و بخوان ابوبکر و عمر و عثمان و طلحه و زبیر را و جماعه از انصار را
پس حاضر آمدند این قوم و خطبه خواند آنحضرت خطبهٔ بلیغ انتہی بقدر الحاجه مدارج النبوة میں
لکہا ہی کہ خطیب نے بروایت ابن عباس نقل کی ہی کہ جب آنحضرت نے نکاح حضرت فاطمہ
کا حضرت علی سے کر دیا تب حضرت فاطمہ رونے لگیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
وجہ رونیکی دریافت فرمائی تب جواب دیا کہ یا رسول اللہ آپنے میرا نکاح ایسی شخص سے کر دیا
کہ فقیر محض ہی مال وغیرہ کچھ نہیں رکھتا اسکو سونچکر روتی ہوں تب فرمایا آنحضرت نے کہ ای
فاطمہ تو راضی نہیں ہی اس بات سے کہ خداوند تعالی نے دو شخص کو اہل زمین سے برگزیدہ کیا

ایک اوس سے تیرا باپ ہی اور دوسرا تیرا شوہر اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ سے یون
روایت کی ہو کہ آیا راضی نہین ہی تو کہ نکاح کر دیا مینے تیرا ساتھ ایسے شخص کے جو اول
مسلمان ہی از روی اسلام کے اور داناترین اشخاص ہی از روی علم کے اور تو بہترین
زنان امت کے میری ہی اور اس حدیث کو شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے بہی ازالۃ الخفا
مین باین عبارت نقل فرمایا ہی عن ابی ہریرۃ قال قالت فاطمۃ رضی اللہ عنہا یا رسول اللہ
زوجتنی من علی بن ابیطالب وہو فقیر لا مال لہ فقال یا فاطمۃ اما ترضین ان اللہ عز و جل
اطلع علی اہل الارض فاختار رجلین احدہما ابوک والآخر بعلک الحدیث اور قبل اسکے
شاہ صاحب لکہہ چکے ہین کہ مین اس مقام مین احادیث موضوعہ اور ضعیفہ بضعف شدید سے
احتراز کر کے صرف احادیث صحیحہ و حسنہ و ضعیفہ بضعف متحمل کو نقل کرتا ہون جس سے
شبہ موضوعیت و شدیدۃ الضعف غیر قابل احتجاج فی الفضائل ہونے حدیث منقول کا
مرتفع ہی اور یہ حدیث اوپر کمال عظمت مرتضویہ کے دال ہی کما لا یخفی حدیث انا من علی
و علی منی اللہم وال من والاہ و عاد من عاداہ کو جسکا حاصل معنی یہ ہی کہ فرماتے ہین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مین علی سے ہون اور علی مجہسے ہی ای خدا دوست رکہہ اوسکو جو دوست
رکہی حضرت علی کو اور دشمن رکہہ اوسکو جو دشمن رکہی حضرت علی کو اور کمال اتحاد مرتضوی
با حضرت نبوی اس سے ثابت ہی اور راوی اسکے حضرت زید بن ارقم و بریدہ اور عمران
بن حصین اور عمرو بن شاش وغیرہم ہین شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے ازالۃ الخفا مین
متواتر لکہا ہی غالباً مراد متواتر سے تواتر معنوی ہوگا صحیح مسلم وغیرہ مین مروی ہی غزوہ خیبر مین
جب اکثر صحابہ عاجز ہوئے اور وہ قلعہ فتح نہوا تب آنحضرت نے فرمایا کہ کل صبح کو علم لشکر کا
ایسی شخص کو دونگا جو دوست رکہتا ہی اللہ اور رسول کو اور دوست رکہتا ہی اوسکو اللہ

روایت فتح ہونا قلعہ خیبر کی بدست مرتضوی

اور رسول فتح کریگا اللہ اس قلعے کو اوسکے ہاتھہ سے یہ سنکر اکثر صحابہ تمنا کرتے تھی کہ مین اس فضیلت کو حاصل کرتا صحیح مسلم مین مروی ہی کہ حضرت عمر فرماتے ہین ما احببت الامارۃ الا یومئذ یعنی مینے کبھی امیر لشکر ہونیکو دوست نہین رکھا الا اوس روز کہ اوس دن مین بھی بامید حصول فضیلت محبوبیت و محبیت خدا و رسول اور فتح قلعہ کے تمنای امارت و صاحب رایت ہونیکی کر رہا تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسیکو علم لشکر نہین دیا بلکہ حضرت علی کو تلاش فرمانے لگے معلوم ہوا کہ اونکی آنکھہ مین درد ہی اور درد اوسکے صدمے سے بیقرار ہین آپنے بلوایا اور لعاب دہن شریف حضرت علی کی آنکھہ مین لگا دیا اور دعای صحت فرمائی اوسیوقت حضرت علی کی آنکھہ کا درد جاتا رہا تب آپنے علم لشکر حوالہ حضرت علی کے کیا اور فرمایا کہ لا تلتفت حتی یفتح اللہ علیک یعنی نہ التفات کرنا کسی جانب جبتک کہ خدا فتح قلعہ نکردی پس حضرت علی مرتضی روانہ ہوئے تھوڑی سی دور جاکر حضرت علی کو خیال آیا کہ مینے آنحضرت سے یہ نہین دریافت کرلیا کہ اہل خیبر سے قتال کس امر کے لیے کرین آیا بغرض قبول کرنے ایمان کے یا دینے جزیہ وغیرہ وجوہ قتال کے مگر چونکہ آنحضرت کی تعمیل حکم کا بہت خیال تھا حضرت علی نے رخ آنحضرت کی طرف نہین پھیرا بلکہ خیبر ہی کی طرف رخ کیے ہوئے دریافت حال فرمایا اور روانہ ہوئے اور اللہ جل شانہ نے آپکے ہاتھہ سے فتح قلعہ خیبر فرمایا اس قصے سی غایت درجہ مطیع حکم نبوی محبوب اور محب خدا و رسول ہونا حضرت علی کا اور انواع فضائل مرتضویہ کا ظہور ہوا چنانچہ امام نووی شرح صحیح مسلم مین لکھتے ہین وفیہ فضائل ظاہرۃ لعلی رضہ و بیان شجاعتہ وحسن مراعاتہ لامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحبہ اللہ ورسولہ وحبہما ایاہ انتہی غزوۂ احد مین حضرت علی مرتضی نے کمال اعانت رسول مقبول کی کی ہی اور مورد فضل و منقبت

بیان فضائل مرتضویہ
متعلق غزوۂ احد

ہوئی ہین مدارج النبوۃ مین لکھا ہی کہ جب غزوۂ احد مین اکثر صحابہ فرار کر گئے حضرت علی
فرماتے ہین کہ اوسوقت جناب رسول مقبول کو مین تلاش کرنے لگا کہین نشان و پتا
آنحضرت کا نہین لگا تب یہ سمجھا کہ شاید اللہ جل شانہ کا غضب ہملوگون پر ہوا اور اوسنے
اپنی رسول کو آسمان پر بلا لیا پھر ایسی حالت مین زندہ رہنا عبث ہی یہ سوچکر تلوار
کھینچی اور صف کفار مین گھسا تا کہ قتال کرکے شہید ہو جاؤن جب تلوار کھینچکر مینے
صفوف اعدا کو درہم و برہم کیا دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑی ہین سمجھا کہ
خداوند تعالی نے بذریعہ ملائکہ کی اپنے حبیب کی حفاظت کی اوسی اثنا مین صف کفار مین
جب مین قریب آنحضرت کے پہنچا آپکو حالت غضب مین پایا اور مجھسے فرمانے لگے
کہ تم کیون نہین اپنے بھائیون کے ساتھ بھاگ گئے مینے عذر کیا اور عرض کیا کہ مجھی تو آپسے
غرض ہی اور آپکی اقتدا ہر جگہ مدنظر ہی تب آپنے فرمایا کہ اچھا تو اب میری حفاظت اور
نصرت کرو حضرت علی فرماتے ہین کہ مینے حسب ارشاد نبوی بسیاری کفار کو واصل
بجہنم کیا اور آنحضرت کے اعانت و صیانت مین سرگرم ہو گیا روایات مین آیا ہی
کہ بطور اس جانفشانی کے حضرت جبرئیل علیہ السلام مدح و ثنای مرتضوی بحضور نبوی
کرنے لگے آنحضرت نے اوسوقت کمال اتحاد و اخلاص یگانگی کو ظاہر فرمایا اور ارشاد کیا
انہ منی وانا منہ یعنی علی مجھسے ہی اور مین علی سے ہون اور اوسیوقت ایک آواز سنی گئی کہ کوئی غیبی
ندی کہہ رہا تھا لافتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار اور یہی مدارج مین مرقوم ہی کہ حضرت سعد
حضرت علی سے روایت کرتے ہین کہ فرماتے تھے حضرت علی غزوۂ احد مین سولہ ضربین مجھپر لگین
چار ضرب ایسی سخت تھین کہ مین زمین پر گر پڑا مگر جب مین گرتا تھا ایک مرد خوبرو و خوشبو
میرا بازو پکڑ کر اوٹھا دیتا تھا اور کہتا تھا کہ متوجہ ہو طرف کافرونکی کہ تو اسوقت طاعت خدا

فصل بیان تخصیص ہونی حضرت علی کے ساتھ فضیلت باقی رہنی دروازہ اونکی کا مسجد کی جانب

ور رسول مین ہو اور وہ دونو مجھسے راضی ہین بعد فراغ جنگ کے مینی یہ حال رسول اللہ صلعم سے حلیہ اوس شخص کے بیان کیا فرمایا آپنے کہ وہ حضرت جبرئیل تہی اس سے بہی غایت فضل مرتضوی اور کمال جلادت وجان نثاری آپکی ظاہر ہوئی تنبیہ علاوہ حضرت علی کے اور بہی اکثر صحابۂ کرام سے جلادت وجانفشانی غزوۂ احد مین ظاہر ہوئی ہی اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما منجملہ اون صحابہ کے ہین جو اوس غزوی مین ثابت قدم اور رسول مقبول کے ہمراہ اور ہمدم رہی مگر چونکہ اس مقام پر صرف بیان فضائل مرتضویہ مقصود ہی ذکر دوسری بزرگون کا قلم انداز کیا گیا علی ہذا فضائل مرتضویہ اخری جو منقول ہوئی اور ہونگے کل کو مخصوص بذات آن ستودہ صفات نہین جاننا چاہیی بلکہ دو قسم سمجھنا چاہیی ایک وہ کہ خصائص مرتضویہ سی ہی اور قسم دوم بالعکس ومشترک منجملہ خصائص حضرت علی کے ہی جو ترمذی مین حضرت ابن عباس سی مروی ہی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بسد الابواب الا باب علی یعنی حکم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جن جن لوگون کے مکان کا دروازہ مسجد نبوی کی جانب ہی وہ سب لوگ بند کرلین الا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہ وہ دروازہ مکان کا مسجد کیطرف علی حالہ رہنی دین اس حدیث کی ثبوت مین ابن جوزی نے بہت کلام کیے ہین اور موضوع لکھدیا ہی مگر یہ زیادتی ابن جوزی کی ہی حافظ ابن حجر عسقلانی نی فتح الباری شرح صحیح بخاری مین تخریج اس حدیث کی بطرق عدیدہ فرماکر تخطیہ ابن جوزی کیا ہی چنانچہ نزل الابرار بما صح فی مناقب اہل بیت الاطہار مین بعد نقل احادیث مشعرہ حکم سد ابواب باستثناء باب علی کے بطرق عدیدہ مرقوم ہی قال الحافظ ابن حجر فی فتح الباری فی شرح حدیث لایبقی فی المسجد باب الا باب ابی بکر جاء فی سد الابواب التی حول المسجد احادیث یخالف ظاہر احادیث الباب ثم ذکر ہذہ الاحادیث الستۃ ثم قال وہذہ الاحادیث یقوی بعضہا بعضا

کل طریق منہا صالحۃ للاحتجاج فضلا عن مجموعہا وقد اورد ابن الجوزی ہذا الحدیث فی
الموضوعات واخرجہ من حدیث سعد بن ابی وقاص و زید بن ارقم و ابن عمر مقتصرا علی بعض طرقہ
عنہم واعلہ ببعض من تکلم فیہ من رواتہ ولیس ذلک بقادح لما ذکرت من کثرۃ الطرق واعلہ ایضا
بانہ مخالف للاحادیث الصحیحۃ الثابتۃ فی باب ابی بکر و زعم انہ من وضع الرافضۃ قابلوا بہ الحدیث
الصحیح فی باب ابی بکر رضی اللہ عنہ ثم قال الحافظ واخطا فی ذلک خطا شنیعا فانہ سلک رد
الاحادیث الصحیحۃ بتوہمہ المعارضۃ مع ان الجمع بین القضیتین ممکن وقد اشار الی ذلک البزار
فی مسندہ انتہی مختصرا بقدر الحاجۃ احادیث مین وارد ہوا ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل دروازی جو جانب مسجد کے ہین بند کر دیے جاوین سوای دروازہ
حضرت علی کے تب صحابہ جمع ہو کر بحضور آنحضرت آئی اور شکایت اس امر کی فرمانی لگے
آنحضرت نے جواب دیا کہ مینے اپنی رای سے یہ حکم نہین دیا ہی بلکہ خدا کا حکم ایسا ہی ہوا کہ
سوای دروازہ حضرت علی کے کل دروازی بند کر دیے جاوین چنانچہ نزل الابرار مین
منقول ہی اخرج احمد والنسائی والطبرانی فی الاوسط باسانید قویۃ کلہم عن سعد بن ابی وقاص
رضی اللہ عنہ قال امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسد الابواب الشارعۃ فی المسجد وترک
باب علی زاد الطبرانی فقالوا یا رسول اللہ سددت ابوابنا فقال ما انا سددتہا ولکن اللہ
سدہا واخرج احمد والنسائی والحاکم والضیاء باسناد رجالہ ثقات عن زید بن ارقم رضی اللہ
عنہ قال کان لنفر من الصحابۃ ابواب شارعۃ فی المسجد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سدوا
ہذہ الابواب الا باب علی فتکلم ناس فی ذلک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی واللہ ما سددت
شیئا ولا فتحتہ ولکن امرت بشیء فاتبعتہ اور چونکہ بحکم ایزدی دروازہ مکان حضرت علی کا جانب
مسجد باقی رہا اور سوای اوسکے دوسرا دروازہ نتھا لہذا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لیے

بیان خامس حضرت علی کا بحالت جنابت دخول مسجد اور اوس سے گذرنا جائز ہونا

حالت جنابت مین دخول مسجد اور گذرنا اوس سے جائز تہا اور اس خصیصے مین آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ شریک تھی سوای حضرت علی کے دوسری کسی صحابی کو اس امر کی اجازت اور شرکت ساتھہ حضرت رسالت کے نہین تھی چنانچہ جامع ترمذی مین حضرت ابو سعید سے مروی ہی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی یا علی لا یحل لاحد ان یجنب فی ہذا المسجد غیری وغیرک الحدیث اور ترمذی وغیرہ مین مروی ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ منورہ مین تشریف لائے تو درمیان مہاجرین و انصار کے بہائی چارہ اور برادری کرادی تھی اور جس مہاجر کو آنحضرت نے جس انصار کا بہائی قرار دیا تہا اوس مہاجر کے ساتھہ وہ انصار ملاطفت و محبت مثل بہائی اور قریب و رشتہ دار کے کرتا تھا اوسوقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ حاضر حضور نبوی ہوی اسطور پر کہ آنکھہ سی آپکی آنسو جاری تھی اور فرمانے لگے کہ یا رسول اللہ سب صحابہ مین آپنے باہم مواخاۃ و برادری کرادی مگر درمیان میری اور کسی کے آپنی مواخاۃ یعنی بہائی چارہ نہین کرادیا پس فرمایا رسول اللہ نے انت اخی فی الدنیا والآخرۃ یعنی تم میری بہائی ہو دنیا اور آخرت مین تمکو دوسرون کی بہائی بننی کی حاجت نہین ہی حضرت انس روایت کرتے ہین کہ مین رسول مقبول کے پاس تہا کہ ایک طیر یعنی جانور پرندہ بہنا ہوا آنحضرت کے پاس آیا آپ فرمانی لگے اللہم ائتنی باحب خلقک الیک لیاکل معی ہذا الطیر یعنی ای خدا جو شخص تیری نزدیک دوست ترین خلائق ہو اوسکو میری پاس بہیج کہ وہ اسکا گوشت میری ساتھہ کہاوی حضرت انس فرماتے ہین کہ تہوڑی دیر کے بعد حضرت علی تشریف لائی اور شریک آنحضرت کے کہانی مین گوشت طیر کے ہوئی اس حدیث سی دوست ترین خلائق عند اللہ ہونا حضرت علی کا ثابت ہوا اور یہ حدیث بہی منجملہ احادیث دالہ علی الفضائل المرتضویہ ٹھیری باقی استدلال علمای شیعہ کا

سوا اسی اس حدیث سی اوپر افضلیت حضرت علی کے سائر صحابہ حتی کہ شیخین سے بمعنی افضل
کلی جو عبارت کثرت ثواب عند اللہ سی ہی بوجوہ عدیدہ مدفوع ہی کہ تفصیل اوسکی کتب شرح
مواقف وغیرہ مین موجود ہی علی ہذا وقت نزول آیہ تطہیر کے بشان اہلبیت آنحضرت صلعم
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو داخل اہلبیت فرمانا اور فضل آیہ تطہیر کا مصداق گردانا اور بوجہ
قرب قرابت اور کمال اتحاد و کثرت الفت کی آنحضرت کا حضرت علی کو نفس اپنا قرار دینا اور
آیہ مباہلہ مین جو کلمہ انفسنا وارد ہی اوسکا مصداق بنانا جیسا کہ جواز احتمال اس معنی کا اس
عبارت تحفۂ اثنا عشریہ سی و نیز نفس بمعنی قریب و ہم نسب و ہم دین و ہم ملت آمدہ پس
حضرت امیر را چون اتصال نسب و قرابت و مصاہرت و اتحاد دین و ملت و کثرت
معاشرت و الفت بحدی بود کہ علی منی و انا من علی در حق او ارشاد شد اگر بہ نفس تعبیر نمایند
چہ بعید ست مفہوم ہی اور بہ نص حدیث رحم اللہ علیا اللہم ادر الحق معہ حیث دار دوران
حق کا ساتھ حضرت علی کے ہونا وغیر ذالک فضائل کثیرہ مرتضویہ احادیث صحیحہ مین مروی
ہین حاکم نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہی کہ حضرت عمر بن الخطاب رض فرمایا کرتے تھے
کہ حضرت علی کو تین خصلتین ایسی دی گئین کہ اگر ایک بھی اونمین سے میرے مین ہوتی تو اوسکا
ہونا میری نزدیک احب اور دوست تر ہوتا شتران سرخ رنگ سے کہ عمدہ و انفس اموال
عرب ہوتے ہین پوچھا گیا کہ وہ تین خصلتین کون ہین فرمایا آپنے ایک تو تزویج حضرت
فاطمہ کی حضرت علی سے دوسری جائز ہونا اونکی لیے گذرنا مسجد نبوی سی حالت ناپاکی
و جنابت مین تیسری عطا کرنا آنحضرت کا علم لشکر بروز خیبر جس سے محبوبیت و محبیت
حضرت علی کی عند اللہ و الرسول ظاہر ہوئی اور یہی حدیث شریف مین جو وارد ہوا ہے
انا مدینۃ العلم و علی بابہا یعنی فرمایا آنحضرت نے کہ مین شہر علم کا ہون اور حضرت علی

اوسکے دروازہ ہین اس حدیث کو ابن جوزی اور امام نووی وغیرہ ایک جماعۃ محدثین
نے موضوع لکہدیا ہی جسکو مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ نے تحفہ مین نقل فرمایا ہی
مگر حافظ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء مین اسکی تحسین کی ہی اور لکہا ہی کہ یہی
صواب ہی اور تصریح بطلان قول امام نووی وغیرہ قائلین بالوضع اور حاکم قائل
بالصحۃ کی فرمادی ہی عبارت تاریخ الخلفا کی یہ ہی اخرج الترمذی والحاکم عن علی قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا مدینۃ العلم وعلی بابہا ھذا حدیث حسن علی الصواب
لا صحیح کما قال الحاکم ولا موضوع کما قالہ جماعۃ منہم ابن الجوزی والنووی وقد بینت
حالہ فی التعقبات علی الموضوعات انتہت اور بہی تاریخ الخلفاء مین طبرانی اور حاکم کی
بروایت ابن مسعود منقول ہی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے النظر الی علی عبادۃ
یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر نظر ڈالنا اور آپکے رخ انور کو دیکہنا عبادت ہی بعد
نقل حدیث کے جلال الدین سیوطی نے باین عبارت اسنادہ حسن اسکے حسن ہونیکی
تصریح کردی ہی اور طبرانی نے ام سلمہ سے روایت کی ہی قالت کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا غضب لم یجترئ احد ان یکلمہ الا علی یعنی تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ جب
غضب مین آتے تہے اوسوقت سوای حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کسیکو جرأت کلام کرنیکی
نہوتی تہی اس سے کمال رسوخ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بحضور نبوی ہویدا ہوا اور
غایت محبوبیت ومداخلت آپکی رسول اللہ کی حضور مین ظاہر ہوئی اور طبرانی نے
بسند حسن حضرت ام سلمہ سے روایت کی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
من احب علیا فقد احبنی ومن احبنی فقد احب اللہ ومن ابغض علیا فقد ابغضنی
ومن ابغضنی فقد ابغض اللہ یعنے جسنے دوست رکہا حضرت علی کو پس تحقیق کہ دوست

حدیث انا مدینۃ العلم وعلی بابہا کا حسن ہونا بقول سیوطی رح جواب الکلام

حضرت علی کی طرف دیکھنا عبادت ہونیکی حدیث حسن ہی

رکھا اوسنی مجھکو اور جسنے مجھی دوست رکھا تحقیق کہ اوسنے اللہ کو دوست رکھا اور جسنی بغض
رکھا حضرت علی سی تحقیق کہ اوسنی بغض رکھا مجھسے اور جسنی بغض رکھا مجھسی تحقیق کہ
بغض رکھا اللہ سی مشکوۃ شریف مین صحیح مسلم سے منقول ہی کہ فرمایا حضرت علی نے
قسم رب العالمین کے ساتھہ لعہد النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم الی ان لا یحبنی الا
مومن ولا یبغضنی الا منافق یعنی عہد کیا مجھسے نبی امی نے یعنی بطور موکد فرمایا مجھسی
کہ نہین دوست رکھیگا تمکو مگر مومن اور نہین دشمن رکھیگا تمکو مگر منافق اس سے
معلوم ہوا کہ محبت حضرت علی کی نشانی ایمان کی اور دشمنی و عداوت ساتھہ حضرت
علی کے نشان نفاق کا ہی چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات مین
افادہ فرماتے ہین پس محبت علی علامت ایمان ست و عداوت وی نشان نفاق
انتہی ترمذی نے ام عطیہ سے روایت کی ہی کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم نے ایک لشکر کو روانہ کیا اوسمین حضرت علی بہی شامل تھی پس سنا مینے
آنحضرت کو دران حالیکہ آپ دونو ہاتہہ واسطے دعا کے اوٹہائے ہوئی تھی یہہ
فرماتی ہوئی اللہم لا تمتنی حتی ترینی علیا یعنی ایخدا تو مجھے موت نہ دی جب تک کہ
نہ دکہلا دی حضرت علی کو اس سے کمال محبت آنحضرت کے ساتھہ حضرت علی کے
ثابت ہوئی حضرت ام سلمہ سے مروی ہی قال رسول اللہ من سب علیا فقد سبنی یعنی
آنحضرت نی جسنے گالی دی حضرت علی کو اوسنی گالی دی مجھکو ترمذی مین بروایت
عمران بن حصین کے مروی ہی کہ آنحضرت کے حضور مین چار شخص متفق ہوکر
شکایت حضرت علی کی یکے بعد دیگری کرنے آئے او تین شخص تو یکی بعد دیگری شکایت
کر گئے اور معمول حضرت کا یہ رہا کہ وقت بیان شکایت کے بیان کرنیوالی سے منہ پھیر لیا

بغض حضرت علی سے [illegible]
[illegible] حضرت علی کی محبت ایمان کی
بغض اور دشمنی نشانی
نفاق کی ہی

پھیر لیا کرتے تھے جب چوتھے نے اگر شکایت کرنی شروع کی تب آپنے اوسکی جانب رخ کیا اور
حال یہ کہ غضب آپکے چہرے سے عیان تھا اور فرمانے لگے ماتریدون من علی کیا چاہتے ہو
علی سے اسکو بکرر فرما کر فرمایا کہ علی مجھسے ہی اور میں علی سے ہون اور وہ دوست اور
مددگار ہر مومن کے ہین بعد میری جب بعد سعاودت یمن کے اکثر اشخاص نے شکایات
گوناگون حضرت علی کی گوش مبارک حضرت رسالت مین پہونچائی تو آپکو بہت ملال
ہوا اور حجۃ الوداع سے پھرتے وقت مقام غدیر خم مین آنحضرت نے پہلے اپنا مصلح
اور خیرخواہ اور نجات و خیریت طلب عامۂ مؤمنین علی الخصوص حاضرین ہونا بوضاحت
تمام ثابت فرماکر تاکید محبت کے ساتھہ حضرت علی کے فرمائی اور ارشاد کیا من کنت مولاہ
فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ یعنی جو شخص کہ ہونگا مین دوست اوسکا
پس ہونگے حضرت علی دوست اوسکے یعنی جسکو مجھسے محبت ہوگی وہ ضرور حضرت
علی کو بھی دوست رکھیگا جس سے ثابت ہوا کہ جسکو حضرت علی سی محبت نہین اوسکو
مجھسے محبت نہین ایخدا و ند عالم دوست رکھہ اوس شخص کو جو دوست رکھی حضرت علی کو
اور دشمن رکھہ اوس شخص کو جو دشمن رکھے حضرت علی کو اور بعضی روایات مین یہ جملہ
بھی مروی ہی وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ یعنی مدد کر اوس شخص کی جو مدد کری
حضرت علی کی اور مخذول اور خوار کر اور نہ مدد کر اوس شخص کی جو نہ مدد کرے اور
مخذول کرے علی کو اس حدیث سی بکمال فضیلت حضرت علی مرتضی کی ثابت ہوئی اور
تاکید محبت حضرت علی کی بغایت وضاحت ظاہر ہوگئی اسیوجہ سی بعد اس قصے کے حضرت
عمر نے حضرت علی سے ملاقات کی اور خوشخبری دی اور فرمایا کہ بقول رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ہوئی آپ مولی ہر مومن و مومنہ کے بعد نقل اس روایت کے حضرت شیخ عبدالحق

محدث دہلوی مدارج النبوة مین لکھتے ہین بدانکہ درین حدیث غایت فضل وتکریم است
مر علی مرتضی را کرم اللہ وجہہ وتحریص وترغیب ست مومنان را بر محبت وموالات او
واجتناب واحتراز از بغض وعداوت او چنانکہ در حدیث دیگر آمدہ است کہ دوست ندارد
علی را مگر مومن ودشمن ندارد او را مگر منافق انتہی اور علمار شیعہ نے جو مضمون اس حدیث
علی الخصوص لفظ مولی سی استدلال کیا ہی اوپر استخلاف حضرت علی کے اوسکے
جوابات صواعق محرقہ اور شرح مواقف وغیرہ مین مفصلاً مذکور ہین بنظر اقتصار کے
ایراد اوسکا اس مقام پر مناسب نہ جانا اور زید بن ارقم سی مروی ہی کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے من یرید ان یحیی حیوتی ویموت مماتی ویسکن جنة الخلد التی وعدنی
ربی فلیتول علی بن ابیطالب یعنی جو شخص ارادہ کری کہ زندہ رہی مثل زندگی میری اور
مری مثل موت میری اور سکونت پاوی جنت خلد مین جسکا وعدہ کیا ہی پروردگار
عالم نے تو چاہیی کہ وہ دوست رکھی علی بن ابیطالب کو اور حضرت بریدہ سی ایسا ہی
مروی ہی کان احب النساء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمة ومن الرجال علی
یعنی دوسترین زنان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک حضرت فاطمہ تہین اور
دوسترین مردان حضرت علی آور حضرت علی کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اثبات
معیت مکانی کے بروز قیامت دینا یعنی یہ فرمانا کہ مین اور حضرت علی ایک ہی مکان مین
قیامت رہونگا ہی احادیث مین مروی ہی کہ وہ حدیث انشاء اللہ تعالی ذیل
فضائل اہل بیت کے ہدیہ نظر ناظرین ہوگی ان احادیث سی حضرت علی کا محبوب ومحبوب
خدا ورسول ہونا اور آپکی ساتھ محبت رکھنا امر موکد وضروری ہونا تمامتر ثابت ہوا
اور آپکا اشجع صحابہ ہونا اور راہ خدا مین بلا خوف وخطر جان جنگ وقتال کرنا اور جہاد

کفار مین جانفشانی بدرجۂ اتم پونہچانا مشہور اور کتب سیر مین مسطور ہی بعضی روایات
سی معلوم ہوتا ہی کہ آپ اسدرجہ شائق شہادت تھے اور مرجانا راہ خدا مین اور صدمہ
اوٹھانا دست کفار سی بامید حصول ثواب محبوب رکھتے تھی کہ بعضی معارک مین اسلحۂ
زرہ وغیرہ لباس جنگ کے صرف کرتہ یا رچۂ باریک کا پہنی ہوئی قتال وکارزار
فرمایا کرتے تہی چنانچہ تفسیر فتح العزیز مین مسطور ہی از حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب
کرم اللہ وجہہ مروی است کہ کان یطوف بین الصفین فی غلالۃ یعنی درمیان دو صف
قتال اسپ خود را جولان میداد در حال آنکہ یک کرتۂ باریک عرق چین پوشیدہ بود
حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ در خدمت ایشان گفتند کہ ما ہذا بزی المحاربین یعنی این لباس
جنگ نیست کہ شما پوشیدہ اید در اینجا زرہ و جمل تہہ و مانند این می باید فرمود یا بنی
لا یبالی ابوک علی الموت سقط ام علیہ الموت انتہی اور منجملہ فضایل وخصائص حضرت
علی کے ہی جودت حفظ چنانچہ روایات مین وارد ہوا ہی کہ جب آیۂ کریمہ وتعیہا اذن واعیہ
نازل ہوئی فرمایا آنحضرت نے حضرت علی سی کہ مینے خدا سی سوال کیا ہی کہ تمہاری اذن
کو اذن واعیہ یعنی کان یاد رکھنی والا کردے حضرت علی فرماتے ہین کہ اوس روز سی
مین کسی چیز کو نہین بھولا قبل اوسکے اکثر سنی بات بھول جایا کرتا تہا مگر وہ دعا نبوی
ایسی موثر ہوئی کہ من بعد جو مین نی سنا وہ برابر یاد رہا اور فی الواقع کان میرا
اذن واعیہ کا ہو گیا ابو عمر ابو الطفیل سے روایت کرتے ہین کہ مین حاضر ہوا حضور حضرت
علی کے اوسوقت کہ آپ خطبہ پڑہتی تہی اور یہ فرماتے تھے سلونی عن کتاب اللہ فواللہ
ما من آیۃ الا و انا اعلم ابلیل نزلت ام بنہار ام فی سہل ام فی جبل یعنی پوچھو مجھسے کتاب اللہ
یعنی قرآن شریف کی جس آیۃ کی تحقیق چاہو مجھسے کر لو قسم خدا کی نہین کوئی آیہ ہے

ف حدیث حضرت علی کے کان کا اذن واعیہ ہونا جو آیہ تعیہا اذن واعیہ مین مذکور ہی

ف روایات دالہ اوپر جودت حفظ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے

قرآن کے مگر مین خوب جانتا ہون کہ یہ رات کو نازل ہوئی ہی یا دن کو زمین نرم پر نازل ہوئی ہی یا پہاڑ پر اور حضرت عبد اللہ بن عباس سے مروی ہی کہ فرماتی تھے

واللہ لقی اعطی علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ تسعۃ اعشار العلم وایم اللہ لقد شارکہم فی العشر العاشر یعنی مجموع دس حصہ علم سے نو حصے تو خاص حضرت علی کو دیے گئے اور باقی دسوین حصی مین اور اہل علم آپکے ساتھ شریک ہین اُن روایات سی علم باقصی غایت اور تبحر علم قرآن ہونا حضرت علی کا کہ فضیلت عظیمہ اور منقبت فخیمہ ہی ثابت ہوا اور تیزی ذہن اور سرعت انتقال بہ ماخذ حکم مین آپ ید طولی رکھتے تھی اور بڑی بڑی مشکل قضایا کو جسکے فیصل کرنے سے عقلائی یا نہ عاجز ہو جاتے تھی آپ فیصل کر دیا کرتے تھی جسکو تفصیل قصص فصل قضایا ء صعبہ مرتضویہ کے دریافت کرنا ہو وہ کتب معتمدہ سیر و تواریخ کو دیکھے اس مقام پر صرف دو ایک روایت بنظر انشاط خاطر ناظرین نقل کرتا ہون زر بن حبیش سے مروی ہی کہ دو شخص کھانا کھانی کو بیٹھے ایک کے پاس پانچ روٹیان تھین اور دوسری کے پاس تین جب اون دونون نے قصد کھانی کا کیا ایک تیسرا شخص آیا اور اوسنی سلام کیا ان دونون نے اوسکو کھانیکے لیے کہا وہ بیٹھ گیا اور ان دونون کے ساتھ کھانا کھانے لگا جب کھانا کھا چکا آٹھ درہم دونوں کو دیکر چلا گیا اور کہدیا کہ یہ عوض اوسکی ہی جو مینے تملوگون کے کھانیسے کھایا پس وہ دونون لڑنے لگی جسکے پاس پانچ روٹیان تھین اوسنی کہا کہ مین مستحق پانچ درہم کا ہون اور جسکی تین روٹیان تھین اوسکو تین درہم دینے لگا اوس تین روٹی والی نے کہا کہ مین اس حساب سی نہین لونگا بلکہ نصفا نصف تقسیم ہونا چاہیی چار درہم تم لو اور چار مجھے دو الغرض وہ دونون لڑتے ہوئی حضرت علی کے حضور مین پونچے آپنی تین روٹی والیکو

ف بیان وسعت و تبحر علم مرتضوی کا

ف بعض روایات دالہ بر ذہانت و فطانت و فیصلہ جات مرتضویہ

سمجھایا کہ تجھی حق سے زیادہ ملتا ہی تین درہم لی لے اور جھگڑا نہ کر کہ حق تیرا ایک ہی
درہم ہی دو تجھکو زائد مل رہی ہین تب تو وہ گھبرایا اور خواہان تحقیق ہوا حضرت علی نے
فرمایا کہ دیکھو تم تین کھانیوالی تھے اور آٹھ روٹیان تھین اور نہین معلوم کسنی کم اور
کسنی زیادہ کھایا ایسی حال مین سبکو برابر سمجھ لینا چاہیی پس آٹھ کو تین مین ضرب
دیکر دیکھو تو چوبیس ہونگے اور آٹھ روٹی کے چوبیس ثلث ہونگے اور ہر ایک کھانیوالا
آٹھ آٹھ ثلث کا ہوگا اور تمھاری پاس تین روٹیان تھین اوسکے نو ثلث ہوئی اور
تمھاری ساتھی کے پاس پانچ روٹیان تھین اوسکے پندرہ ثلث ہوئی اور نو ثلث سی
آٹھ ثلث جو تمنی کھائی ہین نکال دو تو ایک ثلث رہجاتا ہی بس تم مستحق ایک درہم
پانیکی ہوئی اور پندرہ ثلث سی آٹھ ثلث حق کھانیکا اپنی ساتھی کے وضع کرو تو سات
رہجاتی ہین وہ مستحق سات درہم کا ہوا یہ سنکر وہ شخص بہت خوش اور راضی ہوا اور
مسائلہ منبریہ کتب فرائض مین مشہور ہی جسمین چوبیس کا عول طرف ستائیس کے ہوتا ہی
وہ مسالہ حضرت علی مرتضی سے اوسوقت پوچھا گیا تھا کہ آپ منبر پر خطبہ پڑھ رہی تھے
باوجود وقت کے آپنی بلا تامل جواب دیا اوسپر سائل نے اعتراض کیا اوسکو بھی آپنے
بداہتہ دفع فرمادیا تفصیل اس مسئلے کی فرائض شریفیہ کے باب العول اور اوسکے
حواشی مین موجود ہی اور اوس سی کمال ذہانت و فطانت اور تبحر حضرت علی کا علم
حساب مین ظاہر ہی اور ضوء السراج شرح سراجیہ مین لکھا ہی کہ ایک نصرانی حضرت
علی مرتضی کے حضور مین آیا اور کہنے لگا کہ تم لوگ قرآن مین پڑھتے ہو ثلثمائۃ سنین
وازدادوا تسعا جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اصحاب کہف تین سو نو برس سوئی تھے
اور ہملوگ اپنی کتاب مین مدت خواب اصحاب کہف کامل تین سو برس پاتے ہین

ان دونون مین تطبیق کیونکر ہو گی حضرت علی نے علی الفور جواب دیا کہ تمھاری کتاب مین بحساب یونانیین لکھا ہی اور ہماری کتاب مین بحساب عرب مرقوم ہی وہ نصرانی آپکی جواب معقول علی الفور دینے پر بہت متعجب ہوا اور اوسیوقت دین محمدی قبول کیا اور رسالت حضرت خاتم النبیین کی شہادت ادا کی اس قصے کو لکھکر صاحب ضوء السراج مدحت حضرت علی مرتضی مین یہ عبارت لکھتے ہین وانما قیل انہ رضی اللہ عنہ کان معجزۃ من معجزاتہ ای النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع تبحرہ فی العلوم وشجاعتہ فی الحرب کان مطیعا للنبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم وکان معجزۃ من معجزاتہ وہذا کما قیل ان اباحنیفۃ رحمہ اللہ کان معجزۃ من معجزاتہ کذا فی شرح خواہر زادہ انتہت عبارتہ روایات مین وارد ہوا ہی کہ جسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کو واسطے فصل کرنے قضایا کی روانہ یمن فرمانے لگے حضرت علی نے عذر کیا تہا کہ وہانکی لوگ سن رسیدہ ہین اور مین نوجوان اور طریق فصل قضایا سے ناواقف ہون کیونکر کیا کرونگا اوسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک سینۂ مرتضوی پر رکھا اور فرمایا ان اللہ سیہدیک ویثبت لسانک یعنی اللہ جل شانہ تمکو راہ بتلائیگا اور زبان کو تمہاری حق پر ثابت رکھیگا اسی روایت کے بعد حضرت علی فرماتے ہین فما اشکل علی قضاء بعد ذلک یعنی بعد اس قصے کے پہر کوئی فصل قضیہ مجھکو مشکل نہین معلوم ہوا بلکہ بہ برکت دعای نبوی اور دست مبارک کے مین ہمیشہ قضایا کو بآسانی تمام فیصل کرتا رہا ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک حضرت علی کے آغوش مین رکھی ہوئی تہی کہ وحی کا نزول شروع ہوا جب آپکو فراغ ہوا آفتاب غروب ہو چکا تہا دریافت سے معلوم ہوا کہ حضرت علی نے نماز عصر

ف عبارت ضوء السراج کا نصیحت بین تبعیت انفصہ بیہ بعد نقل عربی روایت اعتراض وایمان اللائق لعطوکے

ف قصۂ رجعت آفتاب کا واسطے نماز عصر ادا کرنے حضرت علی کے

نہین ادا کی ہی تب آپنی دعا کی کہ اے پروردگار عالم حضرت علی تیری اور تیرے
رسول کے کام مین تھی اس سی نماز نہ پڑھ سکی آفتاب کو پھیر دی کہ وہ نماز عصر ادا
کر لین اور قضا نہو نی پاوی اوسیوقت اللہ جل شانہ نی آفتاب کو پھیر دیا اور حضرت
علی نے نماز عصر ادا فرمائی تب آفتاب غروب ہوا اس حدیث کی صحت مین ابن جوزی
وغیرہ نی بہت کلام کیا بلکہ موضوع لکھدیا ہی مگر یہ زیادتی اور خطا ابن جوزی کی ہی
علامۂ جلال الدین سیوطی نے خاص اس مادہ مین ایک رسالہ لکھا ہی جسکا نام
کشف اللبس فی حدیث رد الشمس ہی اوسمین ابن جوزی کے قول بالموضوعیت کو
رد کیا ہی علی ہذا در رمنتشرہ فی الاحادیث المشتہرہ مین بھی اثبات حسنیت اس حدیث
مین بسط بسیط فرمایا ہی آور طحاوی اور ابو الفتح ازدی وغیرہ نی تو صحیح ہی لکھدیا ہی
غایۃ مافی الباب یہ کہ اگر صحیح نہین تو حدیث رد شمس کی حسن ہونے مین شبہہ نہین
اوسکو موضوع اور باطل کہنا زیادتی محض ہی ازالۃ الخفا مین مزیل اللبس عن
رد الشمس لمحمد بن یوسف دمشقی سے منقول ہی اعلم ان ہذا الحدیث رواہ الطحاوی
فی کتابہ شرح مشکل الآثار عن اسماء بنت عمیس من طریقین وقال ہذان الحدیثان ثابتان
ورواتہما ثقات ونقلہ قاضی عیاض فی الشفاء والحافظ ابن سید الناس فی بشری
اللبیب والحافظ علاء الدین مغلطائی فی کتابہ الزہر الباسم وصححہ ابو الفتح الازدی وحسنہ
ابو زرعۃ بن العراقی وشیخنا الحافظ جلال الدین السیوطی فی الدرر المنتشرہ فی الاحادیث
المشتہرہ وقال الحافظ احمد بن صالح وناہیک بہ لاینبغی لمن سبیلہ العلم التخلف
عن حدیث اسماء لانہ من اجل علامات النبوۃ وقد انکر الحفاظ علی ابن الجوزی ایرادہ
الحدیث فی کتاب الموضوعات انتہی بقدر الحاجۃ اور زہد حضرت علی کا اور حقیر جاننا

[illegible]

اُنکا تکلفات دنیا کو اور کنارہ کش رہنا لذات دنیاسی اور کریم الاخلاق اور منکسر مزاج
ہونا اور فصل قضایا مین کسیکا پاس اور لحاظ نہ کرنا اور خوف و خشیت الٰہی سے
مغموم و محزون رہنا اور کثرت عبادت اور شب بیداری کا عادی ہونا کتب
معتمدہ سیر مین مفصلاً مسطور ہی اس جگہ تبرکاً ایک روایت ضرار کی جو جامع
اکثر احوال مرتضویہ ہی نقل کرتا ہون علامہ ابن حجر مکی زواجر عن اقتراف الکبائر
مین لکھتے ہین قال معاویۃ بن ابی سفیان لضرار صف لی علیا قال الا تعفینی قال لا
بل صفہ قال اولا تعفینی قال لا اعفیک قال اما اذا ما نہ لا بد فانہ کان بعید المدی
ای واسع العلوم والمعارف لا تدرک غایتہ فیہا شدید القوی ای فی ذات اللہ
ونصرۃ دینہ یقول فصلا ویحکم عدلا یتفجر العلم من جوانبہ وتنطق الحکمۃ من نواحیہ
یستوحش من الدنیا وزہرتہا ویستانس باللیل وظلمتہ کان واللہ غزیر الدمعۃ
طویل الفکرۃ یقلب کفہ ای تاسفا وحزنا اذ ہذا فعل المتاسف الحزین ویخاطب
نفسہ ای بالمزعجات والمقلقات یعجبہ من اللباس ما خشن ومن الطعام ما جشب
کان واللہ کاحدنا یجیبنا اذا سالناہ ویاتینا اذا دعوناہ ونحن واللہ مع تقربہ لنا
وقربہ منا لا نکلمہ ہیبۃ لہ فان تبسم فعن مثل اللؤلؤ المنظوم یعظم اہل الدین ویحب
المساکین ولا یطمع القوی فی باطلہ ولا ییئس الضعیف من عدلہ واشہد باللہ لرایتہ
فی بعض مواقفہ وقد ارخی اللیل ستورہ وغارت نجومہ وقد تمثل فی محرابہ قابضا
علی لحیتہ یتململ تململ السلیم ای اللدیغ ویبکی بکاء الحزین وکانی اسمعہ یقول یا ربنا
یا ربنا یتضرع الیہ ثم یقول یا دنیا یا دنیا الی تعرضت ام لی تشوقت ہیہات ہیہات
غری غیری قد بتتک ثلاثا لا رجعۃ لی فیک فعمرک قصیر وعیشک حقیر وخطرک کبیر آہ

نقل روایت ضرار کی جو جامع بیان اکثر اوصاف و احوال مرتضوی ہے

من قلة الزاد و بعد السفر و وحشة الطریق فذرفت عیون معاویة علی
لحیته فما ملکها و ہو ینشفها بکمه و قد اختنق القوم بالبکاء فقال معاویة رحم الله
ابا الحسن کان والله کذلک فکیف حزنک علیه یا ضرار قال حزن من ذبح
ولدها فی حجرها فلا ترقا عبرتها و لا یسکن حزنها انتہی خلاصہ مطلب اس روایت کا
یہ ہی کہ حضرت معاویہ نے بہت اصرار کیا ضرار سے کہ تم صفات حضرت
علی کے بیان کرو جب وہ اصرار سی معذور ہوئے تب کہنے لگی کہ تہی حضرت
علی واسع العلوم والمعارف یعنی علم و معرفت بہت وسیع رکھتے تہی کہ آپکی
علم و معرفت کی غایت دریافت سے ہملوگون کے باہر تہی دین کی تائید مین
شدید القوی تھے کلام آپکا فاصل حق و باطل ہوا کرتا تھا حکم کرتے تہی ساتھ
انصاف کے جاری تھے چشمین علم کے آپکی ہر جانب سے اور باتین حکمت
و دانشمندی کی آپکی ہر ناحیہ سے یعنی تمامی اعضا و جوارح آپکی سے علم
و حکمت تہی گھبراتے تہی آپ دنیا اور اوسکی تازگی سے انس رکھتے تھے رات
اور تاریکی سے اوسکی جاری رہتا تھا اکثر اشک آپکی آنکھون سے بخوف
خدا اکثر آپ متفکر رہا کرتے تہی اور اولٹتے تہی ہتھیلی کو مثل متاسف و محزون
شخص کے اور ہمیشہ اپنی نفس کو سرزنش کیا کرتے تہی اور ملامت نفس
مین مصروف رہتی تھے لباس گندہ و ناقص آپکو پسند رہتا اور کہانا جو ادنا
ہو وہ مرغوب ہوتا تہا لحاظ عمدگی کہانیکا نتھا قسم اللہ کی رہتی تہی ہملوگونمین
مثل ہملوگون کے بلا لحاظ رعایت اپنی علو رتبت و عظمت مرتبت کے اور
جو شخص ہملوگون مین سے بلاتا تھا اوسکے پاس چلی جاتے تہی کچھ عار نہین کرتی تھے

اور ہلو کو تکا یہ حال تہا کہ باوصف کمال تقرب کے حضرت مین اونکے اور نزدیک
رہنی آپکے ہلو گونتے آپ سے بوجہ کمال ہیبت کے کلام کر نہین سکتا تھا اسقدر
ہیبت من اللہ آپکی شان سے جلوہ گر تہی تعظیم کرتے تہی آپ اہل دین کی اور
دوست رکھتے تہی مساکین کو اور کوئی قوی اگر باطل پر ہو تو یہ امید اوسکو
نہین رہتی تہی کہ ہماری آپ کچھ پاسداری فرماینگے اور نہ کوئی ضعیف
جو حق پر ہو آپ عدل سے نظر بہ ضعف حال اپنے مایوس ہوتا تہا او قسم کہا کر
ضرار نے کہ دیکھا مینے بعض مرتبہ آپکو بہت رات گذری ہوئی کہ سیاہی
شب کی تمام عالم مین شایع تہی اور ستاری چہپ چکی تہی اور آپ محراب مین
لحیہ مبارک کو پکڑی ہوئی اس طرح اضطراب فرما رہی تہی جیسا کہ کسیکو
سانپ وغیرہ کاٹی اور وہ اوسکے صدمہ زہر سے مضطرب ہو اور روتی تہی
آپ مثل رونے غمگین کے اور کہتی تہی ربنا ربنا اور گڑگڑاتے تہی حضرت
ایزدی مین اور فرماتے تہی ای دنیا ای دنیا توجہ کی تونے طرف میرے
یا مشتاق ہوئی تو میری دور ہو دور ہو فریب دی دوسری کو مینے تجھکو
تین طلاق بائن دی جسکی رجعت نہین اور وہ پھر نہین سکتا یعنی مین تجھسے
بہت کنارہ کش ہوتا ہون اسلیے کہ عمر تیری کم ہی اور عیش تیرا حقیر ہی
اور خطر تجھہ مین بہت ہی اور افسوس فرماتی تہی اپنی قلت توشۂ سفر عقبیٰ اور
دوری سفر اور وحشت اور نا دانستہ ہولی پر راہ کے یہ سنکر آنکھین حضرت
معاویہ کی آنسو سی بہر گئین اور ڈاڑہی تک آنسو بہ آئی اور جاری ہونا آنسو کا
اس حد کو پونہچا کہ حضرت معاویہ اوسکو روک نہ سکی آخر آستین سی پونچھنی لگے

اور رونی رونی تمامی حاضرین کی حالت غیر ہو گئی پہر کہا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے
ضرار سے رحم کرے اللہ جل شانہ حضرت علی پر کہ تہی بہ ابو الحسن تہی قسم خدا کی تہی وہ ایسی ہی
جیسا کہ بیان کیا تمنے پہر پوچہا ضرار سے کہ تمکو حضرت علی کے فوت کا کتنا غم ہی کہا کہ جیسے
کسی عورت کی ایک ہی لڑکا ہوا اور وہ اوسکو گود مین لیے ہو اور ایسی حالت مین کوئی شخص
اوس لڑکی کو ذبح کر ڈالی جیسا کہ اوس عورت کو غم ہوتا ہی اور حزن و اندوہ اوسکا سکون
نہین پکڑتا ہی اوسیقدر مجہکو صدمہ رحلت کا حضرت علی مرتضی کے ہی انتہی حاصل سبحانہ
اس قول ضرار سے اکثر صفات حمیدہ مرتضویہ منصہ نشین ظہور ہوئی اور جسقدر فضائل
حضرت علی کے اس رسالے مین نقل ہوئی واسطے ازالہ شبہات منکرین فضل مرتضوی اور
ازدیاد ایقان و المان اہل بیت نبوی کی کافی ہین اور ما ورا اسکی اور بہت سی فضائل
حضرت علی کے کتب حدیث و سیر مین مذکور ہین کہ اون سب پر مطلع ہونا اور احصاء اوسکا
اور حیز تحریر مین لانا از قبیل محالات عادیہ ہی چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ
ازالۃ الخفا مین بعد ذکر بعضی فضائل و مآثر مرتضویہ کے ارقام فرماتے ہین و احادیث دیگر
متضمن بیان سائر فضائل وی کرم اللہ تعالی وجہہ زیادہ است ازانکہ احصای آن
درمقدور آید اور بہی امام احمد بن حنبل سے نقل کیا ہی ماجاء لاحد من اصحاب رسول اللہ
من الفضائل ماجاء لعلی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ یعنی جسقدر فضائل حضرت علی کے
مروی ہین اوسقدر فضائل کسی صحابی کے منقول نہین اور نزل الابرار بما صح فی مناقب
اہل بیت الاطہار مین مرقوم ہی قال النسائی لم یرد فی حق احد من الصحابۃ بالاسانید
الجیاد اکثر مما جاء فی حق علی کرم اللہ وجہہ انتہی شاہ ولی اللہ قدس سرہ لکہتے ہین
کہ وجہ زیادہ مروی ہونی فضائل مرتضویہ کی اجتماع وجہت کا ہی ذات بابرکات حضرت علی مرتضی مین

یعنی تمام فضیلتین جسقدر فضائل حضرت علی کی مروی ہین دوسری کسی صحابی کی مروی نہین

[illegible]

ایک تو رسوخ آپکا سوابق اسلامیہ مین دوسری قرب قرابت آپکی ساتھہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی اوسپر مستزاد یہ ہوا کہ حضرت علی مرتضی نے کنار شفقت
حضرت رسالت مین تربیت پائی بنا بر علیہ شبہ قرابت دو بالا ہو گیا اوسکی بعد جو حضرت
فاطمہ آپکی نکاح مین آئین اور بھی عظمت اور فضیلت آپکی بڑہ گئی پھر ایام خلافت مین
آپکی جب اختلاف چند گونہ واقع ہوا اور اکثر اہل زمانہ کو آپکی جانب سی تکدر ہوا
اور مخالفین و مفسدین درپی تحقیر آپکی ہوئی بقیہ اصحاب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
دفع فتنہ و رفع خلاف مین ساعی ہوئی اور مناقب و فضائل مرتضویہ کا اظہار
فرمانی لگی یہ مجموع امور موجب کثرت روایت فضائل مرتضویہ کے ہوئی اور وجہ
اخیر زیادہ باعث انتشار فضائل مرتضویہ کے واقع ہوئی اور چونکہ بخصوص خلفائے
ثلثہ رضی اللہ تعالی عنہم کے موجب انتشار فضائل کا فقدان رہا لہذا فضائل ان
حضرات ثلثہ کا شیوع کم ہوا چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ توشیح
تعلیق صحیح بخاری مین لکھتے ہین قال احمد والنسائی وغیرہما لم یرد فی حق احد من الصحابۃ
بالاسانید الجیاد اکثر ما جاء فی علی وکان السبب فی ذلک انہ تاخر ووقع الاختلاف
فی زمانہ وکثر محاربوہ والخارجون علیہ وذلک کان سببا لانتشار مناقبہ لکثرۃ من کان
یرویہا من الصحابۃ ردا علی من خالفہ والا فالثلاثۃ قبلہ لہم من المناقب ما یوازیہ او
یزید علیہ انتہی ہر چند بعضی ارباب ضلال نے بسیاری احادیث بیان مناقب مرتضویہ مین
وضع بھی کیے ہین ولیکن قطع نظر اوسکی احادیث صحیحہ و حسنہ و ضعیفہ بہ ضعف یسیر محتمل
جو قابلیت نقل و بیان کے بمعرض ابراز فضائل بحال حسب قواعد مقررہ اصول حدیث کے
رکھتی ہین مشعرہ فضائل مرتضویہ بکثرت مروی اور مذکور اور کتب معتمدہ حدیث و سیر وغیرہ

مولفہ واقفان حدیث واثر مین مندرج و مسطور ہین جسکو اطلاع اوپر فضائل مرتضویہ کے
مشبعاً منظور ہو وہ کتاب الخصائص نسائی اور مستدرک حاکم اور مفتاح النجاء وغیرہ کتب
ورسائل کو دیکھی تاکہ لمعان فضائل مرتضویہ ظلمت زدای شک وارتیاب ہو جاوے
پانچسو چھیاسی حدیثین آپکی مرویات سی ہین یعنی اسقدر حدیثین آپنی جناب رسول مقبول سے
روایت کی ہین منجملہ اونکے بیس حدیثون کو بخاری و مسلم دونون نے روایت کی ہے اور نو حدیثین
افراد امام بخاری سی اور پانچ حدیثین افراد امام مسلم سی ہین **فائدہ جلیلہ** بیان فضائل
حضرت علی مرتضی مین جو فی الجملہ اشباع کلام ہوا مقصود اوس سی صرف تنبیہ منکرین
فضل حضرت علی اور اظہار تنویہ شان مرتضوی ہی جیسا کہ امام نسائی کو بلاحظہ حال اہل زمانہ
کی حاجت تحریر کتاب الخصائص کے بیان فضائل حضرت علی مین ہوئی تھی ورنہ بخصوص
مراتب خلفای اربعہ کے حقیر کا وہی عقیدہ ہی جو نصوص حدیث و قرآن سی ثابت و عیان
اور قرارداد کافہ اہل سنت و جماعت بالادلۃ والبرہان ہی یعنی افضل الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے اور بزرگتر تمامی صحابہ سی حضرت ابوبکر صدیق ہین بعد آپکی افضل ترین ناس
حضرت عمر ہین بعد حضرت عمر کے بمذہب صحیح و عند الجمہور حضرت عثمان افضل الناس ہین بعد
حضرت عثمان کی حضرت علی مرتضی افضل البشر واکرم صحابہ ہین من بعد بقیہ عشرہ مبشرہ اونکی بعد
اہل بدر اوسکی بعد اہل احد من بعد اہل حدیبیہ علی مراتبہم افضلیت رکھتی ہین اسی ترتیب کے ساتھ
حقیر معتقد افضلیت صحابہ ہی اور یہی مذہب تمامی اہل سنت و جماعت کا ہی اور تفصیل اس امر کی
سائر کتب اہل سنت مین مذکور ہی عبارت دو ایک کتاب کی نقل کرتا ہون امام نووی شرح صحیح مسلم
مین لکھتی ہین اتفق اہل السنۃ علی ان افضلہم ابوبکر ثم عمر قال جمہورہم ثم عثمان ثم علی وقال بعض
اہل السنۃ من اہل الکوفۃ بتقدیم علی علی عثمان والصحیح المشہور تقدیم عثمان قال ابو منصور البغدادی

ف تعداد احادیث مرویہ مرتضویہ

ف بیان افضلیت صحابہ حسب مذہب اہل سنت

اصحابنا مجمعون علی ان افضلہم الخلفاء الاربعۃ علی الترتیب المذکور ثم تمام العشرۃ ثم اہل بدر
ثم احد ثم بیعۃ الرضوان انتہی بقدر الحاجۃ اور ہماری امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
علیہ فقہ اکبر میں افادہ فرماتے ہین افضل الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر
الصدیق ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان ثم علی بن ابیطالب رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین
انتہی اور حضرت غوث پاک سیدی الشیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ غنیۃ الطالبین مین
ارشاد فرماتی ہین یعتقد اہل السنۃ ان امۃ محمد علیہ السلام خیر الامم و افضلہم العشرۃ الذین شہد
لہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالجنۃ وہم ابو بکر وعمر وعثمان وعلی وطلحۃ وزبیر وعبد الرحمن بن
عوف وسعد وسعید وابو عبیدۃ بن الجراح وافضل ہولاء العشرۃ الابرار الخلفاء الراشدون
الاخیار وافضل الاربعۃ ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم انتہی اور فاضل خیالی حواشی
شرح عقائد نسفیہ مین لکہتی ہین قال علیہ السلام واللہ ما طلعت الشمس ولا غربت بعد النبیین
والمرسلین علی احد افضل من ابی بکر رضی اللہ عنہ ومثل ہذا السوق لاثبات فضلیۃ المذکور فظہر
ان ابا بکر رضی اللہ عنہ افضل من سائر الامم ایضا انتہی اور حضرت ابو بکر کا افضل صحابہ ہونا من بعد
حضرت عمر من بعد حضرت عثمان من بعد حضرت علی کا جو عقیدۂ اہل سنت ہی نصوص قرآن و حدیث
سی ثابت ہی تفصیل اوسکی ازالۃ الخفاء وصواعق محرقہ وغیرہ مین مذکور ہی اور زمانۂ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مین فضلیت حضرت ابو بکر وعمر وعثمان کی بقیہ صحابہ پر شایع تہی اور صحابہ اوسکی معتقد
ہو رہی تہی اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو سنتی اور ساکت رہتی تہی پس
یہ سکوت آنحضرت کا جسکو اصطلاح محدثین مین تقریر کہتی ہین نص جلی ہی اوپر صحت
اس عقیدت کے منجملہ اون احادیث کے جس سی شیوع عقیدت افضلیت خلفائی ثلثہ کا
اعدا سی بزمانۂ رسول اللہ اور راسخ ہونا اس عقیدی کا باذہان صحابہ ثابت ہی

ف
افضلیت خلفائی اربعہ بترتیب خلافت جو عقیدہ اہل سنت ہی بزمانۂ رسول اللہ صلعم ثابت ہی اور صحابہ مین شایع تہی

یہ حدیث عبد اللہ بن عمر کی ہی کنا نخیر بین الناس فی زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فنخیر ابا بکر ثم عمر ثم عثمان بن عفان یہ روایت بخاری کی ہی اور سنن ابی داؤد مین بایں
الفاظ لا نعدل بابی بکر احدا ثم عمر ثم عثمان ثم نترک اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا نفاضل بینہم الحدیث مروی ہی اس مقام پر یہ بھی جان لینا چاہیے کہ روایت عبد اللہ
بن عمر کی جو صحیح بخاری اور سنن ابی داؤد سی نقل کی گئی جسکا محصل مطلب یہ ہوا کہ صحابہ
زمانہ رسول اللہ مین حضرت ابو بکر کو افضل صحابہ جانتی تھے بعد اونکی حضرت عمر کو اوسکی بعد
حضرت عثمان کو اور اوسمین ذکر حضرت علی کا مطلقا نہین ہی اس سی یہ نہین سمجھنا چاہیے
کہ معاذ اللہ حضرت عبد اللہ بن عمر یا کسی اور صحابی کو حضرت علی کے افضل الناس ہونے مین
بعد خلفای ثلثہ کی کچھ شبہ یا تردد ہو بلکہ افضلیت آپکی بعد خلفای ثلثہ کی مرتکز اذہان
صحابہ تھی مگر چونکہ آپ زمانہ آنحضرت مین کم عمر تھی اور حضرت عبد اللہ بن عمر کو تذکرہ حال
اون صحابہ کا جو عمر مین سن رسیدہ تھی اور شریک صلاح و مشورہ نبوی رہا کرتی تھی مقصود تھا
لہذا صرف اوپر ذکر خلفای ثلثہ کے اقتصار کیا اس سی ہرگز گمان تحقیر شان مرتضوی کا
حضرت عبد اللہ بن عمر پر نہین کرنا چاہیے چنانچہ فاضل کرمانی شرح صحیح بخاری مین ذیل
شرح روایت حضرت عبد اللہ بن عمر کے لکھتے ہین قال الخطابی وجہہ انہ اراد بہ الشیوخ
و ذوی الاسنان منہم الذین کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حزبہ امر شاورہم وکان
علی رضی اللہ عنہ فی زمانہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث السن ولم یرد ابن عمر الازدراء بعلی
ولا تاخیرہ عن الفضیلۃ بعد عثمان لان فضلہ مشہور لا ینکرہ ابن عمر ولا غیرہ من الصحابۃ انتہی اور
خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ سی افضلیت حضرت ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کی بہ ترتیب
خلافت موافق عقیدۂ اہل سنت و جماعت کی مروی و منقول ہی صحیح بخاری مین محمد بن

وجہ نہ ذکر ہونی ذکر حضرت علی کا حدیث ابن عمر مین جو وارد ہی بیان افضلیت خلفای ثلثہ مین

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سی افضلیت خلفای ثلثہ کی بہ ترتیب خلافت مروی ہی

حنیفہ سی مروی ہی کہ آپنے حضرت علی سی بخصوص تنقیح افضل الناس کے سوال کیا آپ
بہ ترتیب خلفای ثلثہ کو تبلاتی گئے اور اس قسم کی بیان افضلیت کی روایتین حضرت علی
مرتضی سی بکثرت مروی اور ازالۃ الخفا وغیرہ مین منقول و مسطور ہین ہم مالا اختصار نقل
اون روایات کو قلم انداز کیا ہر گاہ یہ بات معلوم ہو چکی کہ بہ نص آیات و احادیث و اتفاق
کافہ اہل سنت افضل الناس بعد رسول اللہ کے حضرت ابوبکر اونکی بعد حضرت عمر اونکی
بعد حضرت عثمان اونکی بعد حضرت علی ہین تو اب یہ سمجھ لینا چاہی کہ مراد اس افضلیت سے
کیا ہی و خلفای ثلثہ جو حضرت علی سی افضل ہین کس معنی کر کے افضل ہین اور اوس
افضلیت کا کیا مطلب اور اوسکی معنی کی کیا وضاحت ہی پس جاننا چاہیی کہ کلمہ افضل
صیغۂ اسم تفضیل ہے اور صیغہ اسم تفضیل کا وضع کیا گیا ہی واسطی دلالت کرنے زائد
ہونی موصوف کے غیر سی بیچ معنی مصدری کے چنانچہ شرح ملا جامی مین مرقوم ہے
اسم التفضیل ما اشتق ای اسم ان اشتق من فعل ای حدث لموصوف قام بہ الفعل او وقع
علیہ و التعمیم لقصد شمول قسمی اسم التفضیل اعنی ما جاء للفاعل و ما جاء للمفعول بزیادۃ علی
غیرہ فی اصل ذلک الفعل انتہی اور ملا جمال حواشی شرح ملا مین لکھتے ہین فالحاصل ان اسم
التفضیل اسم مشتق لموصوف بقصد زیادتہ علی غیرہ فی اصل ذلک الفعل و ہو المشتق منہ
انتہی اور زائد ہونا موصوف کا بیچ معنی مصدری کے جو مدلول صیغہ اسم تفضیل ہے عام ہے
اس سے کہ بجمیع الوجوہ ہو یا بجمیع صفات الفضائل من حیث المجموع ہو یا بوجہ خاص ور فضیلت
مخصوصہ ہو توضیح مرام یہ ہی کہ ایک شخص کا دوسری سی افضل ہونا کبھی تو بجمیع الوجوہ ہوا کرتا ہے
جیسا کہ کہین زید افضل ہے عمرو سی اور مراد یہ لین کہ جتنی صفات فضیلت ہین مثل علم و زہد و تقوی
و دیانت و شجاعت و سخاوت وغیرہ کے سب مین زید عمرو سی بڑھا ہوا ہی علم بھی عمرو سی زائد

مطلب تنقیح معنی افضلیت خلفای ثلثہ کی بہ نسبت حضرت علی کے

فی تحقیق اس امر کی کہ زیادتی معنی مصدری کی جو مدلول صیغۂ اسم تفضیل کا ہی وہ علم وغیرہ کی بجمیع الوجوہ ہو یا بجمیع صفات الفضائل من حیث المجموع ہو یا بوجہ خاص ہو

رکھتا ہی اور زہد و تقوی و سخاوت و شجاعت وغیرہ مین بھی اوس سی زیادہ ہی اور کبھی
اس جملہ کو بولتی ہین اور اوس سے افضلیت بجمیع الوجوہ مراد نہین لیتے ہین بلکہ زیادتی
زید کی جمیع صفات فضائل مین من حیث المجموع مراد لیتے ہین تنقیح اس شق کی یہ ہی کہ اگر
فرداً فرداً ہر صفات فضیلت کو جو زید و عمرو مین پائی جاتے ہین دیکھین تو زیادتی زید کی
عمرو پر ثابت نہین ہوتی مگر جب مجموع فضائل زید کو دیکھتے ہین تو اوسکو مجموع فضائل
عمرو سی زائد پاتی ہین پس اس حال مین زید افضل ہی عمرو سی اسکا مطلب یہ ہوا کہ زید
مجموع صفات فضائل مین من حیث المجموع افضل ہے عمرو سی گو افضلیت بجمیع الوجوہ سی
معرا ہی اور کبھی افضلیت سی افضلیت بوجہ مخصوص مراد لیتے ہین بجمیع الوجوہ اور بجمیع صفات
الفضائل من حیث المجموع سی تعرض نہین کرتے ہین جیسا کہ کہین زید افضل ہی عمرو سی اور مراد
یہ لین کہ افضل ہی علماً یا سخاوتاً وعلی ہذا الصفۃ من الصفات اور اس صورت افضلیت بوجہ
مخصوص مین کبھی ایسا بھی ہوتا ہی کہ وہ ایک صفت موجبۂ افضلیت حاوی صفات کثیرہ
ہوتی ہی یا شرف مین بہت بڑھی ہوتی ہی بناءً علیہ اس ایک صفت کا حاوی صفات کثیرہ ہونا
یا اشرف باقصی غایت ہونا موجب اسقدر افضلیت شخص متصف کا ساتھ اوس صفت کی
ہوتا ہی کہ ہر چند غیر مین اسکی صفات اُخری کثیرہ کمیۃً و تعداداً ہون ولیکن یہ ایک صفت
اون سب کو دبا دیتی ہی اور صاحب کو اپنی با وصف اتصاف مفضل علیہ کے ساتھ صفات
کثیرہ کے افضل و اعلی و اشہر بالافضلیت بنا دیتی ہی اس امر کو خوب ذہن نشین کر لینا چاہی
کہ بمقام بحث حقیقت افضلیت خلفاءی ثلثہ کی اوپر حضرت علی کے بہت کار آمدنی ہی ہر گاہ شقوق
ثلثہ معنی افضلیت کی معرض تحریر مین آچکی جاننا چاہی کہ بتصریح محققین اہل سنت و جماعت کے
افضلیت خلفاءی ثلثہ کی اوپر حضرت علی کے نہ بمعنی افضلیت بجمیع الوجوہ ہی اور نہ بمعنی مجموع

فضائل من حیث المجموع بلکہ مراد افضلیت سی افضلیت بوجہ خاص ہی وہ عبارت ہی اکثرت
ثواب وکرامت عنداللہ سی اور اسباب کثرت ثواب عنداللہ کے وہ مآثر وفضائل ہین کہ منافع
اور نتایج اونکی راجع ہون طرف دین اسلام کے مثل سبقت ایمان اور تائید دین اور تقویت
اسلام اور امداد مسلمانان اور ہدایت ناس وغیرہ طاعات ومبرات کے اور ظاہر ہی کہ اس قسم
کی امور خلفای ثلثہ سی زیادہ ظاہر ہوی او رتائید دین اور اشاعت اسلام اور فتح بلاد اور جہاد
ساتھہ کفار واہل عناد کے وغیر ذالک امور متعلقہ نبوت جسقدر خلفای ثلثہ سی ظاہر ہوی حضرت
علی کرم اللہ وجہہ سی نہوی اور چونکہ وجوہ کثرت ثواب ان حضرات مین زیادہ پائی گئی اور
اکثر احادیث مین جو فضائل خلفای ثلثہ کے مذکور ہوی ہین اونمین سی بعضی کلمات تو دال اوپر
وجوہ کثرت ثواب کے معلوم ہوی اور بعضی از قبیل نتائج وثمرات کثرت ثواب کے مشاہد ہوی
لہذا اہل سنت وجماعت قائل ومعتقد افضلیت خلفاے ثلثہ کے بمعنی کثرت ثواب کرامت نزد
عنداللہ کے ہوی اور یہ افضلیت خلفای ثلثہ کی ہر چند بظاہر افضلیت بوجہ خاص ہی مگر وجوہ
اوسکی اسقدر او رہر ایک اونمین سی اس درجہ اشرف ہین کہ یہ ایک فضیلت متضمن وقایم مقام
صدہا فضائل جزئیہ کے ہوگئے اور ہر چند فضائل جزئیہ حضرت علی کے بتصریح بعضی محققین اہل سنت
اکثر واوفر مروی ہین مگر افضلیت خلفای ثلثہ کی مقابلے مین جو بمعنی اکثریت ثواب عنداللہ ہی
وہ فضائل جزئیہ مغمور ومتلاشی ہو رہی ہین اسیوجہ سی اس فضیلت بمعنی کثرت ثواب وکرامت
عنداللہ کو فضل کلی بہی کہتی ہین اب چند عبارتین معتبرات کی سند مین اس امر کے کہ اہل سنت وجماعت
جو افضلیت خلفای اربعہ کی بہ ترتیب خلافت قائل ہین مراد اوس سی افضلیت بوجہ خاص بمعنی
کثرت ثواب وکرامت عنداللہ ہی نہ افضلیت بجمیع الوجوہ اور نہ بجمیع صفات الفضائل من حیث
المجموع بغرض تشفی ناظرین نقل کرتا ہون شرح مواقف مین بعد نقل ادلۂ علمای شیعہ کے جواثبات

ف: یعنی تفصیل [illegible]

ف: نقل عبارات کتب معتبرہ اہل سنت [illegible] خلفای ثلثہ [illegible] حضرت علی [illegible] بمعنی [illegible] نہ بجمیع الوجوہ ونہ بجمیع الفضائل

افضلیت حضرت علی مین اور تمامی صحابہ و خلفای ثلثہ کے قایم کیے ہین لکھا ہی والجواب عن الکل
انہ یدل علی الفضیلۃ اما علی الافضلیۃ فلا کیف و مرجعہا ای مرجع الافضلیۃ التی نحن بصددہا الی کثرۃ
الثواب والکرامۃ عند اللہ و ذلک یعود الی الاکتساب للطاعات والاخلاص فیہا و ما یعود الی نصر
الاسلام و ماثرہم فی تقویۃ الدین و من المعلوم فی کتب السیر ان ابابکر لما اسلم اشتغل بالدعوۃ
الی اللہ فاسلم علی یدہ عثمان بن عفان و طلحۃ بن عبید اللہ والزبیر و سعد بن ابی وقاص و عثمان
بن مظعون فتقوی بہم الاسلام و کان دائما فی منازعۃ الکفار و اعلای دین اللہ فی حیوۃ
النبی و بعد وفاتہ انتہی اور شرح مقاصد مین بھی بعد ذکر ادلہ علمای شیعہ کی بخصوص افضلیت
حضرت علی مرتضی عن جملۃ ما عداہ کی مرقوم ہی فالجواب انہ لا کلام فی عموم مناقبہ و وفور فضائلہ
واتصافہ بالکمالات واختصاصہ بالکرامات الا انہ لا یدل علی الافضلیۃ بمعنی زیادۃ الثواب والکرامۃ
عند اللہ تعالی انتہی مختصراً بقدر الحاجۃ اور ایسا ہی لکھا ہی فاضل قوشجی نے شرح تجرید مین جواب
ادلہ منقولہ محقق طوسی مین عبارت شرح تجرید کی یہ ہی واجیب بانہ لا کلام فی عموم مناقبہ و وفور
فضائلہ واتصافہ بالکمالات النفسانیۃ واختصاصہ بالکرامات الا انہ لا یدل علی الافضلیۃ بمعنی زیادۃ
الثواب والکرامۃ عند اللہ تعالی انتہی بقدر الحاجۃ اور محقق دوانی شرح عقائد جلالی مین لکھتے ہین
والافضلیۃ بہذا الترتیب ای ترتیب الخلافۃ عند الجمہور و معنی الافضلیۃ ای المعنی المراد منہ ہہنا
اکثر ثوابا عند اللہ بما اکتسب من خیر لا انہ اعلم واشرف نسبا و ما اشبہ ذلک فان صیغۃ افعل موضوعۃ
للزیادۃ فی معنی المصدر بوجہ ما اعم من ان یکون من جمیع الوجوہ او بجمیع صفات الفضائل من حیث
المجموع والذی وقع الخلاف فیہ ہہنا ہو الرجحان بہذا الوجہ اعنی من حیث الثواب لا الرجحان
من الوجوہ الاخر فلا ینافی ذلک رجحان الغیر فی احاد الفضائل الاخر ولا فی مجموع الفضائل من حیث
المجموع و تمام تفصیلہ فی الحواشی الجدیدۃ لنا علی الشرح الجدید للتجرید انتہی اور حضرت شیخ عبد الحق

محدث دہلوی تکمیل الایمان مین لکھتے ہین مقام ثانی آنکہ افضلیت خلفای اربعہ بہ ترتیب
خلافت ست یعنی افضل اصحاب ابوبکرست ثم عمر ثم عثمان ثم علی مراد از افضلیت اکثریت
ثواب است عند اللہ تعالی تحریرش چنانکہ بعضی علما کردہ اند آنست کہ قول ما فلان
فاضل ترست از غیر خود زیادت ورجحان آن فلان را طلبند نسبت بآن غیر واین رجحان
تواند کہ بجمیع وجوہ در جمیع صفات باشد یعنی در ہر صفتی کہ تصور کنند وموازنہ نمایند آن
فلان راجح آید وکامل بود یا در مجموع صفات وفضائل من حیث المجموع واین بآن جمع شود
کہ در مفضول صفتی از صفات کامل باشد کہ در فاضل نبود وتواند کہ آن رجحان از وجہی خاص
وصفتی مخصوص بود ومحل خلاف درین مسئلہ رجحان باین وجہ خاص ست یعنی کثرت ثواب
عند اللہ نہ بوجوہ دیگر مثل زیادت علم وشرف نسب وقوت ملکات نفسانیہ مثل شجاعت وجہات
وامثال آن اند آنچہ عقلا آنرا در عرف فضیلت خوانند ومخصوص جواہر نفس ولازم وی بود
واین منافات ندارد برجحان آن غیر در احاد فضائل دیگر یا در مجموع فضائل من حیث
المجموع واسباب کثرت ثواب مآثر وفضائل بود کہ منافع ونتائج آن بدین اسلام راجع ومتعدی
گردد مثل سبقت ایمان ونصرت دین وتقویت اسلام وامداد مسلمانان وکثرت خیرات
وصلوات مبرات وہدایت ناس وامثال آن ومیگویند کہ این صفات در ذات ابوبکر
بیشترست انتہی ہرگاہ عبارات کتب معتمدہ اہل سنت سے ثابت ہوا کہ افضلیت خلفای
اربعہ کی بہ ترتیب خلافت مراد افضلیت بوجہ خاص یعنی اکثریت ثواب وکرامت عند اللہ
ہی نہ افضلیت بجمیع الوجوہ اور نہ افضلیت بجمیع الفضائل من حیث المجموع اور
یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی شخص کا افضل بوجہ خاص ہونا منافی اختصاص مفضول کے
ساتھ احاد فضائل کے نہین ہی یعنی جو شخص افضل نہین ہی اوسمین اگر بعضی صفات

فضائل ایسے پائی جاوین جو افضل مین نہون تو یہ امر بصورت مراد لینے افضلیت
بوجہ خاص کے جیسا کہ ما نحن فیہ مین ہی جائز ہی اور یہ مختص ہونا مفضول کا ساتھ
احاد فضائل کے منافی افضلیت افضل کے اس صورت مین نہین ہو سکتا ہے
علی ہذا افضلیت مفضول کی بجمیع فضائل من حیث مجموع منافی افضلیت افضل
بوجہ خاص نہین ہوگی بناءً علیہ باوصف ثبوت افضلیت حضرت ابوبکر و عمر و عثمان
کے حضرت علی سی بمعنی اکثریت ثواب عند اللہ کے ممکن ہی کہ حضرت علی مین بعضی
صفات فضائل وہ ہون جو اون تینون بزرگان مین نہین پائی گئے اور یہ امر واقع بھی ہے
کہ قرب قرابت مرتضوی ساتھ حضرت نبوی کی اور اعلم اور اقضا اور اشجع اور ہاشمی ہونا حضرت
علی کا اور حضرت فاطمہ کا آپکی نکاح مین آنا اور کبھی بت پرستی نکرنا اور قبل بلوغ کے مشرف
با یمان ہونا وغیر ذلک بسیاری فضائل خاصہ مرتضویہ ایسے ہین کہ وہ حضرت ابوبکر او
عمر او عثمان رضی اللہ عنہم مین نہین پائی جاتی ہین پس یہ کہہ سکتی ہین کہ قرب قرابت و ہاشمیت
وغیرہ فضائل کی نظر سی حضرت علی حضرت ابوبکر و عمر و عثمان سی افضل ہین گو بنظر اکثریت
ثواب کے خلفای ثلثہ رضی اللہ عنہم حضرت علی سی افضل ہین اور یہ عقیدہ و بیان ہرگز
منافی عقیدۂ اہل سنت و جماعت نہین ہی اس قول و عقیدہ کا خلاف مشرب اہل سنت
ٹھرانا وال ہی اوپر نا واقفی کے مذہب اہل سنت سے اور مشعر ہی اوپر نہ سمجھنی معانی
اقسام و حیثیات عدیدہ افضلیت کے علی ہذا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل جزئیہ کا
اکثر و او فر مروی و منقول ہونا منافی فضل کلی خلفای ثلثہ اور ہادم اساس عقیدہ
مقررۂ اہل سنت بخصوص افضلیت خلفای اربعہ کے بترتیب خلافت نہین ہی
اور جو شخص یہ بیان کری کہ فضائل جزئیہ حضرت مرتضویہ کے سائر صحابہ سے

ف: ثبوت بعضی فضائل جزئیہ حضرت علی کا افضلیت خلفای ثلثہ کے اہل سنت کے نزدیک صحیح و ثابت ہی

زائد مروی ہین اور باوصف اسکے آپ خلفای ثلثہ سے بمعنے کثرت ثواب
عند اللہ مفضول ہین اوسکا تخطیہ اور بیان کو اوسکے مخالف طریق اہلسنت
قرار دینا مبنی اوپر تعصب یا قلت تدبر اور نہ سمجھنے معانی شقوق افضلیت
وعقیدۂ مقررۂ اہل سنت کے ہے محقق جلال الدین دوانی نے حواشی
جدیدۂ علے التجرید مین تصریح اس امر کی کردی ہے کہ کسی اہل سنت کو
حضرت علی کے راجح ہونے سے اوپر حضرت ابوبکر و دیگر صحابہ کے اکثر
فضائل جزئیہ مین انکار نہین ہی کہ اہلسنت جو قائل افضلیت خلفا بہ ترتیب
خلافت ہین بمعنے کثرت ثواب عند اللہ ہین پس اکثریت فضائل جزئیہ
مرتضویہ منافی افضلیت خلفا بمعنے مذکور نہین ہو سکتی عبارت حواشی
جدیدہ کے ذیل تردید فاضل صدر الدین شیرازی کے یہہ ہے و
اغرب منہ استدلالہ بالخلاف المستمر بین العلماء فی افضلیۃ ابی بکر وعلی رض
فانہم انما اختلفوا فی الافضلیۃ من حیث الثواب کما ہو الشائع فی کتب
العقائد لا فی الافضلیۃ بالمعنے الذی توہمہ اذ لا ینکر احد من اہل السنۃ رجحان
علے رضی اللہ عنہ فی کثیر من الفضائل بل فی اکثر من الفضائل
علے غیرہ فتقیید الافضلیۃ بالحیثیۃ المذکورۃ یدل علے ما ذکرنا
فسبحانہ لہ وہو علیہ انتہے تنبیہ اس مقام پر یہہ بھی جان لینا چاہیے
کہ تحقیق معنی افضلیت خلفای اربعہ کی جو لکھی گئی ہے ہر چند وسمین
تا وسعت توضیح مدعا کے رعایت کی گئی ہے ولیکن چونکہ امر دقیق ہے
اب تک فہم عوام سے خارج ہے لہذا عوام کو لازم ہے کہ اس مبحث

محقق دوانی کی حاشیہ جدیدہ ... (handwritten margin note)

توفیق مین اپنی کو سراسیمہ نہ کرین بلکہ سادہ طور پر عقیدہ افضلیت خلفای اربعہ کا بہ ترتیب خلافت رکھین تحقیق معنے افضلیت مین آویختہ ہو کر سرگردان نہون مین خود اندراج تحقیق معنے افضلیت مین بخیال پریشانی عوام متامل تہا مگر چونکہ بعضے اعیان کو اس تحقیق مین متردد و مذبذب دیکہا اور اکثر تنقیح معنے افضلیت مین خلاف و تکرار ہوتا رہا اور غایت تالیف رسالۂ ہذا تنقیح مسائل مختلفہ باندراج تقاریر مزیلہ شبہات باردہ عارضہ تہی ناچار ہوا اور بمعذوری نوبت تحریر اس مبحث کی پہونچی ایک امر اور بہی اس جگہہ قابل اعلام ہے وہ یہہ ہے کہ ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محبت متبع فضیلت ہو کلۃً او رکثرۃً یعنے جو صحابہ جسقدر فضیلت رکہتے ہون اوسیقدر اونکی ساتہ محبت بہی رکہی جاوے پس بناءً علیہ ہملوگ اہل سنت کو چاہیے کہ حسب عقیدہ افضلیت خلفای اربعہ کے علاقۂ محبت بہی رکہین یعنے جب ہملوگ اہل سنت کے نزدیک حضرت ابو بکر افضل الناس بعد رسول اللہ ہین تو بعد رسول اللہ کے احب بہی وہی ہون اور محبت انہی ہین کے ساتہ زیادہ ہو بعد اونکے حضرت عمر احب ہون اونکے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ چوتہے درجہ مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ احب ہون و لیکن بعضے محققین حنفیہ مثل فاضل کردری وغیرہ نے لکہا ہے کہ اگر کوئی شخص منجملۂ اہل سنت افضلیت و خلافت خلفای اربعہ کا بہ ترتیب مقرر عند اہل السنت معتقد ہو ساتہہ اسکے کہے کہ مین حضرت علی کو ساری صحابہ سے زیادہ دوست رکہتا ہون اور بوجہ یافت فیض باطنی یا کسی مناسبت خاصہ کے اونکے

ف — بیان معذوری در اندراج این بیان و عدم مواخذہ شخصے کہ با وجود اعتقاد افضلیت خلفاء اربعہ بترتیب خلافت حضرت علی را احب داشتہ باشد ۱۲

طبیعت کا میلان حضرت علی کے طرف زیادہ ہوا اور محبت آپکی اپنی قلب مین
زیادہ پاوے تو وہ انشاء اللہ تعالی عند اللہ ماخوذ اور دائرۂ سنت و جماعت
سے خارج نہو گا چنانچہ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری مین مرقوم ہے ثم الظاہر ان المحبۃ
تتبع الفضیلۃ قلۃ وکثرۃ وتسویۃ فتعین اجمالا فی مقام الاجمال کما قال اللہ سبحانہ
رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ وتفصیلا فی مقام التفصیل الذی تقدم من التفصیل
واللہ الہادی الی سواء السبیل ثم رأیت الکردری ذکر فی المناقب ما نصہ من
اعترف بالخلافۃ والفضیلۃ للخلفاء وقال احب علیا اکثر لا یؤخذ بہ انشاء اللہ تعالی
لقولہ علیہ السلام ہذا قسمی فیما املک فلا تواخذنی فیما لا املک انتہی پس بنظر تحقیق
فاضل کردری ظاہر ہوا کہ اکثر صوفیۂ کرام جو حضرت علی مرتضیٰ کی ساتھ نسبت
زائد رکھتے ہین اور اکثر اپنے تالیفات مین حضرت علی کی مدح و منقبت بہت کچھ
لکھتے ہین اور حضرت علی کا زیادہ محبوب ہونا اونکے کلام سے ہویدا ہوتا ہی وہ بزرگان
معذور ہین اور جب تک کہ اون بزرگان کا عقیدہ ترتیب افضلیت در خلافت
خلفاء اربعہ مین مخالف اہلسنت ہونا یقینا معلوم نہو اون پر طعن و تشنیع کرنا اور
تفضیلی و شیعی کہنا شان اہل علم و انصاف سے بعید ہی اکثر ابنائے زمانہ جو اس
آفت زبان درازی مین گرفتار ہین اونکو اونکو متنبہ ہونا اور عبرت پکڑنا ضرور
ہی وما علینا الا البلاغ

مقصد ششم بیان فضائل عامۂ ازواج مطہرات مین

اللہ جلشانہ نے سورۂ احزاب مین ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بطور
نصیحت کی منع فرمایا ہی ارتکاب معاصی سی اور ترغیب دی ہی ایمان بالطاعات
و تحصیل تقوی کی بعد اوسکے ارشاد فرماتا ہے انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس

ف
منع طعن کرنے
اوپر جو عاشق
حضرت علی کے
ہیں

ف
بیان فضائل
ازواج مطہرات

اہل البیت ویطہرکم تطہیرا آسکی تفسیر مین صاحب مدارک لکھتے ہین انما نہاہن
والمرہن ووعظہن لئلا یقارف اہل بیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الماثم ولیتقوا
عنہا بالتقوی واستعار للذنوب الرجس وللتقوی الطہر لان عرض المقترف للمقبحات
یتلوث بہا کما یتلوث بدنہ بالارجاس واما المحسنات فالعرض منہا نقے کالثوب الطاہر
انتہی اور تفسیر معالم التنزیل مین مرقوم ہی اراد بالرجس الاثم الذی نہی اللہ النساء
عنہ قالہ مقاتل وقال ابن عباس یعنے عمل الشیطان ومالیس للہ فیہ رضی وقال
قتادہ یعنے السوء وقال مجاہد الرجس الشک انتہی حاصل مطلب اس آیہ کا حسب
تحقیق مفسرین معتبرین کے یہہ ہوا کہ اللہ جلشانہ کی غرض موعظت ونصیحت وامر
بالتقوی سی دور کرنا پلیدی گناہ کا ہی اہل بیت سی اور آراستہ کرنا ہی اون لوگو
زیور تقوی وطہارت سی اس آیہ سے کمال فضیلت اہلبیت کی اور نہایت درجہ
عنایت آلہی کا متوجہ حال سعادت مآل ون حضرات کی رہنا ثابت ہوا اور انصافا
یہی ایک آیہ کریمہ واسطے دلالت کرنے کی فضل اہلبیت پر کافی ہے مگر خلاف ہی
درمیان علماء شیعہ وسنت وجماعت کے تنقیح مصادیق اہل بیت مین کہ آیہ تطہیر
جنلوگون کے شان مین نازل ہوئی اور جنلوگو نپر اللہ جلشانہ نے اطلاق
اہلبیت رسول فرمایا وہ کون لوگ ہین علماء شیعہ کے نزدیک تو مصداق اہلبیت
فقط حضرت علی مرتضی اور فاطمہ زہراء اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین
ہین سوای ان چار بزرگ کے کسی دوسری کو وہ لوگ مصداق اہلبیت نہین
کہتے ہین اور فضیلت تطہیر واذہاب پلیدی گناہان کو مخصوص بہ حضرات اربعہ
سمجھتے ہین اور اہل سنت وجماعت (یعنے بیجا نا ۱۲) لفظ اہل بیت کو عام کہتی ہین اور جملہ ازواج

فائدہ باتفاق اہلسنت
آیہ تطہیر میں [illegible]
لفظ اہل بیت بموارد
مخصوص اور مع
ازواج مطہرات
جملہ ارباب
[illegible]

مطہرات اور ذریات طاہرات اور حضرت علی و فاطمہ و امام حسن و امام حسین
علیہم السلام سبکو داخل اہلبیت اور مصادیق اوسکی سمجہتے ہیں اور فضیلت تعلق ارادۂ الٰہی
بازالۂ پلیدی گناہان و اتصاف بالتقوی و حصول طہارت معاصی مین سبکو شامل جانتے ہین
اور سیاق و سباق آیۂ تطہیر کا بہی یہی مقتضا ہی جو اہل تسنن نی سمجہا ہی اور ہر گاہ اوپر نبی کی
ازواج کا ہوتا آتا ہی اور امر و نہی اونہین مطہرات کی نسبت وارد ہی اور متصل ہی اوسکی
یہہ آیۂ تطہیر موجود ہی ایسے حالمین مصداقیت اہلبیت سی ازواج کو خارج سمجہنا اور تاویل
رکیک کرنا خیلی مستبعد اور خلل اندازی بہ انساق و نظم آیات قرآنیہ ہی آگی اصل جب مذہب
اہلسنت ازواج مطہرات کا داخل اہلبیت اور شامل فضل آیۂ تطہیر ہونا معلوم ہو چکا تو
ہملوگ سنت و جماعت کو یہی اعتقاد رکہنا چاہئی اور تمامی ذریات و اہل عبا و جملہ ازواج
مطہرات کو جائز و جامع فضیلت تطہیر جاننا چاہئی اللہ جلشانہ نی اسی آیہ کی متصل آیۂ
ومن یقنت منکن الآیہ ارشاد فرمایا ہی جسکا محصل معنے یہہ ہوا کہ فرماتا ہی پروردگار عالم
خطاب کرکے طرف ازواج مطہرات کہ تم مین سی جو قانتہ و مطیعۂ الٰہی ہوونگی دو اجر
و ثواب دوگونہ پائینگی اس سی کمال علو رتبت ازواج مطہرات ظاہر ہوا اور معلوم ہوا کہ
اللہ جلشانہ کی نزدیک وہ لوگ بہت برگزیدہ ہین کہ اور ونکو جسقدر ثواب نیکی کا ملتا
اونکو گونکو اوسکی دو چند ثواب دینی کا وعدہ پروردگار عالم فرماتا ہی اور بہی اللہ جلشانہ
شان ازواج مطہرات مین ارشاد فرماتا ہی یا نساء النبی لستن کاحد من النساء
ذیل تفسیر اس آیہ کی مولانا سلیمان جمل فتوحات الٰہیہ بتوضیح تفسیر الجلالین الدقائق
الخفیہ مین لکہتی ہین فی الخازن لستن کاحد من النساء قال ابن عباس یرید لیس قدرکن
عندی مثل قدر غیرکن من النساء الصالحات بل انتن اکرم علی و ثوابکن اعظم لدی

انتہی جسکا خلاصہ مطلب یہہ ہوا کہ ای ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہین ہو تم مثل
دوسری عورتون کی فضل و رتبہ مین بلکہ رتبہ تمہارا زائد ہی اور تم لوگ ہماری نزدیک اکرم
و بزرگ زیادہ ہو دوسری عورتوننسے اور ثواب اجر تمہارا اعظم و بڑہا ہوا ہی دو مرتبہ
ہی ایسا ہی آیہ سی تمامی ازواج مطہرات کی عظمت رتبت و افضلیت باعث استحقاق
اکثریت ثواب و کرامت عند اللہ کو ظاہر ہوگئی علاوہ اسکے بعض بعض ازواج دوسرے
فضائل خاصہ کی ساتھہ بہی مختص ہین اور مدار اون فضائل خاصہ کا اوپر کثرت محبت
جناب رسول مقبول کی ہی ہیں جس سے آپکو جسقدر محبت تہی اوسقدر وہ عند اللہ رتبہ
مین بڑہی ہوی ہین منجملہ محبوبات بوجہ شدید کے حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا
ہوئین کہ نکاح اونکا موجب غنا و دفع فقر و احتیاج حضرت نبوی ہوا جسکی خبر
پروردگار عالم آیہ و وجدک عائلاً فاغنی مین دیتا ہی علاوہ ازین جب آپ نبی ہوے
اور بوجہ نزول وحی کی آپ پر صدمہ عظیم پہونچا اور خوف شدید طاری ہوا اوسوقت
جیسی پریشانی مین رہی زوجہ مطہرہ آپکی انیس و تسکین دہ تہین اور تصدیق نبوت
و اسلام مین بہی سب پر سبقت لیگئین اور کسی حالت و وقت مین خدمت مالی و
بدنی سی آنحضرت کی باز نرہین اور جب کفار آپکو اذیت دیتی تہی جس سی قلب مبارک
کو صدمہ عظیم پہونچتا تہا تو اوسوقت صحبت و دیدار حضرت خدیجہ کی سوا کوئی ذریعہ
اونکا دفع رنج و غم کا نتہا اور جملہ اولاد پاک آنحضرت کی باستثناء حضرت ابراہیم بطن
سے حضرت خدیجہ کی ہوی یہہ سب وجہین باعث زیادت محبت آنحضرت کی ساتھہ اونکی
ہوئین اور باعث کمال محبت کی انتقال حضرت خدیجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو بہت صدمہ و رنج ہوا حتی کہ آپنے سال انتقال حضرت خدیجہ کا نام عام الحزن یعنی

فضائل مخصوصہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

غم کا سال رکھا اور جب وقت آئی فدیہ اسیران بدر کی حضرت زینب نے گلوبند حضرت خدیجہ
کو جو جہیز مین اونکو ملا تھا اپنے شوہر ابو العاص کی فدیہ مین بھیجا اور آنحضرت نی اوسکو دیکھا
اور یہی تا عہد صحبت حضرت خدیجہ یاد آگیا بوجہ کمال محبت کی ضبط گریہ نہ فرما سکی غایت
درجہ کی رقت آپ پر طاری ہوئی آخر صحابہ سے فرمایا کہ اگر تملوگون کی مرضی ہو تو ابو العاص
اسیر زینب کو یون ہی رہا کر دو اور اس گلوبند کو زینب کی پاس واپس بھیدو صحابہ نی
بدل وجان اس امر کو قبول فرمایا علماء لکھتے ہین کہ فضیلت حضرت خدیجہ کی لیے یہی کافی
و بس ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اونکی بطن سی پیدا ہوئین صحیح بخاری اور مسلم
مین حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ مینے کسی ازواج آنحضرت سی رشک نہ کی جیسا کہ رشک
کرتی تھی خدیجہ سی حال آنکہ مینے حضرت خدیجہ کو نہین دیکھا تھا اور وہ میری زمانہ مین
نہ تھین وجہ رشک کی یہہ تھی کہ آنحضرت اکثر اونہین کا ذکر فرمایا کرتے تھے اور بیشتر
ایسا ہوتا تھا کہ آپ خصی و بکری ذبح کرتے تھے اور اوسکی گوشت کی ٹکڑی بنا کر اون
عورتو نکی یہان جو حضرت خدیجہ سے دوستی رکھتی تھین بھیجا کرتے تھے پس یہہ حال الفت
دیکھکر مین اکثر آنحضرت سی کہا کرتی تھی کہ کیا سوای خدیجہ کی کوئی عورت متصف
بصفات حمیدہ لائق اس الفت کی نہین ہے جو آپ یہہ مراعات حقوق الفت بعد مرنے
کی بھی خدیجہ کی ساتھہ کیا کرتے ہین اوسکے جواب مین آپ بہت اوصاف حمیدہ
حضرت خدیجہ کی بیان فرمایا کرتی تھے اور یہہ بھی فرماتی تھی کہ مجکو اولاد بھی اونہین کی
بطن سے اللہ جلشانہ نے عطا فرمائی یہہ بھی ایک منشا قوی محبت زوجہ کا ہوا کرتا ہے
اور بھی بخاری و مسلم مین حضرت ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ ابتدای زمانہ نبوت مین
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا مین مشغول عبادت الٓہی رہا کرتی تھے

ایک روز حضرت خدیجہ آپکی لئی کہانا پہونچانیکو جا رہی تہین اثنائی راہ ہی مین تہین کہ
حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول مقبول کے پاس آئی اور حضرت خدیجہ کے کہانا لیکر آنے کی
خبر دیکر فرمایا کہ جب حضرت خدیجہ آوین تو اونکو سلام پہونچائیو خدا کی طرف سے اور
بہی میرے جانب سے اور خوشخبری دیجیو اونکو ساتہ ایک مکان کے بہشت مین جو موتی کا ہوگا
وہان نہ غوغا ہوگا نہ رنج و تعب انتہی اس قسم کی فضائل حضرت خدیجہ کے کتب حدیث مین بکثرت موجود
ہین بخیال تطویل اسیقدر پر قصر کیا

ذکر فضائل حضرت عائشہ

حضرت عائشہ
کے فضائل بہی احادیث مین بکثرت وارد ہین بڑی فضیلت اونکی یہہ ہے کہ جب جبکہ
منافقین نے حضرت عائشہ کو صفوان سے متہم بہ زنا کیا اللہ جلشانہ نی وحی بہیجکر ازالہ تہمت
ذات پاک سے اونکی کردی اور کمال تاکید کے ساتہ براوت اونکی آیات عدیدہ مین بیان
فرمادی کہ وہ آیات سورہ نور مین موجود ہین

فائدہ

فائدہ ذیل تذکرہ نزول
وحی متعلق برات حضرت عائشہ کی جاننا اس امر کا ضروری ہی کہ واقعہ افک مین جب
یوماً فیوماً منجانب منافقین اشاعت خبر اتہام حضرت عائشہ کی ہوتی گئی اور وحی بہی
بخصوص برارت حضرت عائشہ کے باوصف مرور زمانہ کثیر کے نہ آئی آنحضرت نی حضرت
علی اور حضرت اسامہ کو بلا کر بیاوہ حضرت عائشہ کی صلاح پوچہی حضرت اسامہ نے تو
تا وسع علم اپنی تصدیق عصمت حضرت عائشہ کی کی اور حضرت علی نے فرمایا کہ یا رسول اللہ
خدا تعالی نی آپکو مبتلای تنگی و ضیق نہین کیا ہی اور عورتین سوای عائشہ کے
بہت ہین اور بریدہ کو بلا کر پوچہیے وہ راست راست کیفیت حضرت عائشہ کی بیان
کریگی چنانچہ حسب ارشاد حضرت علی کی آنحضرت نی بریدہ کو بلایا اور اونہون نے
حال عصمت عائشہ کو ظاہر کیا صحیح بخاری مین ہی کہ غار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ف / حضرت خدیجہ کو حضرت جبرئیل آئے سلام پہونچانے روایت سلام

ف / ذکر فضائل حضرت عائشہ

ف / روایت مشورہ کرنا آنحضرت کا حضرت اسامہ و علی کا اللہ تعالی نے حضرت بخصوص برات حضرت جب وحی نازل نہین

علی بن ابی طالب واسامۃ بن زید حین استلبث الوحی یستامرہما فی فراق اہلہ قالت
فاما اسامۃ بن زید فاشار علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالذی یعلم من براءۃ اہلہ
وبالذی یعلم لہم فی نفسہ من الود فقال یا رسول اللہ اہلک وما نعلم الا خیرا واما علی بن
ابی طالب فقال یا رسول اللہ لن یضیق اللہ علیک والنساء سواہا کثیرۃ وان تسأل
الجاریۃ تصدقک الحدیث اور ایسا ہی صحیح مسلم مین بھی مروی ہی اور شراح حدیث نے
لکھا ہی کہ یہہ فرمانا حضرت علی کا کہ خدا نی آپ پر تنگی نہین کی اور عورتین سوای حضرت
عایشہ کی بہت ہین نظر بمعاینہ قلق و اضطراب آنحضرت کی تہا جو باعث عدم نزول
وحی اور شاعت خبر موحش عارض حال نبوی ہو رہا تہا پس حضرت علی نی مصلحت وقت
دیکھکر بنظر تسکین و تسلیۂ خاطر آپکی یہہ کلمہ فرمایا اور مقصود اوس سی جز تسکین خاطر نبوی
و رفع قلق و اضطراب نتہا اور ظاہر ہی کہ جسقدر علاقہ قرب قرابت اور محبت کا حضرت
علی کو ساتہہ رسول مقبول کی تہا حضرت عایشہ کی ساتہہ نتہا پس بمقتضای عقل و عرف و
دستور برادری حضرت علی کا اس قسم کا کلمہ تسلیہ و تشفی خاطر نبوی کی لیے فرمانا مقام عجب
و موجب طعن یا دال اوپر مخالفت و اضرار حضرت عایشہ کی نہین ہو سکتا خصوصاً ایسی
حال مین کہ آپنے بنظر خیر طلبی حضرت عایشہ کی یہہ بہی فرمایا کہ بریدہ کو بلاکر تحقیق حال کیجیی
پس حمل کرنا اس کلام کا محمل قبیح پر منافی عقل و عرف و دیانت و اسلام ہی چنانچہ قسطلانی نے
شرح صحیح بخاری مین مرقوم ہی قولہ قال علی رضی اللہ عنہ یعنی قال ذلک لما رای منہ صلی اللہ
علیہ وسلم من شدۃ القلق فرای ان بفراقہا یسکن ما عندہ بسببہا فاذا تحقق براءتہا
فلیراجعہا انتہی اور امام نووی نی شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی قولہا واما علی بن ابی طالب
فقال لم یضیق اللہ علیک والنساء سواہا کثیرۃ ہذا الذی قالہ علی رضی اللہ عنہ ہو الصواب

فی حقہ لانہ راٰہ مصلحۃ و نصیحۃ للنبی صلے اللہ علیہ وسلم فی اعتقادہ ولم یکن ذلک فی نفس الامر
لانہ رای انزعاج النبی صلے اللہ علیہ وسلم بہذا الامر و تقلقلہ فاراد راحۃ خاطرہ
وکان ذلک اہم من غیرہ انتہی یہ قصہ مشورہ رسول اللہ کا ساتھ حضرت اسامہ
اور حضرت علی کے اور مضمون جواب حضرت علی کا جو نقل کیا گیا روایت صحیح بخاری
اور صحیح مسلم کی تھی مگر بعضے علماء سیر نے جو قصہ مشورہ لینے آنحضرت کا حضرت علی اور
حضرت عمر اور حضرت عثمان سے لکھا ہے اوس مین حضرت علی کا شہادت دینا اوپر برائت
حضرت عائشہ کے باستدلال قصہ نعلین کے مذکور ہے چنانچہ مدارج النبوۃ مین مرقوم ہی
آنچہ مذکور ست در صحیح بخاری ہمین ست کہ از علی و اسامہ و بریرہ پرسید و ایشان این
جواب گفتند اما بعضے علماء سیر قصہ عمر بن الخطاب و عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما مشاورت
آنحضرت علیہ السلام با ایشان و جواب دادن ایشان نیز ذکر کردہ اند و در آنجا علی رضی اللہ
عنہ نیز موافق ایشان گفتہ (الی قولہ) و علی مرتضے گفت کہ حق تعالی روا نداشت
کہ نعلین ملوث در نماز در پای مبارک تو باشد و خبر کرد ترا تا بکشی آنرا از پای مبارک
خود اگر این امر واقع بودے خبر کردی ترا بدان خاطر جمع دار کہ خواہد بحقیقت حال ترا خبر
کرد انتہی بقدر الحاجۃ اور بھی حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے آخر قصہ افک مین
ایک تنبیہ لکھی ہے باین عبارت در انجا چنین نوشتہ است کہ علی کرم اللہ وجہہ در باب
عائشہ رضی اللہ عنہا در قضیہ افک بسا اہل راضی شد واللہ اعلم ولیکن در بعضے کتب
سیر چنانکہ از عمر بن الخطاب از ذکر ذباب و از عثمان بن عفان از حال سایہ در تسلیہ و
تسکین حضرت مصطفے آمدہ از علی مرتضی از قصہ نعلین شریفین نیز آمدہ چنانکہ مذکور
شد نعم در اول قضیہ وقتی کہ از وی و اسامہ بن زید پرسید گفت نگ انداختہ است

ف: بعض کتب سیر مین بیان آنکہ حضرت علی کا دلیل برائت حضرت عائشہ بجواب مشورہ نبوی منقول ہے

خدای تعالیٰ کار بر تو و زنان غیر وے بسیار اند چون دیدوی رضی اللہ عنہ کہ
آنحضرت علیہ السلام در مضیق حرج و حیرت و تنگدلی افتادہ در راہی بکشادکار ندارند
از برائے دفع این غم و اندوہ از وے صلے اللہ علیہ وسلم ہمچنین گفت این مدبر او بہا
و محبتہا و خیرخواہی ہامی باشد و ظاہرست کہ انچہ کہ علی مرتضیٰ از محبت و خیرخواہی
آنحضرت صلے اللہ علیہ السلام داشت بہ عایشہ رضی اللہ عنہا نداشت پس رعایت
جانب حضرت نمودہ حرفے فرمود اما عجب کہ چون علاقہ محبت کہ عایشہ را بہ حضرت رسالت
بود مشعور و ملحوظ حضرت امیر نشد و بآن جانب نیفتاد لا و اشد شد کہ گفتند تحقیق حال از
بریرہ کہ شب و روز در خدمت او می باشد و بہ احوال وے اطلاع دارد بنمائید
و در وقتے کہ آنحضرت روی مشاورت و طلب تحقیق بہ صحابہ آورد ہمہ متفق شدند
در ذکر خیر و خوبی عایشہ انتہی بقدر الحاجۃ ہر گاہ یہ قصہ مفصلاً معلوم ہوچکا ظاہر ہوا
کہ یہ تحریر بعضے معاصرین کے ذیل قصہ فدک کے مالفہ اس مقام مین روافض لکھتے
ہین کہ باغ فدک نہ دینے سے حضرت زہرا کو رنج ہوا اور موجب ملال ونکا سبب
وبال ہو کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ تہین مین کہتا ہون یہ تو
جگر گوشہ مجازی ہے جب کافرون نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کے
دامن پاک مین تہمت زنا لگائے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے اس امر کے صفائے مین ایک مجلس منعقد کے جسمین
مہاجرین و انصار موجود تہے اور ہر شخص اپنے اپنے
طور پر صفائے بیان کرتے تہے حضرت علے کرم اللہ
وجہہ نے کہا کہ ایک عورت کے واسطے اجماع کمرنا

کیا ضرورت ہی طلاق دیجیے اور دوسرا نکاح کر لیجیے سبحان اللہ امر حق سے تو
جگر مجازی جلے اور ایسی بات سے دل حقیقی بریان نہو سکے کہ ذات بابرکات
حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نہایت حریص عورت کی تھی (الخ) غلط اور مخدوش
اور مجروح ہی اسواسطے کہ اولاً تو آنحضرت کا ایسی مجلس منعقد فرمانا جسمین مہاجرین وانصار
موجود ہون اور اون لوگون سے آپ نے شورہ بخصوص حضرت عایشہ کے فرمایا ہو
اور سوا سے حضرت علی کے ہر ایک نے صفائی حضرت عایشہ کی بیان کی ہو کتب معتبر
حدیث وسیر سے ثابت نہین بلکہ صحیح بخاری وصحیح مسلم سے تو اسی قدر ثابت ہی کہ
ایکبار آپ نے حضرت علی واسامہ کو بلا کر صلاح لی اور اوسی وقت حسب صلاح حضرت
علی کے بریرہ کو بلا کر دریافت حال فرمایا اوسکے بعد مسجد مین تشریف لیجا کر خطبہ حاوی
شکایت منافقین پڑھا اور مدارج ومعارج وغیرہ سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ نے
حضرت عمر وعثمان سے بھی مشورہ کیا تھا مجموع روایات صحیح بخاری وصحیح مسلم ومدارج
ومعارج سے ثابت ہوا کہ ایکبار آپ نے حضرت علی واسامہ وبریرہ سے دریافت
حال فرمایا اور ایکبار حضرت عمر وعثمان وعلی سے مستشیر ہوئے غرض اسکے انعقاد مجلس
فرمانا ثابت نہین علاوہ برین یہ جتنے بزرگان مذکور ہوئے سب مہاجرین سے تھے
انصار سے مشورہ لینا آنحضرت کا تو مطلقاً کتب متداولہ مین مذکور نہین ہی پس یہ ادعا
انعقاد مجلس وحضوری مہاجرین وانصار وبیان صفائی ہر ایک کا محتاج سند ہی بدون
اسکے قابل تسلیم نہین ثانیاً حضرت علی کا یہ فرمانا کہ ایک عورت کے واسطے ابحاع کرنا
کیا ضرورت ہی طلاق دیجیے اور دوسرا نکاح کر لیجیے جو صاحب تحریر نے لکھا محض
افترا و بہتان ہی حضرت علی پر کہ قول حضرت علی کا صحیح بخاری ومسلم سے نقل کیا گیا ہی

مین اس قسم کے کلام درشت وثقیل کا نام ونشان تک نہین ہی جو کچھ حضرت علی نے
مایا تھا وہ مین نے مع وجہ فرمانے اوسکے کی صدر مین نقل کی سوم بعد نقل مقولۂ
تضویہ کے جو سبحان اللہ کلمہ تعجب لکھکر بطور معارضہ کے حضرت علی پر الزام بیان
نے ول حقیقی کا تحریر کیا ہی بناء فاسد علی الفاسد ہی اور مقولہ مشہورہ مسلمہ ہی ثبت العرش
ثم النقش اور حضرت جبرئیل کا حضرت عایشہ کو سلام کرنا صحیحین مین مروی ہی علاوہ
حضرت کو دکھلایا جانا اونکی صورت کا حریر کے ٹکڑے پر حالت خواب مین بذریعہ
تہ کے جو صحیح بخاری ومسلم مین مروی ہی دال ہی اوپر کمال عظمت حضرت عایشہ کے
کثر نزول وحی کا آنحضرت پر وقت تشریف رکھنے آپ کے جامۂ خواب حضرت
یشہ مین واقع ہوا ہی صراحت اسکی بھی صحیحین مین موجود ہی اور منجملہ زنان موجودہ کے
ضرت عایشہ کا زیادہ عزیز ومحبوبۂ آنحضرت ہونا تمامی کتب سیر مین مروی ہی
اہب لدنیہ مین ایک حدیث منقول ہی جسکا حاصل معنی یہ ہی کہ وقت قرب نزع کے
ضرت نے حضرت عایشہ سے فرمایا کہ ایک مسواک کو اپنے دانت سے چباکر مجکو دو
ین چباؤن اور اس ذریعہ سے لعاب دہن تمھارا ساتھ لعاب دہن میرے کے ملے
موت مجھپر آسان ہو اور صدمۂ سکرات کم ہو اس حدیث سے کمال تشریف وتکریم
ضرت عایشہ کی اور غایت درجہ محبوبۂ رسول خدا ہونا اونکا ثابت ہوا اسی وجہ سے
رت عایشہ اکثر بطور فخر واظہار نعمت ایزدی کے فرمایا کرتی تھین کہ رحلت آنحضرت کی
ے مکان مین اور میری نوبت کے دن اور میری آغوش مین ہوئی اور آخر وقت
ین لعاب دہن میرا ملا ساتھ لعاب دہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
س قسم کے فضائل حضرت عایشہ کے احادیث مین بہت ہین خصوصاً اسی قدر

قصر کیا دو ہزار دو سو دس حدیثین مرویہ حضرت عایشہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کتب معتبرہ اہل سنت مین منقول ہین منجملہ اوسکے ایکسو چوہتر حدیثین متفق علیہ ہین
اور چون حدیثین افراد بخاری سے ہین یعنی فقط صحیح بخاری مین ہین صحیح مسلم مین
نہین ہین اور سرسٹھہ حدیثین افراد مسلم سے ہین یعنی فقط امام مسلم نے اونکی روایت
کی ہی امام بخاری اوسکی روایت مین شریک نہین ہین **فائدہ** علمای کرام مختلف
ہین اس امر مین کہ حضرت عایشہ کا رتبہ زیادہ ہی یا حضرت خدیجہ کا ملا علی قاری و
بعضے دوسرے علما کا میلان طرف افضلیت حضرت عایشہ کے ہی اور اکثر علما
افضلیت حضرت خدیجہ کے قائل ہین فاضل سبکی کی یہی تحقیق ہی اور ابن عماد نے
اسی قول کی تصحیح کی ہی شرح فقہ اکبر ملا علی قاری مین مرقوم ہے وسئل السبکی فقال الذی
نختارہ وندین بہ ان فاطمۃ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم افضل ثم امہا خدیجۃ ثم عایشۃ و
قد صحح ابن العماد ایضا ان خدیجۃ افضل من عایشۃ لما ثبت انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
لعایشۃ حین قالت قد رزقک اللہ خیرا منہا فقال لا واللہ ما رزقنی اللہ خیرا منہا
آمنت بی حین کذبنی الناس واعطتنی مالہا حین حرمنی الناس ویؤیدہ ان عایشۃ اقرأہا
النبی صلی اللہ علیہ وسلم السلام من جبریل علیہ السلام وخدیجۃ اقرأہا السلام جبریل من ربہا
انتہی بقدر الحاجۃ اور شیخ ولی الدین بن عراقی نے افضلیت حضرت خدیجہ کو قول صحیح
ومختار قرار دیا ہی چنانچہ مواہب لدنیہ مین مرقوم ہی وقال السیوطی خدیجۃ افضل امہات
المومنین علی الصحیح المختار انتہی بقدر الحاجۃ اور بعضون نے توقف کیا ہی چنانچہ شرح
فقہ اکبر مین مرقوم ہی وقال السیوطی وفی التفضیل بین خدیجۃ وعایشۃ اقوال ثالثہا الوقف
انتہی اور بعضون نے باختلاف حیثیات تصفیہ منازعت کیا ہی یعنی بعض وجوہ سے

مثل تبلیغ دین و روایت احادیث وغیرہ کے حضرت عایشہ کی افضلیت کو حق قرار دیا ہے اور بعضے وجوہ سے مثل سبقت اسلام و تقویت دین کے ابتداء حال مین غیر ذلک حضرت خدیجہ کی افضلیت کی تصحیح کی ہے چنانچہ مواہب لدنیہ اور اوسکی شرح زرقانی مین مرقوم ہے وقال ابو امامۃ بن النقاش ان سبق خدیجۃ وتاثیرہا فی اول الاسلام ومؤازرتہا ونصرہا وقیامہا فی الدین بنفسہا ومالہا لم یشرکہا فیہ احد لا عایشۃ ولا غیرہا من امہات المؤمنین فقد یکون افضل من ہذہ الحیثیۃ وتاثیر عایشۃ رضی اللہ عنہا فی آخر الاسلام وحمل الدین وتبلیغہ الی الامۃ وادراکہا من الاحادیث ما لم تشرکہا فیہ خدیجۃ ولا غیرہا مما تمیزت بہ عن غیرہا فقد تکون افضل منہا بہذا الاعتبار انتہی کلام ابی امامۃ وکانہ اشار الی ان جہات الفضل بینہما متفاوتۃ کما قالہ ابن تیمیۃ انتہی بقدر الحاجۃ • مقصد ہفتم

تمہید بیان فضائل اہلبیت و تنقیح مصادیق لفظ اہلبیت و آل و ذوی القربی مین

جاننا چاہیے کہ آیہ تطہیر مین تو باتفاق اہل سنت اہلبیت شامل ازواج ہین اوسکے ماورا جو اطلاق لفظ اہل بیت کا کیا جاتا ہے وہان اہل بیت کے کیا معنی ہین اور اوس سے کون کون لوگ مراد ہین آئین تفصیل یہ ہے کہ کبھی اطلاق اہلبیت کا بمعنی اون لوگون کے ہوتا ہے جن پر صدقہ حرام ہے یعنی آل علی و آل جعفر و آل عقیل و آل عباس و آل حارث اور کبھی معنی عام شامل اولاد و ازواج آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مستعمل ہوتا ہے اور کبھی لفظ اہلبیت سے فقط حضرت فاطمہ اور حسنین اور حضرت علی رضی اللہ عنہم مراد ہوتے ہین چنانچہ مدارج النبوۃ مین ہے در تفسیر اہلبیت اقوال و اطلاقات ست گاہے بمعنے کسانیکہ حرام ست برایشان صدقہ آیندہ آن آل علی و آل جعفر و آل عقیل و آل عباس اند رضی اللہ عنہم اجمعین و گاہے بمعنی شامل

اطلاق لفظ اہلبیت ... [illegible]

اولاد آنحضرت و ازواج مطہرہ افتد وگاہی مخصوص آید بہ فاطمہ و حسن و حسین و علی
سلام اللہ علیہم اجمعین جہت زیادت فضل الشان و تطبیق میان اقوال آنست کہ
بیت سہ ست بیت نسب و بیت سکنی و بیت ولادت پس اولاد عبد المطلب اہلبیت
نسب و ازواج مطہرہ اہلبیت سکنی و اولاد او اہلبیت ولادت و علی اگرچہ از اولاد بیت نیست
مگر ملحق است بایشان بوساطت فاطمہ رضی اللہ عنہا انتہی اور ابن حجر مکی نے صواعق
محرقہ مین لکھا ہی کہ مراد لفظ اہلبیت و آل و ذوی القربی سے کل ان مقامات مین جہان
فضائل آل مذکور ہین مومنین بنی ہاشم و بنی مطلب ہین چنانچہ فاضل کمال الدین
ابن فخر الدین جہرمی رحمہ اللہ ترجمہ صواعق مین لکھتے ہین مراد از اہلبیت درین
آیہ و ہر جا کہ ذکر فضل الشان و فضل آل و ذوی القربی شدہ باشد جمیع آل پیغمبرست
صلے اللہ علیہ وسلم کہ آن مومنان بنی ہاشم و بنی مطلب اند انتہی اور نحوا سے آیہ کریمہ
قل لا اسألکم سے جو تاکید محبت کے ساتھ قرابتمندان آنحضرت کے ثابت ہی اوسمین
ارباب تفسیر و حدیث و سیر کو خلاف ہی کہ قرابتمندان سے کون لوگ مراد ہین صاحب
مواہب کی تحریر سے معلوم ہوتا ہی کہ جتنے لوگ تحت عبد المطلب کے ہو کر انکے ذریعہ سے
آنحضرت کے ساتھ نسبت و واسطہ قرابت رکہتے ہین اور ساتھ اسکے صحبت نبوی یا
نفس رویت محمدی سے مشرف ہوئے خواہ ذکور ہون خواہ اناث وہ سب لوگ
مصادیق قربی ہین عبارت مواہب لدنیہ کی یہ ہی والمراد بالقرابۃ من ینتسب الی
جدہ الاقرب وہو عبد المطلب من صحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم منہم او رآہ من ذکر او انثی
انتہی مختصرا اور فاضل محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح مواہب مین لکھتے ہین فخرج
بذلک من انتسب الی من فوق عبد المطلب کاولاد عبد مناف او الی من ابیاویہ

کا ولاد ہاشم اخوة عبد المطلب او انتسب له ولا صحبة له ولا رؤیة انتہی اور تفسیر مدارک
اور بیضاوی مین ذیل تفسیر قربیٰ کے لکھا ہی کہ بعد نزول اس آیہ کے آنحضرت سے
پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہین قرابتمندان سے آپ کے جنکے ساتھ
محبت رکھنا ہم لوگون پر واجب کیا گیا اوسکے جواب مین آنحضرت نے فرمایا کہ وہ لوگ
حضرت علی و فاطمہ اور دونون صاحبزادے اونکے حضرت امام حسن و امام حسین ہین یعنی
انھین لوگون کی محبت بوداے اس آیہ کے واجب کی گئی ہی عبارت تفسیر مدارک و
بیضاوی کی یہ ہی وروی انها لما نزلت قیل یا رسول اللہ من قرابتک من ہولار الذین
وجبت علینا مودتہم قال علی و فاطمة و ابناہما انتہی یہ مقولہ نبویہ جو بیضاوی و مدارک
سے نقل کیا گیا اسکی نسبت حافظ ابن حجر عسقلانی کتاب الکاف الشاف فی تخریج
احادیث الکشاف مین لکھتے ہین کہ ہر چند اس حدیث کی طبرانی اور ابن ابی حاتم اور
حاکم نے روایت کی ہی مگر قابل اعتماد نہین ہی اسواسطے کہ منجملہ رواة اسکے ایک شخص
حسین اشقر شیعی ہی اور وہ عند المحدثین ساقط الاعتبار ہی علاوہ اسکے معارض اس
روایت کے دوسری روایت حضرت ابن عباس سے صحیح بخاری مین مروی ہے
جس سے تمامی بطون قریش کا مفہوم قربیٰ مین داخل ہونا ثابت ہی عبارت ابن حجر
کی کتاب الکاف الشاف مین یہ ہی حدیث لما نزلت قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودة
فی القربی قیل یا رسول اللہ من قرابتک ہولار الذین وجبت علینا مودتہم قال علی
و فاطمة و ابناہما الطبرانی و ابن ابی حاتم والحاکم فی مناقب الشافعی من روایة حسین
الاشقر عن قیس بن الربیع عن الاعمش عن سعید بن جبیر عن ابن عباس و حسین ضعیف
ساقط وقد عارضہ ما ہو اولی منہ ففی البخاری من روایة طاؤس عن ابن عباس انہ

سئل عن ہذہ الآیۃ فقال سعید بن جبیر ان ابن عباس قربیٰ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم
فقال ابن عباس عجلت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن بطن قریش الا کان لہ فیہم
قرابۃ الحدیث قلت واخرج سعید بن منصور من طریق الشعبی قال اکثروا علینا فی ہذہ الآیۃ
فکتبنا الی ابن عباس فکتب فذکر نحوہ وابن طاوس اتم منہ انتہے اور اسی عموم معنی
قربیٰ کو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوۃ مین حق اور
صواب لکھا ہے مگر ساتھ اسکے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت علی و فاطمہ و امام حسن و امام حسین
رضی اللہ عنہم عمدہ قرابتمندان آنحضرت سے ہین پس بدرجہ اولی مصداق قربیٰ ہونگے
اور باوجود صحت معنی عام کے بھی تاکید وجوب محبت ان چارتن پاک کی آیۂ کریمہ سے
بلاخرخشہ ثابت ہوگی عبارت مدارج النبوۃ کی یہ ہے و ہمچنین اختلاف است در کریمہ قل لا
اسالکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ روایت کردہ شدہ است کہ چون نازل شد این آیہ
گفتند صحابہ من اہل قرابتک فرمود آنحضرت ہولاء علی و فاطمہ و ابناہما و صواب آنست
کہ شامل است تمامہ مردم را کہ قرابت دارند بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واین چہارتن عمدہ و
نخبۂ آن جماعت اند انتہی اور امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر مین ذیل تفسیر آیۂ قل لا
اسالکم علیہ اجرا الآیۃ کے لکھا ہے کہ آل آنحضرت کے وہ لوگ ہین کہ رجوع کرے امر اون لوگونکا
طرف آنحضرت کے پس مرجع کار جنکا آنحضرت کی طرف بہت ہوگا اور قرب واسطہ زیادہ
ہوگا اور شدت مناسبت آپ کے ساتھ اونکو حاصل ہوگی وہ یقیناً آل آنحضرت کا ہوگا
اور اسمین کچھ شبہہ نہین کہ درمیان حضرت فاطمہ اور حضرت علی و امام حسن و امام حسین
رضی اللہ عنہم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق اشد اور واسطہ قرابت قوی تہا کہ
یہ شدت تعلق و قرب قرابت بنقل متواتر ثابت ہے پس ضرور ہے کہ یہ چارتن پاک آل کہے جاوین

اور فرد کامل مصداق آل کے سمجھے جاوین اور نیز آل کے معنی مین خلاف ہے
بعضون نے اقارب مراد لیے ہین اور بعضون نے جماعہ امت اجابت کو مصداق
آل ٹھہرایا ہے پس جس معنی کو اختیار کرین یہ چارتن پاک مصداق آل ہونے سے
خارج نہین ہوسکتے بخلاف غیر ان چار کے کہ بر مذہب بعض خروج اونکا معنی
آل سے لازم آتا ہے پس ہر تقدیر پر یقیناً آل ہونا ہر چار تن پاک موصوف کا ثابت
ہوا عبارت تفسیر کبیر کی یہ ہے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم الذین یؤل امرہم الیہ
فکل من کان امرہم الیہ اشد واکمل کانوا ہم الآل ولا شک ان فاطمۃ وعلیا والحسن
والحسین کان التعلق بینہم وبین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشد التعلقات وہذا
کالمعلوم بالنقل المتواتر فوجب ان یکونوا ہم الآل وایضاً اختلف الناس فی الآل
فقیل ہم الاقارب وقیل امتہ فان حملناہ علی القرابۃ فہم الآل وان حملناہ علی الامۃ
الذین قبلوا دعوتہ فہم ایضاً آل فثبت ان علی جمیع التقدیرات ہم الآل واما غیرہم فہل یدخلون
تحت لفظ الآل فمختلف فیہ انتہی اور تفسیر درمنثور مین لکھا ہے کہ جب آیہ کریمہ وامر اہلک
بالصلوۃ نازل ہوئی آٹھ مہینے تک روز صبح کو معمول آنحضرت کا تھا کہ حضرت علی کے
دروازے پر آکر بغرض بیدار کرنے کے فرمایا کرتے تھے الصلوۃ رحمکم اللہ انما یرید اللہ
لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا اس روایت سے بقول جناب رسول
مقبول کے حضرت علی و فاطمہ و حسنین کا مصداق اہلبیت داخل ہونا تمامتر ثابت
ہوگیا عبارت تفسیر درمنثور کی یہ ہے اخرج ابن مردویہ وابن النجار وابن عساکر عن
ابی سعید الخدری قال لما نزلت وامر اہلک الآیۃ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یجیء الی
باب علی صلوۃ الغداۃ ثمانیۃ اشہر فیقول الصلوۃ رحمکم اللہ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس

اہل البیت ویطہرکم تطہیرا انتھے بقدر الحاجۃ اور قاضی عیاض نے شفاء مین ع
بن ابی سلمہ سے روایت کی ہی کہ جب آیہ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت
ویطہرکم تطہیرا جس سے محفوظ رہنا اہل بیت کا آلودہ ہونے سے ساتھ نجاست
گناہ کے اور مطہر رکھنا پروردگار عالم کا اہلبیت حضرت رسالت کو ہر قسم کے خبائث
وقبائح سے ثابت ہی نازل ہوئی اور نزول اس آیہ کا جسوقت ہوا تھا آنحضرت حضرت
ام سلمہ کے گھر مین تھے اوسوقت آپ نے حضرت فاطمہ اور حضرت امام حسن و امام حسین
بلایا اور کمل اپنا ان بزرگوارون کو اوڑھایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ جسوقت آپ
پس پشت سے لگے کھڑے تھے پھر فرمایا آپ نے کہ ای پروردگار عالم یہ لوگ اہلبیت
میرے ہین دور کر انسے خباثت گناہان کو اور طاہر کردے انکو عبارت شفا کی یہ ہی
وعن عمر بن ابی سلمۃ لما نزلت انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا
وذلک فی بیت ام سلمۃ دعا فاطمۃ وحسنا وحسینا فجللہم بکساء وعلی خلف ظہرہ ثم قال اللہم
ہولاء اہلبیتی فاذہب عنہم الرجس وطہرہم تطہیرا اس روایت شفا سے تو حضرت علی کا
پس پشت کھڑا رہنا ظاہر ہوتا ہی ولیکن دوسری روایت مین مروی ہی کہ آپ نے
حضرات حسنین کو گود مین لیا اور ایک ہاتھ سے حضرت علی کو اور ایک ہاتھ سے
حضرت فاطمہ کو پکڑا اور دونون صاحبون کو اپنے جسم مبارک سے لپٹایا اسکے بعد
دعا مذکور فرمائی چنانچہ حضرت شیخ مدارج النبوۃ مین افادہ فرماتے ہین ...
آمدہ کہ حسن وحسین را در کنار گرفت وعلی را بیکدست گرفت وفاطمہ را بدست دیگر
وچسپانید ہر دو را بخود وفرمود خداوندا ایشان اہلبیت منند پس دور گردان از
ایشان رجس وتطہیر کن ایشانرا انتہی عبارات کتب معتبرہ اور اقوال علما

جو معرض اتفاق مین آئے اوس سے تمامتر ثابت ہوا کہ باوصف ہونے اقوال
عدیدہ کے تنقیح معنی و مصداق اہلبیت و ذوی القربی و آل مین ہر تقدیر و ہر
معنی و ہر قول پر حضرت علی مرتضی و فاطمہ زہرا و حضرت امام حسن و حضرت امام حسین
یقیناً داخل ہین مصداق لفظ اہلبیت و ذوی القربی و آل ہین پس جسقدر
فضائل اہلبیت و ذوی القربی و آل کے قرآن و حدیث مین وارد ہین اون
سب فضائل مین ان چارون بزرگون کا شریک ہونا ضروریات سے ٹھہرا
بلکہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات مین لکھا ہے کہ باوصف
شمول اہلبیت کے تمامی اولاد آنحضرت کو حضرت علی و فاطمہ و حسنین ساتھہ مزید
فضل و کرامت اور تعلق محبت و لزوم مودت کے ممتاز و مخصوص ہین اور اطلاق
اہلبیت کا اوپر انھین چار کے شائع ہو گیا ہے حتے کہ جب اطلاق اہلبیت کا ہوتا ہے
ہین سامعین کا انھین چار بزرگ کی طرف جلد دوڑتا ہے اور یہی بزرگ سمجھے
جاتے ہین اور احادیث کثیرہ افزون حد شمار سے فضائل و مناقب مین ان چارون
بزرگان کے مروی ہین عبارت اشعۃ اللمعات کی یہ ہے و باوجود شمول اہلبیت
تمامہ اولاد آنحضرت و علی و فاطمہ و حسن و حسین سلام اللہ علیہم اجمعین از میان ایشان
ہمین ند بمزید فضل و کرامت و تعلق محبت و مودت ممتاز و مخصوص اند چنانکہ متبادر
از اطلاق اہلبیت ایشانند و در فضائل و مناقب و کرامت ایشان احادیث
بیرون از حد عد و احصاء وارد شدہ انتہے اور بھی اشعۃ اللمعات مین مرقوم ہے و بالجملہ
اطلاق اہلبیت برین چہار تن پاک شائع و مشہور ست انتہی ہر گاہ یہ امر بخوبی محقق
ہو چکا کہ جو فضائل و مناقب و خصائص اہلبیت و آل و ذوی القربی کے

آیات و احادیث مین وارد ہین اون سب فضائل کا ذوات مقدس سمات
حضرت علی مرتضے و فاطمہ زہرا و حضرات حسنین علیہم السلام مین پایا جانا ضرور ہے
کہ کسی صورت مین یہ چارون بزرگوار مصداقیت الفاظ مذکورہ سے خارج
نہین ہو سکتے پس اب بعض فضائل عامۂ آل و اہلبیت منصۂ نشین تحریر کرتا ہون
کہ ہر چند نظر بقول بعض لفظ آل اہلبیت سے معنی عام مراد ہونگے ولیکن مقصود حقیقی
اوس عموم سے چندان متعلق نہین بلکہ ضمن اوس عموم کے بھی جو ان چارون بزرگون
کی منقبت مفہوم ہوگی وہی غایۃ مرام ہے کہ انھین بزرگان اربعہ کے فضائل کا
اظہار بغرض ازالۂ شبہات اعیان اس دیار کے جو حق مین ان چار بزرگون کے
تفریط کو راہ دیتے ہین اور وفور مناقب و کثرت فضائل ان چارتن پاک سے
ناواقف ہین مہتم بالشان اور غایت تحریر و بیان ہے وجوب محبت قرابتمندان
حضرت رسالت توامان کا اور بری ہونا اہلبیت اطہار کا لوث خبائث سے اور
طاہر ہونا ان لوگون کا لوث قبائح و معاصی سے بنص آیۂ قرآنی صدر مین مذکور
ہو چکا جو منجملۂ فضائل عظیمۂ آل رسول ہے اوسکے اعادے کی حاجت نہین ہے بغرض تذکیر
ایما کیا گیا قاضی عیاض نے شفا مین لکھا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
پہچاننا رتبہ و مرتبۂ آل رسول کا سبب نجات کا ہے آگ دوزخ سے اور محبت آل
رسول کی موجب جلد گذرنے کا ہے پل صراط سے اور نصرت و مدد کرنا آل محمد کا
باعث امان و محفوظی کا ہے عذاب الٰہی سے عبارت شفا کی یہ ہے و قال علیہ الصلوٰۃ
والسلام معرفۃ آل محمد براءۃ من النار و حب آل محمد جواز علی الصراط و الولایۃ لآل
محمد امان من العذاب الحدیث اور جامع ترمذی مین حضرت ابن عباس سے

مروی ہی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احبوا اللہ لما یغذوکم من نعمہ فاحبونی لحب اللہ واحبوا اہلبیتی لحبی یعنے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوست رکھو تم لوگ خدا کو اس جہت سے کہ وہ تمکو غذا دیتا ہی اور پرورش کرتا ہی اپنی نعمتوں سے اور دوست رکھو مجکو بسبب دوستی خدا کے یعنی اس سبب سے کہ میرے ساتھ دوستی رکھنے سے خدا تمکو دوست رکھیگا یا اسکا مطلب یہ ہی کہ بسبب دوست رکھنے خدا کے مجکو یعنی چونکہ مین خدا کا محبوب ہون دوست رکھو مجکو اور دوست رکھو اہلبیت کو میرے بسبب دوستی میری کے اسمین بھی یہی دو احتمال ہین یعنی یا یہ مطلب ہی کہ جب تمکو دوست رکھنے ہو تو ضرور ہی کہ ہمارے اہلبیت کو بھی دوست رکھو یا یہ کہ چونکہ اہلبیت میرے محبوب میرے ہین تم بھی اونکو اپنا محبوب اور دوست بناؤ اور مشکوۃ شریف مین مسند امام احمد سے بروایت حضرت ابوذر کے مروی ہی سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول الا ان مثل اہلبیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبہا نجا ومن تخلف عنہا ہلک الحدیث یعنی فرمایا ابوذر نے کہ سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے خبردار ہو مثال اہلبیت کے میرے مثل کشتی حضرت نوح کے ہی کہ جو سوار ہوا اوس کشتی پر اوسنے نجات پائی اور جو سوار نہ ہوا وہ ہلاک ہوا ویسا ہی جسنے اہلبیت سے ساتھ محبت رکھی اور اتباع طریقہ اہلبیت اختیار کی ناجی ہوا ورنہ ابتلائے خسران رہا اور اسی قسم کی ایک حدیث ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کی ہی موقوفا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایمہ اہلبیت کو مثل کشتی نوح و باب حطہ کے ارشاد فرمایا یعنی کہ جیسا کہ کشتی حضرت نوح کی موجب محفوظ رہنے کی صدمہ طغیانی آب سے

ہوئی تھی ویسا ہی ذوات عالیات ایمۂ اہلبیت ذریعہ نجات ہے طغیانی نفس وشیطان سے اور جیسا کہ داخل ہونا باب حطہ مین باعث تصحیح توبۂ بنی اسرائیل و ذریعہ مغفرت کا قرار پایا تھا ایسا ہی داخل ہونا سلسلۂ اولیاء اللہ مین جو اتباع ایمۂ اہلبیت ہین موجب مغفرت معاصی وتصحیح توبہ کا ہوتا ہی اس حدیث کو مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ نے تفسیر فتح العزیز مین معہ شرح معنی تحریر فرمایا ہے عبارت اونکی یہہ ہی وابو بکر بن ابی شیبہ بروایت صحیح از حضرت مرتضے علی کرم اللہ وجہہ آوردہ کہ انما مثلنا فی ہذہ الامۃ کسفینۃ نوح وکباب حطۃ فی بنی اسرائیل یعنے مثال ایمۂ اہل بیت نبوی علیہ السلام کہ قیم خاندان نبوت وحامل اسرار ولایت ومعرفت اند درین امت مثال سفینۂ نوح وباب حطہ است زیرا کہ نجات از طوفان نفس وشیطان وتصحیح توبہ وتکفیر گناہان بسبب دخول در سلاسل اولیاء اللہ درین امت وابستہ ومنتہی باین بزرگواران ست چنانچہ درین زمان ظاہر وباہر ست کہ سلاسل سلوک راہ خدا وبیعت وتوبہ وانابت بہمین خاندان علیہم الرحمۃ می رسد انتہی اور صحیح مسلم مین حضرت زید بن ارقم سے مروی ہے کہ کہا کھڑی ہوئی ایک روز ہلوگون مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام غدیر خم مین جو واقع ہے درمیان مکہ اور مدینہ کے اور یہہ کھڑا ہونا آنحضرت کا آخر عمر مین بعد معاودت کے حجۃ الوداع سے واقع ہوا تھا پس آپ نے خدا کی حمد وثنا فرمائی اور نصیحت کی باتین اور موجبات ثواب وعقاب کو بیان کیا اوسکے بعد فرمایا کہ خبردار ہو جاؤ اے لوگو کہ مین بشر ہون قریب ہی کہ فرشتہ قابض ارواح بہیجا ہوا خدا کا آجاوے اور بحکم ایزدی

قبض روح میری کرے اور مین دنیا سے اوٹھہ جاؤن اور تملوگون سے
چہوٹ جاؤن اور مین چہوڑنے والا ہون تملوگون مین دو متاع
نفیس اور شئی عمدہ کہ جسکا ادائے حق بار عظیم رکھتا ہے ایک اونمین
سے کتاب اللہ ہے یعنی قرآن پاک کہ اوسمین بیان ہدایت اور موجبات
نیکبختی دنیا و آخرت کا ہی اور اوسمین نور ہے یعنے اون اعمال کا بیان
ہے جس سے راہ منزل مقصود نمایان ہووی اور بوجہ اوسکے جلد مقصود
حاصل ہو جاوے پس چنگل مارو بیچ کتاب اللہ کے اور مضبوط پکڑو اوسکو
اور بہت کچہہ آپ نے ایسی باتین جو موجب عمل و تمسک ہو کتاب اللہ پر بیان
فرمائین اور ترغیب عمل کی دی اوپر امور مندرجہ قرآن کے اوسکے بعد فرمایا کہ
اور دوسری چیز عمدہ و نفیس جسکو ہم تم مین چہوڑے جاتے ہین اہل بیت
میرے ہین یاد دلاتا ہون مین تمہین خدا کو نسبت اہل بیت اپنے اور ڈراتا ہون
مین تمکو عذاب الٰہی سے بصورت تقصیر کرنے تم لوگونکے ادای حق اہلبیت
مین اس جملی کو آپ نے تین بار فرمایا تاکہ بخوبی ادائے حق اہلبیت کی تاکید
لوگون پر ظاہر ہو جاوے اور کسی طور سے حق تلفی اور فرق ادائے حق تعظیم و
تکریم مین بعد رحلت آپکے واقع ہونے پاوے بیہقی نے مدخل مین اور
رزین نے اپنی کتاب مین حضرت عایشہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے ستۃ لعنتہم لعنہم اللہ وکل نبی یجاب یعنی چہہ قسم کے آدمی
ہین کہ جنپر مینے لعنت کی ہے اور لعنت کرے خدا بہی اوپر اونکے یا جملہ لعنہم اللہ
جواب سوال مقدر ہے کہ جب آنحضرت نے فرمایا کہ مینے چہہ طرح کے آدمی پر

لعنت کی تو گویا کوئی پوچھنے لگا کہ کیون آپ نے لعنت کی تو آپ جواب دیتے
ہین لعنہم اللہ یعنے بینے اسوجہہ سے لعنت کی کہ خدا نے اوس شخص پر لعنت کی
اور پھر بھی قبول کیا گیا ہے یہہ جملہ آپ نے واسطے تاکید و تقریر مضمون لعنت کی
ارشاد فرمایا اس حدیث مین ذیل شمار اون لوگونکے جنپر آپ نے لعنت کی
جملہ والمستحل من عترتی ما حرم اللہ موجود ہے یعنے پانچوان فرقہ اون آدمیونکا
جن پر مین نے اور خدا نے لعنت کی اور وہ لوگ ملعون ہوئے وہی جو حلال کرنیوالا
ہو اولاد اور قوم اور قبیلہ اور اہل قرابت سے میری اوس چیز کو کہ حرام کیا
ہے خدائے تعالی نے کرنے اون چیزون کو ساتھ اہلبیت میرے کی مثل ایذا
اور ترک تعظیم اور تقصیر اداے حقوق مین اونکے ہرچند استحلال حرام مطلقا
موجب وعید و عذاب ہے مگر باعث زیادت شرف و لزوم تعظیم اہل بیت
کے استحلال و ترک تعظیم اہلبیت زیادہ تر موجب وعید حتی کہ باعث لعنت
خدا و رسول ہوا چنانچہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی تحت شرح جملہ
والمستحل من عترتی ما حرم اللہ کے اشعۃ اللمعات مین لکھتے ہین یعنی حلال گرداننده
از اولاد و قوم و قبیلہ و اہل قرابت من چیزی راکہ حرام گردانیدہ است خدای تعالی
کردن آن بااہلشان چنانکہ ایذا و ترک تعظیم و تقصیر در ادای حقوق شان واگرچہ
استحلال حرام مطلقا خواہ از حرام خدای تعالی و تقدس و عترت پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم باشد یا غیر آن سبب استحقاق زجر و عقوبت ست و لیکن درینجا
بیشتر و سخت تر است پس تخصیص بجہت زیادت اہتمام و تاکید در تحریم و مبالغہ
در وعید باشد از جہت زیادت شرف و اجتماع حق تعظیم و حرمت انتہی بقدر الحاجۃ

مضمون اس حدیث سی خیال کرنا چاہیے شناعت حال ابن زیاد و یزید وغیرہ
مستحلین ہتک حرمت اہل بیت رسالت کو کہ بمود ای اس حدیث سے
اون ظالمین کے ملعون ہونے مین کیا شبہ ہے گو ہم لوگون کو کف لسان اسلم
ہے بعضے محققین نے لکہا ہے کہ جسقدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر عمر
تک تاکید بجا آوری حقوق اہل بیت کی فرمائی تہی اوسیقدر بنی امیہ نے عکس پر
اوسکے کمر باندہی اور بیحرمتی و تحقیر و توہین اہل بیت مین تا امکان اپنے کوئی
دقیقہ باقی نہین چہوڑا چنانچہ فاضل محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح مواہب
لدنیہ مین لکہتے ہین قال القرطبی ہذہ الوصیۃ وہذا التاکید العظیم یقتضی وجوب
احترام آلہ و برہم و توقیرہم و محبتہم وجوب الفرائض التی لاعذر لاحد فی التخلف
عنہا ہذا مع ماعلم من خصوصیتہم بہ صلی اللہ علیہ وسلم و بانہم جزء منہ کما قال فاطمۃ
بضعۃ منی و مع ذلک فقابل بنو امیۃ عظیم ہذہ الحقوق بالمخالفۃ والعقوق فسفکوا
من اہل البیت دماءہم وسبوا نساءہم واسروا صغارہم وخربوا دیارہم وجحدوا
شرفہم و فضلہم واستباحوا سبہم ولعنہم فخالفوا وصیتہ صلی اللہ علیہ وسلم وقابلوہ بنقیض
قصدہ فوا خجلتہم اذا وقفوا بین یدیہ ویا فضیحتہم یوم یعرضون علیہ انتہی مگر یہہ
بہی واضح رہے کہ یہہ اتلاف حقوق اہل البیت اکثر عوام بنی امیہ سے ہوا نہ خواص
صحابہ کرام سے علی ہذا نسبت سب حضرت علی مرتضی و دیگر اہل البیت کیطرف
حضرت معاویہ کے مفتریات سے ہے چنانچہ فاضل محمد بن عبد الباقی زرقانی
شرح مواہب لدنیہ مین لکہتے ہین قال القرطبی والتصریح بالسب وقبح القول
انما کان یفعلہ جہال بنی امیۃ و سفلتہم اما معاویۃ فحاشاہ من ذلک لصحبتہ و دینہ

وکریم اخلاقہ واعترافہ بفضل علی وعظم قدرہ وما یذکر عنہ من ذلک کذب وافتر
انتہی اجلہ صحابہ ہمیشہ اداے حقوق اہلبیت مین سرگرم رہے اور ارضا
وتکریم اہل بیت مین سعی موفور فرماتے رہے حدیث طویل متعلق حال منازعت
فدک کے صحیح مسلم مین مروی ہے اوسمین یہہ مقولہ حضرت ابوبکر صدیق کا
جو خطابا بعلی کرم اللہ وجہہ فرمایا ہے موجود ہے قال والذی نفسی بیدہ لقرابۃ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احب الی ان اصل من قرابتی یعنی قسم ہی اوسکی
کہ جان میری اختیار مین اوسکے ہے کہ اداے حق قرابت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم میرے نزدیک دوست زیادہ ہے اس سے کہ اداکرون
حق قرابت کا اپنی اس سے خیال کرنا چاہیے کہ کسقدر پاس قرابت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولحاظ اہلبیت رسالت کا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو تھا
ایساہی تمام اہل ایمان پر لحاظ مراعات حرمت قرابت رسول اللہ کا ساتھ
اہلبیت کے واجب ولازم ہے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا جو دربارہ فدک
کے حضرت ابوبکر صدیق سے کشیدہ خاطر ہوئین باوجود اسکے کہ حضرت ابوبکر
رضی اللہ عنہ بوجہ تعمیل مضمون حدیث رسول کے دینے سے باغ فدک
کے معذور تھے باایںہمہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کشیدگی خاطر کا اور
راضی کرنے کا آپکو غایت درجہ خیال ہوا حتی کہ بعضے روایات مین آیا ہے
آپ بعد اوسکے حضرت فاطمہ زہرا کی دولت سرا پر تشریف لیگئے اور دروازۂ
خانہ پر گرمی آفتاب مین کھڑی ہوئی معذرت فرماتے رہے اور حضرت
علی مرتضی کو شفیع گردانا اور بکمال جد وجہد وعذرخواہی کا مل حضرت فاطمہ رضی اللہ

ما کو راضی کیا تصریح اس امر کی تمامی معتبرات میں موجود ہے اس مقام پر
رت تحفۂ اثنا عشریہ کے جو جامع روایات مذہب شیعہ و سنی ہے اور
س سے ظاہر ہوتا ہے کہ دونو فریق کے علما اس جانفشانی حضرت صدیق
بخصوص فکر راضی کرنے حضرت فاطمہ کے قائل ہین نقل کرتا ہون وہ
ہے سلمنا کہ حضرت زہرا رض بنا بر منع میراث یا بنا بر نشنیدن دعوے
غضب فرمودہ و ترک کلام با ابو بکر نمود لیکن در روایات شیعہ و سنی صحیح
ثابت است کہ این امر خیلے بر ابو بکر شاق آمد و خود را بہ در سرای زہرا
حاضر آورد و امیر المومنین علی را شفیع خود ساخت تا آنکہ حضرت زہرا از و
خشنود شد اما روایات اہل سنت پس در مدارج النبوۃ و کتاب الوفا بیہقی
شروح مشکوۃ موجود است بلکہ در شرح مشکوۃ شیخ عبد الحق نوشتہ است
ابو بکر صدیق رض بعد ازین قصہ بخانۂ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا رفت و در
ی آفتاب بر در بایستاد و عذر خواہی کرد و حضرت زہرا از و راضی شد و
در ریاض النضرۃ نیز این قصہ بتفصیل مذکور است و در فصل الخطاب بروایت
بیہقی از شعبی نیز ہمین قصہ مرویست و ابن السمان در کتاب الموافقۃ از اوزاعی
روایت کرد و گفت بیرون آمد ابو بکر بر در فاطمہ در روز گرم و گفت نمی روم
ازینجا تا راضی نہ گردد از من بنت پیغمبر خدا پس در آمد بروی علی رضی اللہ عنہ
پس سوگند داد او بہ فاطمہ کہ راضی شو پس راضی شدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا واما
روایات شیعہ پس زیدیہ خود بعینہ موافق روایت اہل سنت درین باب
روایت کردہ اند و اما امامیہ پس صاحب محجاج السالکین وغیرہ از علمای

ایشان روایت کردہ اند ان ابا بکر لما رای ان فاطمۃ انقبضت عنہ وہجرتہ
ولم تتکلم بعد ذلک فی امر فدک کبر ذلک عندہ فاراد استرضاءہا فاتاہا فقال
لہا صدقت یا ابنۃ رسول اللہ فیما ادعیت ولکنی رأیت رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم یقسمہا فیعطی الفقراء والمساکین وابن السبیل بعد ان یؤتی منہا قوتکم
والصانعین بہا فقالت افعل فیہا کما کان ابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
یفعل فیہا فقال ذلک للہ علی ان افعل فیہا ما کان یفعل ابوک فقالت واللہ
لتفعلن فقال واللہ لافعلن ذلک فقالت اللہم اشہد ورضیت بذلک واخذت العہد علیہ وکان
ابوبکر یعطیہم منہا قوتہم ویقسم الباقی فیعطی الفقراء والمساکین وابن السبیل
انتہی مقام غور ہے کہ اگر وجوب تعظیم واحترام اہلبیت اور موجب منقصت
وناراضی الٰہی ہونا ترک مراعات عظمت اہلبیت کا ثابت نہوتا حضرت ابوبکر
رضی اللہ عنہ کو باوجود عمل بمضمون حدیث کے صرف ناراضی حضرت فاطمہ کی جو
بمقتضائے بشریت وقوع میں آئی تھی کیون اسقدر خیال ہوتا اور کسواسطے
جہد بلیغ اور رجا لقتانی عظیم فکر رضامندی حضرت فاطمہ زہرا میں فرماتے
صحابۂ کرام خصوصاً حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو بہت بڑا لحاظ مراعات
عظمت واحترام تمامی اہلبیت کا رہتا تھا حضرت فاطمہ رض کے راضی فرمانے مین
جو کچھ جد وجہد حضرت ابوبکر نے فرمائے وہ صدر مین لکھا گیا حضرت امیر
علیہ السلام کے ساتھ بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت لحاظ تعظیم رکھا کرتے
تھے اور ہمیشہ فضائل حضرت علی مرتضیٰ خود بھی بیان فرمایا کرتے تھے
اور دوسرے وزیر بھی بہ نسبت محبت ومراعات تعظیم وتوقیر حضرت علی کی بہت

ف حضرت ابوبکر کا ہمیشہ احترام اہلبیت حضرت عمر و دیگر صحابہ کرام

تاکید فرمایا کرتے تھے علیٰ ہذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ہمیشہ تعظیم و توقیر
حضرت امیر مین اور مشورہ پوچھنے اور صلاح لینے مین حضرت ممدوح سے
بہت مبالغہ فرماتے تھے اور تمام عمر یہی حال حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کا
ساتھ حضرت علی مرتضیٰ کے رہا چنانچہ مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ تحفۂ
اثنا عشریہ مین ارقام فرماتے ہین باید دانست کہ ہیچکس از صحابہ در پئے
ایذاء حضرت امیر و زہرا رضی نیفتادہ و با او پرخاش نکردہ بلکہ ہمیشہ تعظیم و
توقیر و محبت و نصرت او نمودہ اند و وقتے کہ طلب نصرت از ایشان نمود و محتاج
نصرت شد عبد الرحمن بن ابزی گوید شہدنا صفین مع علی فی ثمانمائۃ ممن
بایع تحت الشجرۃ بیعۃ الرضوان وقتل منہم ثلثۃ و ستون رجلا منہم عمار بن یاسر
وخزیمۃ بن ثابت ذو الشہادتین وجمع کثیر من المہاجرین والانصار وقد ذکر اکثرہم
فی الاستیعاب وغیرہ اینست حال جمہور صحابہ آمدیم بر ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما
پس ابو بکر ہمیشہ فضائل امیر را بیان مے نمود و مردم را بر حب و تعظیم و توقیر
او تاکید میفرمود دارقطنی از شعبی روایت میکند کہ بینا ابو بکر جالس اذ طلع علی
فلما رآہ قال من سرہ ان ینظر الی اعظم الناس منزلۃ واقربہم قرابۃ وافضلہم
حالا واکثرہم غناء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلینظر الی ہذا الطالع و
ہمچنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نیز ہمیشہ در تعظیم و توقیر و مشورہ پرسیدن
و صلاح خواستن از حضرت امیر زیادہ تر مبالغہ میفرمود دارقطنی از سعید
بن المسیب روایت کردہ عن عمر بن الخطاب انہ قال ایہا الناس اعلموا انہ
لا یتم شرف الا بولایۃ علی بن ابی طالب انتہی ملخصا و مختصرا ہر گاہ معلوم ہوا کہ

عامہ صحابہ علی الخصوص حضرت ابو بکر و عمر ہمیشہ فضائل حضرت امیر علیہ السلام
بیان کیا کرتے تھے اور لوگوں پر تاکید محبت و مراعات تعظیم کے ساتھ حضرت
علی کے فرماتے رہے تب بموجب حدیث فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر
و عمر جو ترمذی مین حضرت حذیفہ سے مروی ہے اور اوس سے وجوب اقتدار
افعال و اقوال حضرت ابو بکر و عمر ثابت ہے اور بموجب اون نصوص کے
جس سے اتباع طریق عامہ صحابہ کی تاکید مفہوم ہے ہم لوگون پر واجب
و ضرور ہے کہ محبت و مراعات تعظیم و احترام حضرت علی مرتضی و سائر اہلبیت
و اشاعت فضائل مین اون بزرگون کے باقصے غایت کوشان رہین کہ یہی
طریقہ حضرت ابو بکر و عمر و سائر صحابہ کا تھا اور بعد زمانہ صحابہ کے بھی ہر زمانے
کے اجلۂ علماء و ائمہ باصفا در پے اکرام و احترام اہلبیت رہے اور محبت اہلبیت
کو فرائض و لوازم ایمان سے سمجھتے رہے شفاء قاضی عیاض مین مرقوم ہے
کہ ابو بکر عیاش فرمایا کرتے تھے کہ اگر آوین ہمارے پاس حضرت ابو بکر و عمر
و علی رضی اللہ عنہم کسی ضرورت سے تو پہلے مین قضاے حاجت حضرت علی
مرتضی کرون بوجہ قرب قرابت اونکے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے اور اگر گرون مین آسمان سے زمین پر تو یہہ میرے نزدیک دوست
زیادہ ہے اس سے کہ تقدیم حضرت علی کی کرون اوپر حضرت ابو بکر و عمر کے
یعنے ہر چند باعتبار رتبہ کے شیخین کو افضل جانتا ہون ولیکن پاس قرابت
رسول اللہ کا مقتضا یہی ہے کہ حضرت علی کے ہر کار کو بر آر حاجت حضرت
ابو بکر و عمر پر مقدم رکھون عبارت شفا کی یہہ ہے وقال ابو بکر بن عیاش

لو اتانی ابوبکر و عمر و علی فی حاجة لبدأت بحاجة علی قبلهما لقرابته من رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ولئن اخر من السماء الی الارض احب الی من ان اقدمہ علیہما
انتہی اور یہی مضمون مدارج النبوۃ مین بھی موجود ہے باین عنوان ابوبکر بن
عیاش کہ یکی از اعلام امت ست میگفت الی آخرہ ما نقلنا من الشفا اعمش نے
ایک بار قصہ پیام نکاح بھیجنے حضرت امیر علیہ السلام کا دختر ابوجہل سے جسکو
سنکر آنحضرت نے حضرت علی پر عتاب فرمایا تھا روایت کیا تھا چونکہ اوس
قصہ سے فی الجملہ تحقیر حضرت امیر علیہ السلام کی مفہوم سکتے حضرت امام ابوحنیفہ
کو بہت ملال ہوا اور آپ معہ شریک بن عبد اللہ اور ابن شبرمہ اور ابن ابی لیلی
کے اعمش کے گہر گئے اور اونکو بہت ملامت کی کہ اس حدیث پر تو کوئی حکم شرع
مبنی نہین ہے اور چونکہ اسمین مذکور عتاب فرمانا آنحضرت کا اوپر حضرت
علی کے ہے بیان مین اسکے تحقیر حضرت علی مرتضی کے لازم آتی ہے پہر کیون تم
ایسے حدیث کا مضمون لوگون کے سامنے بیان کرتے ہو اسپر اعمش نے
بہت سے احادیث فضائل حضرت علی کے سنائے اور اپنا راسخ القدم
ہونا محبت و مراعات احترام حضرت علی مین بیان کر کے تسکین خاطر حضرت
امام ابوحنیفہ وغیرہ کے فرما دے یہہ قصہ تحفہ اثنا عشریہ مین ذیل تعصب
سیز دہم کے منقول ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہماری امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ
تعالے و دیگر ایمہ کرام و علماء عظام بیان کرنا اوس حدیث صحیح کا بھی جسسے وہم
تحقیر حضرت علی کا ذہنون مین آوے سامنے لوگون کے جائز نہین رکھتی تھی
اور بہت ناراض ہوتے تھے پس ہملوگ مقلدین حضرت امام کو بھی ایسی ہی

محبت ساتھہ حضرت علی مرتضیٰ و سائر اہلبیت کے پیدا کرنا چاہیے کہ کسی طور سے
اشارۃً و کنایۃً کوئی کلمہ تحقیر کا شان مین حضرت امیر علیہ السلام کے نہ اونکی
زبان سے نکل سکے نہ دوسرا کوئی اگر بیان کرے تو اوسکے سننے کا تحمل ہو سکے
حضرت امام علی رضا جب نیشاپور مین داخل ہوئے ہین اوسوقت آپ
خچر پر سوار تھے اور حضرت شقیق بلخی کہ اعاظم صوفیای اہل سنت سے ہین آگے
آگے حضرت امام کی جلو مین جاتے تھے اور ایک گروہ کے گروہ صوفیای
کرام اہلسنت سی اپنی چادرون سے امام کے سر پر سایہ کیے تھے اور
حافظ ابو زرعہ رازی اور محمد بن اسلم طوسی معہ جمیع طلبار علوم و کتاب
حدیث کے مدرسون سے واسطے زیارت حضرت امام کے باہر آئے شہر مین
ایک غوغا ہو گیا تمام لوگون نے زیارت امام کے لیے ہجوم کیا اوسوقت محدثین
اہل سنت نی عرض کی کہ اسوقت کہ مجمع خلائق ہے اگر آپ دو ایک حدیث
بسند آبای کرام اپنی کہ اوس سند کو بوجہہ کمال نفاست و لطافت کی محدثین
سلسلۃ الذہب کہتے ہین روایت فرماوین تو کمال احسان ہوگا اوسوقت
حضرت امام علی رضا نے بسند اہلبیت کرام و آبای عظام اپنے حدیث لا الہ
الا اللہ حصنی فمن قالہا دخل حصنی ومن دخل حصنی امن من عذابی کو روایت
فرمایا امام احمد بن حنبل جب اوس سند اہلبیت کو ذکر کرتے تب فرماتے
تھے لو قرئ ہذا علی مجنون لافاق او علی مریض لبرئ یعنی اگر یہہ سند کہ مشتمل
ہے اوپر اسامی متبرکہ اہل بیت کے مجنون پر پڑھی جاتی تو برکت سے
اسکی افاقہ و صحت پاتی اور بیمار پر پڑھی جاوے تو صحیح ہو جاوے یہہ سب روایات تحفہ اثنا

ف بیان بعض برکت سند اہلبیت کو پڑھنے امام احمد بن حنبل

عشرہ مین موجود ہے ان روایات سے قیاس کرنا چاہیئے کہ محدثین و صوفیہ و ائمہ اہلسنت کسقدر منہمک بمحبت اہل بیت تھے اور کسطرح شرائط و لوازم

اکرام و احترام اہلبیت کرام بجالاتی تھے اللہم ارزقنا الاقتداء بہدیہم اسعاف الراغبین مین لکھا ہے کہ جب دختر ابی لہب ہجرت کر کے مدینے مین آئین لوگون نے طعن کیے کہ تو بیٹی اوسکی ہے جو جلاون دوزخ کا ہے تیری ہجرت تجھکو کیا نفع دیگی یہہ سخن دختر ابی لہب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا اسکو سنکر آنحضرت کو نہایت غصہ ہوا اور منبر پر جاکر فرمانے لگے کہ کیا ہوا ہے لوگون کو کہ میرے قرابتمندان نسبیہ پر طعن کر کے مجھے اذیت دیتے ہین خبردار ہو جاؤ جس شخص نے کسی قرابت دار نسبی کو میرے کچھہ اذیت دی اوسنے تحقیق کہ مجھکو اذیت دی اور جسنے مجھکو اذیت دی اوسنے خدا کو اذیت دی یہہ حدیث اسعاف الراغبین مین طبرانی و ابن ابی عاصم و ابن منذر و بیہقی کی کتابون سے منقول ہے عبارت اسعاف الراغبین کی یہہ ہے وصح ان بنت ابی لہب لما

ہاجرت الی المدینۃ قیل لہا لن تغنی عنک ہجرتک انت بنت حطب النار فذکرت ذلک النبی صلے اللہ علیہ وسلم فاشتد غضبہ ثم قال علے المنبر ما بال اقوام یوذونی فی نسبی و ذوی رحمی الا و من اذی نسبی و ذوی رحمی فقد آذانی و من اذانی فقد اذی اللہ اخرجہ ابن ابی عاصم والطبرانی و ابن منذر و البیہقی بالفاظ متقاربۃ انتہی مضمون اس حدیث سے خیال کرنا چاہیئے عظمت قرابتداران آنحضرت کو اور سوچنا چاہیئے کیفیت شدت محبت نبوی کو ساتھ اہل قرابت و ذوی النسب اپنی کہ ادنی امر تحقیر اہل قرابت مین آپکو اسقدر ملال ہوا اور کیون نہو

کہ محبت و پاس قرابتمند ان لوازم بشریت و مقتضاے جبلت سی ہی کہ انفکاک اوسکا از قبیل ممتنعات ہی دیکھئی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب خدائی مژدہ سنایا کہ انی جاعلک للناس اماما یعنے ہم تمکو امام اور مقتدی ناس بنانیوالی ہین فوراً حضرت ابراہیم کو لحاظ اپنی اولاد و ذریات کا ہوا فرمایا و من ذریتی یعنے ای خداوند عالم میری اولاد و ذریات کو بھی رتبۂ امامت سے مشرف فرما اور بھی فرمایا ربنا وابعث فیہم رسولا منہم یعنے میری اولاد مین رسول بھی میری ہی اولاد سے مبعوث فرما اس سی معلوم ہوا کہ بہ نسبت اجانب کی پاس و لحاظ اقارب کا اپنے ہر فرد بشر کو زیادہ ہوتا ہے گو رسول اولوالعزم ہو اور یہہ امر مقتضیات بشریہ سے ہی اور اسمین جب تک کوئی وجہ مخالفت شرع کے کسی امر عارضی کے وجہ سے منضم نہو جاوے عند اللہ ہی قبیح و محظور نہین ہی اسیوجہ سی حضرت ابراہیم کے اس و من ذریتی فرمانے پر کچہ پرخاش من اللہ نہین ہوا اور اسی لازم جبلت غیر محظور شریعہ پر مبنی ہی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسکو دارقطنی و طبرانی وغیرہ نے روایت کیا ہی کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنی امت سی پہلے مین جسکی شفاعت قیامت مین کرونگا وہ اہلبیت میری ہین اوسکے بعد بنو ہاشم وغیرہ حسب رتبۂ قرابت بعد فراغ کے شفاعت قریش سے انصار کی شفاعت کرونگا اوسکے بعد مؤمنین یمن کے تب عامہ اہل عرب کی شفاعت مین مصروف ہونگا بعدہ اہل عجم و جملہ امت کی شفاعت مین لب کھولونگا علی ہذا حضرت عثمان سے مروی ہی کہ فرماتی تھے اگر بہشت کی کنجی میری ہاتھہ مین ہو تو کسی شخص کو بنی امیہ سے باہر بہشت کی نہ جانے دون

سنداں سب مضامین کی تفسیر فتح العزیز میں موجود ہے عبارت اوسکی تحت تفسیر آیۂ
ربنا وابعث فیہم رسولا منہم کے یہہ ہی اگر امت اولاد ما باشد ومحتاج برسولی گردند
کہ نہ از اولاد ماہست پس مارا چہ شرف ومرتبت باقی ماند (الی قولہ) تربیت اقارب
وعشائر خود ہم تربیت نزد آدمی از تربیت اجانب وحرص وشفقت آدمی بر قوم وقبیلۂ
خود زیادہ ترست از حرص وشفقت بر اجانب بحکم جبلت بشریہ ولہذا در حدیث
شریف وارد ہست کہ اول من اشفع لہ من امتی اہل بیتی ثم بنو ہاشم ثم الاقرب
فالاقرب من قریش واز حضرت امیر المومنین عثمان ذی النورین مروی ہست کہ میفرمود
واللہ اگر کلید بہشت بدست من دہند من ہیچکس را از بنی امیہ بیرون بہشت نگذارم
انتہی اور حدیث ترتیب شفاعت کو فاضل جلال الدین سیوطی نے کتاب البدور
السافرۃ فی احوال الآخرۃ میں معجم طبرانی سے بروایت ابن عمر بایں الفاظ قال
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اول من اشفع من امتی اہل بیتی ثم الاقرب فالاقرب
من قریش ثم الانصار ثم من آمن بی واتبعنی من اہل الیمن ثم سائر العرب ثم الاعاجم
واول من اشفع لہ اولو الفضل الحدیث روایت کیا ہی اور یہی لازم جبلت اور
وفور محبت اہل قرابت پر مبنی ہی قصہ وحشی قاتل حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ
عم بزرگوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ باوصف ایمان لانے وحشی کے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا وحشی کا گوارا انہیں ہوا لہذا فرمایا کہ اپنے منہ کو مجھسے
چھپالے کہ میں تجھکو نہ دیکھوں یہہ قصہ وحشی کا صحیح بخاری میں موجود ہے
عبارت صحیح بخاری کی یہہ ہی قال (ای عبید اللہ بن عدی بن الخیار للوحشی)
الا تخبرنا بقتل حمزۃ قال نعم ان حمزۃ قتل طعیمۃ بن عدی بن خیار ببدر فقال لی

مولاے جبیر بن مطعم ان قتلت حمزۃ بعمی فانت حر قال فلما ان خرج الناس عام
عینین جبل بجبال احد بینہ وبینہ واد خرجت مع الناس الے القتال فلما اصطفوا
للقتال خرج سباع فقال ہل من مبارز قال فخرج الیہ حمزۃ بن عبد المطلب فقال
یا سباع یا ابن ام انمار مقطعۃ البظور اتحاد اللہ و رسولہ قال ثم شد علیہ فکان کامس
الذاہب قال وکمنت لحمزۃ تحت صخرۃ فلما دنا منی رمیتہ بحربتی فاضعہا فے ثنتہ حتی
خرجت من بین ورکیہ قال فکان ذلک العہد بہ فلما رجع الناس رجعت معہم فاقمت
بمکۃ حتی فشا فیہا الاسلام ثم خرجت الی الطائف فارسلوا الے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم رسلا فقیل لی انہ صلے اللہ علیہ وسلم لا یہیج الرسل قال فخرجت معہم حتی
قدمت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما رآنی قال انت وحشی قلت نعم قال
انت قتلت حمزۃ قلت قد کان من الامر ما بلغک قال فہل تستطیع ان تغیب وجہک
عنی قال فخرجت الحدیث اور اصابہ فی احوال الصحابہ میں مرقوم ہے وحشی بن
حرب الحبشی ابو وسمۃ وہو من سودان مکۃ وہو مولی لطعیمۃ بن عدی وقیل
مولی لجبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف القرشی النوفلی قاتل حمزۃ بن
عبد المطلب یوم احد وشرک فی قتل مسیلمۃ الکذاب یوم الیمامۃ وکان یقول قتلت
خیر الناس فی الجاہلیۃ وشر الناس فی الاسلام اور بہی اصابہ میں بعد چند سطر کے
ذیل قصہ قتل حضرت حمزہ اور آزاد ہونے وحشی کے جو صحیح بخاری سے منقول
ہوا مرقوم ہے فلما خرج وفد اہل الطائف الے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
لیسلموا ضاقت علی الارض وقلت الحق بالشام او بالیمن او ببعض البلاد فانی
لفی ذلک اذ قال لی رجل ویحک انہ واللہ ما یقتل احدا من الناس دخل

فی وجہہ فلما قال لی ذلک خرجت حتی قدمت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ فلم یرعہ الا وانا قائم علی راسہ اشہد شہادۃ الحق فلما رآنی قال وحشی قلت نعم قال اقعد فحدثنی کیف قتلت حمزۃ فحدثتہ کما حدثتکما فلما فرغت من حدیثی قال ویحک غیب وجہک عنی فلا اراک فکنت اتنکب لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیث کان فلم یرنی حتی قبضہ اللہ تعالی انتہی بقدر الحاجۃ ہرگاہ بسند حدیث صحیح بخاری جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہی اور بروایت اصابہ جو غایت درجہ کی معتبر کتاب اہلسنت کی مذہب کی ہے آنحضرت کا نہ دیکھنا وحشی کو مدۃ العمر اور باوصف ادای شہادت کے وحشی پر تاکید چھپانی منہ اور دور ہو جانے کی مجلس حضوری سے کرنا ثابت ہوا معلوم ہوا کہ یہہ لکھنا بعضے اعیان کا اور جو روافض لکھتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وحشی قاتل حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو وقت ایمان لانے کے نظر رحمت سی نہ دیکھا کہ مجھکو اپنے چچا کا قتل یاد آتا ہی سراسر پوچ ہے کیونکہ خلاف مقتضای نص قرآن ہے حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مومنونکا نہایت لالچ رکھتے تھے اور اونپر مثل پدر بزرگوار کے زیادہ مہربان تھے الخ) جس سے کیسہ غلط ہونا قصۂ وحشی کا مفہوم ہے مبنی ہے اوپر ناواقفی کے علم حدیث واسمای رجال سے اور نحوای حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم سے جو استدلال اوپر تکذیب قصۂ وحشی کی صاحب تحریر نے فرمایا وہ تمام نہین جب تک مبدول رحمت محمدی ہونا عامۂ مومنین کا ہر آن وہر زمان مین کلیۃً ثابت نکیا جاوی اور امتناع محبوبیت ومبغوضیت شخص واحد کا آن واحد مین دو حیثیت

ف
معلوم ہوا یہہ لکھنا
بعضے اعیان کا
اور جو روافض لکھتے
ہین کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے وحشی
قاتل حضرت حمزہ
کو وقت ایمان لانے
کے نظر رحمت سی نہ
دیکھا کہ مجھکو اپنے
چچا کا قتل یاد آتا ہی
سراسر پوچ ہے الخ

مختلف ہے کہ سمی الشیخین ثبوت نہو حالانکہ واسطے نقض کلیت مرحومیت عامہ
مومنین کے فی کل الآن آیہ ولا تاخذکم بہما رافتہ فی دین اللہ جو بحق زانی وزانیہ
کہ بمذہب اہل سنت مصداق مومن ومومنہ ہی وارد ہے اور قصہ کعب بن
مالک کا جو صحیح بخاری مین مذکور ہے اور آیہ وعلی الثلثۃ الذین خلفوا اوسپر دال
ہی کافی ہے مخصوص ہونا اہلبیت خیر البریہ وعترت نبویہ کا ساتھہ بسیاری حقوق
کے جسکا ادا کرنا تمامی امت اجانب حضرت رسالت پر واجب ولازم ہے اور
بہ نسبت جملہ عالم کے زیادہ مستحق محبت وموالاۃ ہونا اون بزرگون کا اور مختص
ہونا اون حضرات کا ساتھہ بیشتر خصائص عظیمہ وکرامات وفضائل فخیمہ کے جسمین غیر کو
اصلا شرکت نہین متفق علیہ کافۂ اہل سنت سے ہے اور یہہ اختصاص دال ہے پر کمال
عظمت اون حضرات والا منقبت کے ہے چنانچہ منہاج السنہ مین مرقوم ہے
لاریب ان لآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم حقا علی الامۃ لا یشترکہم فیہ غیرہم ویستحقون
من زیادۃ المحبۃ والموالاۃ مالا یستحقہ سائر بطون قریش انتہی بقدر الحاجۃ اور
امام فخر الدین رازی نے لکھا ہے کہ اللہ جل شانہ نے اہلبیت رسالت کو ساتھہ
حضرت نبوت کے باعث کمال رفعت کے پانچ امر مین مساوی گردانا ایک تو
قعدۂ نماز مین بعد تشہد کے پڑھتے ہین اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد پس جیسا کہ تمامی
مصلیان نماز مین درود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجتے ہین آل حضرت رسالت
پر بھی مبلغ درود ہوتے ہین دوسرے سلام مین تشہد مین جملہ السلام علیک
ایہا النبی موجود ہے اور قرآن پاک مین السلام علیک آل یٰس وارد ہے یعنی
سلام ہو جیو اوپر آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے طہارت مین

ف حضرت اہلبیت کے ساتھ رسالت مساوی ہونیکا بیان

فرمایا اللہ جل شانہ نے بشان رسول مقبول ظہ یعنے اسی طاہر تو اہلبیت کو شامل
ارشاد کیا ویطہرکم تطہیرا جو تھے حرام ہوئے نہین صدقے کے کہ جیسا صدقہ لینا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حرام ہوا ویسا ہی آل آنحضرت پر بھی پانچوین
محبت مین آیہ فاتبعونی یحببکم اللہ ترغیب محبت نبوی مین نازل ہوئے تو آیہ
قل لا اسألکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی بتاکید وجوب محبت آل رسول اللہ
بھیجے گئے فاضل محمد بن عبدالباقی زرقانی شرح مواہب لدنیہ مین لکھتے ہین قال
الفخر الرازی جعل اللہ اہل بیتہ مشارکین لہ فی خمسۃ اشیاء فی المحبۃ و تحریم الصدقۃ
و الطہارۃ و السلام و الصلوۃ ولم یقع ذلک لغیرہم انتہی اور یہہ وجوب محبت و
مراعات تعظیم و احترام اہلبیت اور مخصوص ہونا ان حضرات کا ساتھہ خصائص مذکورہ
کے مختص ساتھ اتقیاء اور صلحاء اہلبیت کے نہین ہے علی ہذا المخصوص بہ قرابتمندان
قریبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہین ہے بلکہ عامۂ سادات و ذریات حضرت
رسالت جو قیامت تک ہوتے جائینگے خواہ صالحین ہون خواہ طالحین خصائص
مذکورہ کے ساتھہ اختصاص رکھتے ہین اور تمامی امت محمدیہ پر عموماً لحاظ تعظیم و
احترام عامۂ سادات کا کہ اہلبیت و آل رسول ہین لازم و ضرور ہے البتہ اسقدر فرق
صالحین و طالحین مین ہے کہ جو آل رسول منجملہ صلحا ہین اونکو بکل الوجوہ محبوب
و معظم جاننا چاہیئے اور جو فاسق و فاجر ہون اونکو من حیث اعمال و افعال ذمیمہ
کے تو مبغوض رکھنا چاہیئے ولیکن بہ حیثیت آل رسول ہونیکے لحاظ تکریم کا اونکے
رکھنا چاہیئے چنانچہ علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی تحت شرح قول صاحب
مواہب لدنیہ مانصہ (و فرض محبۃ جملۃ اہل بیتہ المعظم و ذریتہ) کے لکھتے ہین

اما المبتلی بکراتہ لبعضہم لمعنی فیہ فیجب علیہ السعی فی اسباب محبتہ من حیث قربہ لہ علیہ السلام وان کرہ وقوع المعصیۃ منہ انتہی آ علے مناقب آل رسول مقبول سے یہہ ہے کہ بعضے روایات مین محفوظ رہنا اون بزرگون کا دخول نار سے للابد والدوام آیا ہے جس سے حسب تصریح بعضے اکابر علماء کے مامون ہونا ذریۃ نبوی کا سوء خاتمت سے مفہوم ہے اور بعضے محققین نے آیۂ تطہیر سے بہی ایما اس امر کا سمجہا ہے ہرچند اس امر کا ثبوت اولا کلیۃ عسیر ہے ثانیا دلائل اسکی مثل دلائل امور اعتقادیہ کے قوی وظاہر الدلالۃ نہین ہین ولیکن چونکہ اکثر نصوص سے ایماء اشعار اسکا ہوتا ہے اور دوسرے نصوص جلیہ سے عامۂ اہلبیت نبویہ کا مخصوص بفضائل کثیرہ اور مہبط اکرام الٰہی بوجوہ عدیدہ ہونا ثابت ہے مقتضاے حسن ظن تسلیم ہے کما ہو شان ارباب الفضل والتکریم اب بعضے عبارات معتبرات کی بسند امور مذبورہ نقل کرتا ہون منہاج السنۃ مین مرقوم ہے ثبت اختصاص بنی ہاشم بتحریم الصدقۃ علیہم وکذلک استحقاقہم من الفیٔ عند اکثر العلماء وبنو المطلب معہم فی ذلک فالصلوۃ علیہم من ہذا الباب فہم مخصوصون باحکام لہم علیہم وہذہ الاحکام ثبت لکل واحد منہم وان لم یکن رجلا صالحا بل کان عاصیا انتہی بقدر الحاجۃ اسعاف الراغبین مین مرقوم ہے وقد صرح العلماء بانہ ینبغی اکرام سکان بلدہ صلے اللہ علیہ وسلم وان تحقق منہم ابتداع او نحوہ رعایۃ لحرمۃ جوارہ صلے اللہ علیہ وسلم فما بالک بذریۃ الذین ہم بضعۃ منہ ولو کان بینہم وبینہ وسائط وقد روی فی قولہ تعالے وکان ابوہما صالحا ان للاب الذی حفظا من اجلہ کرامۃ لہ کان سابعا او تاسعا فینبغی ان

بعض روایات مین محفوظ رہنا اہلبیت کا دخول نار سے وارد ہے

الفاسق من اہل البیت وان کان یبغض من حیث فعلہ یحب ویحترم من حیث
قرابتہ منہ صلے اللہ علیہ وسلم انتہی بقدر الحاجۃ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی
جذب القلوب مین بعد بیان وجوب تعظیم واحترام سکان مدینۂ مطہرہ کے افادہ
فرماتے ہین وانچہ منزلت اقدام در رعایت این ادب واجب الاہتمام است
حال بعضے اشراف وخدام ست کہ بہ بعضے بدعتہا وتقصیرہا منسوب اند در ایشان
نیز بملاحظہ نسبت قرابت وجوار شریف نظر بعین حقارت نکند وجز بعین تعظیم واجلال
ننگرد واعتقاد کند کہ بدان در ضمن نیکان مغمور ومستور اند و از ملاحظہ سر فحوای
قول حضرت رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیت در شان اہل بدر با وجود صدور
بعضے تقصیرات از بعضے ایشان غافل نباشد و در مقام خطاب طریقۂ بشاشت
وحسن تحیت ولین کلام از دست ندہد وسررشتۂ استحضار نسبت قرابت و
شرف جوار فرو نگذارد و از سب وشتم وغلظت خود را باز دارد زیراکہ ولد عاق
از بعضے احکام مثل استحقاق ارث وصحت نسب بیرون نرود وظن جمیل در
صدیق وفاروق وغیر ایشان از صحابہ رضی اللہ عنہم آنست کہ در انچہ متعلق
بہ حق ایشان ست جز عفو وصفح از اولاد پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم جائز ندارند تو ہمان
نیک دار وحق را باہل آن گذار وشفاعت محمدیہ اگر در اہل جنایت از اہل بیت
نبوت کہ ارادت حضرت صمدیت بہ تطہیر ایشان از رجس رفتہ است در کار نشود
بہتر ازین کدام محل خواہد یافت وبعضے از مشایخ ازین آیت چنان فہم کردہ
اند کہ ہیچ یکے از ایشان از دار دنیا بیرون نیاید تا اول از دنس ورجس
معنوی بمرض وما نند آن مطہر نگردد اینست ترجمۂ کلام بعضے از علمای مکہ معظمہ

درکتابیکہ درآداب زیارت تصنیف کردہ است بعبارتہ وکلام سید سمہودی
وغیراو درمحل رعایت این ادب بدان موافق ست واللہ اعلم انتہی اور مبحث
مرجو ومظنون ہوئے حسن خاتمت سادات کو علامہ قاضی شہاب الدین دولت آبادی
نے مناقب السادات مین اور فاضل میر غلام علی آزاد بلگرامی نے سند السعادت
فی حسن خاتمۃ السادات مین باشباع تمام بہ نقل ادلہ لکہا ہے مگر اکثر مقدمات
اون ادلہ کے از قبیل خطابیات غیر قابل اثبات اعتقادیات ہین اور احادیث
بہی جو منقول ہین بیشتر عند المحدثین مخدوش ومجروح ہین البتہ علامہ سید
نور الدین علی سمہودی کا رسالہ جواہر العقدین فے فضل الشرفین اون دونو
رسالون سے زیادہ حاوی ادلہ احادیث اور مثبت مدعا اور کاشف مرام بالکشف
الحثیث ہے من شاء فلیرجع الیہا ہرچند جسقدر فضائل اہلبیت معرض تحریر
مین آئی اون سب مین حضرت فاطمہ وامام حسن وامام حسین وعلی مرتضی رضی اللہ
عنہم بہی شریک ہین مگر چونکہ یہہ چارون بزرگ منجملہ عامہ اہلبیت کے مزید
شرف وعلو رتبت کے ساتہ مخصوص ہین جیساکہ اشعۃ اللمعات سے سابقا نقل
کیا گیا اور بہی بعض اعیان اکثر فضائل مختصہ ان حضرات سے انکار اور یہہ در پیشی
انکار بر غیر مقبولہ عند النحاریر جدال وتکرار فرماتے ہین لکہنا بعض فضائل خاصہ ان
بزرگان کا بسند کتب معتمدہ اہلسنت انسب معلوم ہوا مگر چونکہ مناقب مخصوصہ حضرت
علی مرتضی بقدر حاجت صدر مین زیب قرطاس ہوچکے اور شبہات متعلقہ اوسکے اوسی
محل پر دفع کیگئی بنا برعلیہ اس جگہہ صرف ابراز بعض محامد بقیہ حضرات ثلثہ کی حاجت رہ گئی
وہ معرض تحریر مین آتے ہین اور رہہ پر ناظرین ہوتے ہین **مقصد ہشتم**

بیان فضائل حضرت فاطمہ زہرا

بیان فضائل فاطمہ زہرا مین آپکا اسم مبارک جو فاطمہ مشہور
ہے تنقیح اوسکی معنے کے اور وجہ التسمیہ حسب تصریح علماء محققین یہہ معلوم ہوتی
ہے کہ لفظ فاطمہ مشتق ہی فطم سے جسکے معنے ہین منع کرنا اور باز رکھنا طفل کا شیر
سے پس معنی لفظ فاطمہ کے کہ صیغہ اسم فاعل مونث ہے مانعہ و بازدارندہ ہوی اور
بعضے احادیث مین وارد ہوا ہے کہ اللہ جل شانہ نے آپکو اور آپکے ذریات
او محبان کو دخول نار سے محفوظ رکھا ہے بنا برعلیہ چونکہ ذات مبارک آپکے
موجب منع و باز رکھنے اپنی ذریات اور محبان کے نار سے ہوئی لہذا آپکا نام
فاطمہ ہوا چنانچہ مواہب لدنیہ اور شرح فقہ اکبر لملا علی قاری مین مرقوم ہے
انما سمیت فاطمۃ لان اللہ قد فطمہا و ذریتہا عن النار یوم القیامۃ اخرجہ الحافظ
الدمشقی و روے الغسانی مرفوعا انما سمیت لان اللہ تعالی فطمہا و محبیہا عن النار
الحدیث باقی محدثین نے ان دونون حدیثونکی صحت و ضعف مین جو کچھ کلام کیے
ہین اور رہی یہہ امر کہ مراد ذریات سے اس حدیث مین تمامی بنی فاطمہ ہین یا
صرف حضرات حسنین و صلبی بنی فاطمہ اور ذریات و محبان کا آپکے دخول نار سے
محفوظ رہنا جو ان دونو حدیثون سے سمجھا جاتا ہے اوس سے مراد منع دخول
نار بسبیل خلو جو خاصہ کفار ہے ہی یا مطلق منع مقصود ہے کتب مبسوطہ حدیث
و سیر مین موجود ہے اور تحقیق ان امور کی بقدر حاجت مینے رسالہ رفع الارتیاب
مین درج کی ہے چونکہ ایراد اون مباحث کا مستوجب طوالت کلام تہا اور نہی
مقصود اس مقام مین صرف بیان بعضے فضائل حضرت فاطمہ زہرا ہے نہ
تسطیر مباحث دقیقہ معرکہ آرا ء نحاریر علماء لہذا اون مباحث کو قلم انداز کیا

منجملہ القاب شریفہ آپکے بتول ہے جو مشتق ہی بتل سے بمعنی انقطاع کی چونکہ
آپ زنان زمانہ سے فضل اور دین اور حسب ونسب مین منقطع اور یکتا
تہین اور آپکو علائق دنیا اور ماسوی اللہ سے انقطاع حاصل تہا یہ امر موجب
اس لقب کا ہوا چنانچہ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین سمیت بتولا
لانقطاعہا عن نساء زمانہا فضلا و دینا وحسبا ونسبا وقیل لانقطاعہا عن الدنیا
انتہی اور منجملہ القاب مشہورہ آپکی زہراء ہے جو مشتق ہی زہرہ سے بمعنی جمال
وحسن کی آپکا غایت درجہ حسینہ وجمیلہ وذی بہجت ونضرت ہونا منشا اس
لقب کا ہوا سوا اسکے اور بہی اکثر القاب شریفہ آپکے ہین کہ وہ سب دلالت
کرتے ہین آپکے عظمت مرتبت وجلالت قدر پر چنانچہ روضۃ الاحباب مین ہی
فاطمہ زہرا کنیت وی ام محمد والقاب وی مبارکہ وطاہرہ زاکیہ وراضیہ ومرضیہ
وبتول ست انتہی حدیث صحیح مین جو صحیح بخاری ومسلم مین موجود ہی وارد
ہے کہ آنحضرت نے آپکو سیدۃ نساء اہل الجنۃ یعنی سردار زنان جنت فرمایا
اور بہ تصریح علمای محققین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپکو تمام اہل سے زیادہ
دوست رکھتے تھے اسیوجہ سے جناب رسول مقبول کا معمول تہا کہ جب
سفر تشریف لیجاتی تھے سب کی بعد حضرت فاطمہ سے رخصت ہوتی تھے
اور جب سفر سے تشریف لاتی تھے سب کی پہلے حضرت فاطمہ سے ملتی تھی چنانچہ
ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین ضمن احوال حضرت فاطمہ کے لکھتے ہین وکانت
احب اہلہ الیہ صلی اللہ علیہ وسلم واذا اراد سفرا یکون آخر عہدہ بہا واذا قدم
کان اول ما یدخل علیہا انتہی اور صحیح بخاری ومسلم مین موجود ہی فاطمۃ

بضعۃ منی فمن اغضبہا اغضبنی یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ میری جگر کے ٹکڑا ہے پس جسنے غضب دلایا فاطمہ کو اوسنے غضب دلایا مجھکو اور بعضی روایت مین ایسا بھی وارد ہی کہ جسنے فاطمہ کو اذیت دی اوسنی مجھے اذیت دی اور حضرت فاطمہ راہ و روش و طریقہ و صورت و سیرت وغیرہ مین آنحضرت کے ساتھ بہت مشابہ تھین حدیث صحیح مسلم مین جملہ فجارت فاطمہ تمشی کان مشیتہا مشیتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک روایت مین ماتخطی مشیتہا من مشیتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہی جس سے آپکی رفتار کا غایت درجہ شبیہ رفتار رسول اللہ ہونا ثابت ہی صحیح مسلم وغیرہ مین جو قصہ مرض الموت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین مروی ہی کہ تمامی ازواج مطہرات آنحضرت کے پاس بیٹھی تھین کہ حضرت فاطمہ تشریف لائین آپ اونکی آنیسے بہت خوش ہوئے مرحبا فرماکر اپنی متصل بٹھلایا اور کچھ سرگوشی حضرت فاطمہ سے فرمائی جس سے آپ رونی لگین دوسرے بارکچھ اور آہستہ سی فرمایا جس سے آپ ہنسنی لگین اور حسب بیان حضرت فاطمہ پہلے بات خبر رحلت نبوی تھی اور دوسری بات جلد اور سب کی پہلی پہونچنا آپکا حضور نبوی مین یا بیان فضائل کا آپکے تھا اوس سے بھی بکمال رتبت اور عظمت اور محبوبیت حضرت سیدہ کی بحضرت رسالت ہویدا ہی احادیث مین وارد ہوا ہی کہ جب حضرت فاطمہ آپکے پاس آتی تھین آپ کھڑے ہوجاتی تھے اور پکڑ لیتے تھی ہاتھ حضرت فاطمہ کا اور بوسہ دیتی تھے پیشانی مبارک حضرت سیدہ پر اور بٹھلاتے تھی انکو اپنی جگہہ پر اور یہی معمول حضرت فاطمہ کا وقت تشریف بری آنحضرت کے

ف

پاس اونکی تہا سنن ابی داؤد مین جو منجملہ کتب معتبرہ حدیث اور یکی از صحاح ستہ ہی یہہ سب کیفیت بروایت حضرت عایشہ کے مروی ہے وہ حدیث ابوداؤد کی یہہ ہے عن عائشۃ قالت ما رأیت احدا کان اشبہہ سمتا وہدیا ودلا وفی روایتہ حدیثا وکلاما برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من فاطمۃ کانت اذا دخلت علیہ قام الیہا فاخذ بیدہا فقبلہا واجلسہا فی مجلسہ وکان اذا دخل علیہا قامت الیہ فاخذت بیدہ فقبلتہ واجلستہ فی مجلسہا الحدیث اس حدیث سی بروایت حضرت عائشہ کے ثابت ہوگیا کہ جب حضرت فاطمہ تشریف لاتی تہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونکے واسطے کہڑے ہوجاتے اور ہاتھہ پکڑ لیتی اور بوسہ لیتے اور اپنی جگہہ پر بٹہلاتے تھے اس سے کمال محبت آنحضرت کی ساتھہ حضرت فاطمہ کے ثابت ہوئی اور عظمت رتبت حضرت فاطمہ ظہور مین آئی کہ یہہ کہڑا ہونا آنحضرت کا ہرچند بہ ولولہ محبت ہو مگر خالی تعظیم سے نتہا ضرور آپکو اس قیام سے علاوہ اظہار محبت کے اظہار عظمت وتنویہ شان حضرت فاطمہ بہی منظور تہا پس اس قیام کو بالکل قیام محبت کہنا اور مطلقا دال اوپر تعظیم وتبجیل حضرت فاطمہ کی سمجہنا خلاف ظاہر ومستبعد ہے جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات مین ضمن اثبات جواز قیام تعظیمی واشعار بہ بعضے ادلہ جواز اوسکی بافادہ فرماتی ہین پوشیدہ نماند کہ قیام آنحضرت مر فاطمہ را وقیام وی رضی اللہ عنہا مر آنحضرت را سابقا معلوم شد وتاویل آن کہ آن قیام محبت واقبال بود نہ تعظیم واجلال خالی از بعدی نیست انتہی اس عبارت حضرت شیخ سے معلوم ہوا کہ آنحضرت کا کہڑا ہونا وقت تشریف لانے حضرت فاطمہ کے خالی اظہار عظمت اور تعظیم واجلال حضرت فاطمہ سے نتہا اوسکی

ف — قصہ دور کرنا حضرت فاطمہ کا نجاست کو پشت رسول اللہ سے اور سب و شتم کرنا کفار کا اور مرعوب ہوجانا کفار کا

تاویل ساتھہ صرف قیام محبت واقبال کے کرنا جیسا کہ بعضے اہل زمانہ کرتے ہین خالی بعد اور تکلف اور تصلب وتعصب سی نہین ہے اللہم نجنا من شرور انفسنا وثبت اقدامنا علے معرفۃ عظمۃ اہل بیت نبینا الذی لولاہ ما اہتدینا حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ ابتدار زمانہ نبوت مین ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے نزدیک نماز پڑھ رہی تھی اور کفار قریش متصل اوسکے جمع تھے اوسوقت ابوجہل کے کہنی سے عقبہ بن ابی معیط گیا اور ایک جگہہ اونٹ ذبح ہوا تہا اوسکا خون وغیرہ نجاسات کو لاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ مین تھی کہ اوسکو پشت مبارک پر درمیان دونو مونڈہون کے رکھدیا اور تمامی کفار جو موجود تھی باہم خوب ہنسی اور ایک دوسری پر ماری خوشی کے ہنستے ہنستے جھکنے اور قریب گرنی کے ہونی لگی اور آنحضرت نے سجدے مین دیر فرمائی اور علی حالہ سجدے مین رہی اور حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہ کی ہمت خوف کفار سے مقتضے نہین ہوتی تھی کہ اوس نجاست کو پشت مبارک نبوی سے دور کرین کہ اس اثنا مین کسینے حضرت فاطمہ کو خبر کی وہ باوجودیکہ کم عمر تھین یہ حال سنکر تشریف لائین اور نجاست کو پشت بزرگوار سے دور فرماکر کفار کی طرف رخ کیا اور اون بدبختون کو گالیان دینی لگین اوسوقت اللہ جلشانہ نے ایسا رعب آپکا قلوب کفار مین ڈالا کہ کوئی کچھہ آپکے ساتھہ تعرض نہ کرسکا حالانکہ آپ محض کم عمر تھین آپکے بہگانے کیواسطے تخویف وتہدید زبانی کافی تھی مگر کسی کافر سے اوسوقت کچھہ نہوسکا اس روایت سے کمال عالی ہمتی

وشرافت وکرامت حضرت فاطمہ کے ظاہر ہوئی تہذیب ایکبار حقیر نے اس
روایت کو مجلس وعظ مین بیان کیا تھا جسمین بعضے شیعہ شریک تھی اوسپر بعضی
اعیان نے بعد برخاست مجلس کے یہہ فرمایا تہا کہ قصہ حضرت فاطمہ کا شاید
بہ خاطر داشت فلان کے آپنے بیان کیا جسکا حقیر نے جواب دیا تہا کہ معاذ اللہ
یہہ کیا کلام ہے میری یہہ شان نہین کہ بہ خاطر کسی کے اپنی دل سے ایک
قصہ گڑھ کر بیان کرون یہہ روایات کتب معتبرہ مین موجود ہے اور مر تسم
ضمیر تحقیق مین نے بیان کی اوسپر تبسم کرکے فرمایا کہ بہلا اوسوقت حضرت فاطمہ
کے یہہ عمر کہان تہی کہ وہ ایسا کرین اوسپر مین نے جواب دیا کہ یہی تو لطف
ہے کہ باوجود کم سنی کے یہہ جلادت آپ سے ظاہر ہوئی اور خدا نے آپکا
رعب قلوب کفار مین ڈال دیا اوسپر معترض ممدوح ساکت ہوئی مگر قرائن
حالیہ ومقالیہ سے ممدوح کی عدم تسلیم صحت قصہ نمایان رہا لہذا مناسب معلوم
ہوا کہ اس مقام مین اس روایت کے کتب معتبرۂ اہل سنت مین موجود
رہنے کا نشان بخوبی تمام معرض تحریر مین آجاوے تا کہ مثل معترض ممدوح
کے دوسرا کوئی بہی باعث ناواقفی ولاعلمی کے انکار اس قصہ صحیحہ کا دم نہ
بہری اور گرفتار بلاے مودا ے مقولہ سے وکم من عائب قولا صحیحا وآفتہ
من الفہم السقیم نہوئی پس واضح رہے کہ یہہ قصہ حضرت فاطمہ کا فصل اول
باب المبعث وبدء الوحی مشکوۃ شریف مین صحیحین سے بروایت حضرت عبد اللہ
بن مسعود کے منقول ہے جسکا جی چاہے مشکوۃ شریف چھاپہ دہلی کے صفحہ
(۱۳۳۸) کو دیکھ لی یہہ حدیث اوسمین موجود ہے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے

ف
نشان
وہی موجود ہونا
روایت سبب شیم
حضرت فاطمہ سے کفار کی
اور رعب ہونی
اون کو کتب
معتبرۂ اہلسنت
مین بنظر ازالہ
شبہ بعض اہل زمانہ

اشعۃ اللمعات شرح فارسی مشکوۃ مین بعد شرح حدیث قصہ حضرت فاطمہ کے
یہہ عبارت لکھتے ہین ودرین قوت ہمت فاطمہ و شرف و کرامت اوست کہ
با وجود صغر سن بر روے ایشان را و شنام کرد و ایشان را مجال تعرض بوی
نشد انتہی جسکو تصحیح نقل منظور ہو وہ اشعۃ اللمعات جلد چہارم چہاپہ مصطفائی
محمد حسین خان جو ۱۲۸۳ھ ہجری مین طبع ہوئی ہے صفحہ (۲۸۰) سطر (۳) مین
دیکہہ لے اور متعلق اسی قصے کے ایک روایت صحیح مسلم کے نقل کیے دیتا ہون
جسمین حضرت فاطمہ کا کم سن ہونا مصرح ہے ساتھہ اسکے یہہ بہی بصراحت
موجود ہے کہ حضرت ابن مسعود فرماتے ہین جسوقت کفار نے خون وغیرہ
نجاسات پشت مبارک آنحضرت پر ڈالا مین کہڑا دیکہہ رہا تہا اگر مجہے قوت
ہوتی تو مین اوسکو پشت مبارک سے دفع کرتا ولیکن بخوف کفار اور نہونے
معین و مددگار کے ناچاری تہی اوسوقت کسی نے حضرت فاطمہ کو خبر کی اور آپ
نے تشریف لا کر اوس نجاست کو بہی پشت مبارک سے دفع کیا اور کفار کو
سخت و درشت بہی فرمایا اور کوئی کچہہ تعرض نہ کر سکا اور وہ روایت صحیح مسلم
کے معہ سند یہہ ہے حدثنا عبد اللہ بن عمر بن محمد بن ابان الجعفی قال نا عبد الرحیم
یعنے ابن سلیمان عن زکریا عن ابی اسحق عن عمرو بن میمون الاودی عن
ابن مسعود قال بینما رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یصلی عند البیت وابو جہل
واصحاب لہ جلوس وقد نحرت جزور بالامس فقال ابو جہل ایکم یقوم الی سلا جزور بنی
فلان فیاخذہ فیضعہ فی کتفی محمد صلے اللہ علیہ وسلم اذا سجد فانبعث اشقی القوم
فاخذہ فلما سجد النبی صلے اللہ علیہ وسلم وضعہ بین کتفیہ قال فاستضحکوا وجعل

بعضهم يميل على بعض وانا قائم انظر لو كانت لي منعة طرحته عن ظهر رسول الله
صلى الله عليه وسلم والنبي صلى الله عليه وسلم ساجد ما يرفع راسه حتى انطلق
انسان فاخبر فاطمة فجاءت وهي جويرية فطرحته عنه ثم اقبلت عليهم تسبهم الحديث
یہہ حدیث صحیح مسلم کے باب مالقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اذی المشرکین
والمنافقین مین موجود ہے جسکا جی چاہے دیکھ لے اور ارشاد الساری شرح
صحیح بخاری جلد اول چھاپہ نولکشور کے صفحہ (۳۸۹) مین بھی یہہ قصہ بوضاحت
تمام معہ تصریح کم سنے حضرت فاطمہ کے موجود ہی یعنے عبارت اوسکی بھی بغرض
اتمام حجت نقل کرتا ہون حدثنا احمد بن اسحق السورماری قال حدثنا عبید اللہ بن
موسى قال حدثنا اسرائيل عن ابي اسحق عن عمرو بن ميمون عن عبد الله بن مسعود
رضي الله عنه قال بينا رسول الله صلى الله عليه وسلم قائم حال كونه يصلي عند الكعبة
وجمع من قريش في مجالسهم اذ قال قائل منهم الا تنظرون الى هذا المرائي يتعبد
في الملا دون الخلوة ايكم يقوم الى جزور آل فلان فيعمد الى فرثها ودمها وسلاها
فيجيء به ثم يمهله حتى اذا سجد وضعه بين كتفيه فانبعث اشقاهم وهو عقبة بن ابي
معيط فجاء به فلما سجد رسول الله صلى الله عليه وسلم وضعه بين كتفيه وثبت النبي
صلى الله عليه وسلم ساجدا فضحكوا حتى مال بعضهم الى بعض من الضحك فانطلق
منطلق قال الحافظ ابن حجر يحتمل ان يكون هو ابن مسعود رضي الله عنه الى فاطمة
رضي الله عنها وهي يومئذ جويرية صغيرة السن فاقبلت تسعى وثبت النبي صلى الله
عليه وسلم ساجدا حتى القته اي الذي وضعوه عنه واقبلت فاطمة الزهراء رضي الله عنها
عليهم تسبهم انتهى ملخصا ہرچند فضائل حضرت فاطمہ کے کتب حدیث وسیر مین بکثرت

منظور ہین ولیکن اس رسالی مین اختصار مد نظر ہے لہذا اسیقدر پر قصر کرتا
ہون **تتمہ کلام** علمای اہلسنت کو خلاف ہی اس امر مین کہ حضرت عایشہ
افضل ہین حضرت فاطمہ سے یا حضرت فاطمہ کا رتبہ زیادہ ہے حضرت عایشہ
سی بعضے علما حضرت عایشہ کو افضل سمجھتے ہین حضرت فاطمہ سے بایندلیل
کہ حضرت عایشہ بہشت مین رسول اللہ کے ساتھہ رہینگے اور حضرت فاطمہ
حضرت علی کے ساتہہ اور لا محالہ مقام ومکان رسول اللہ کا اعلی واشرف
ہوگا مکان سے حضرت علی مرتضی کے ولیکن یہہ استدلال عند المحققین مخدوش
ہی صحیح وقابل قبول نہین ہے چنانچہ مواہب لدنیہ اور زادوسکی شرح
زرقانی مین ہے واحتج من فضل عایشۃ رضی اللہ عنہا علی فاطمۃ بانہا فی
الآخرۃ فی الجنۃ مع النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی الدرجۃ التی ہی اعلی الدرجات
وفاطمۃ رضی اللہ عنہا مع علی ولاحجۃ فی ہذا والالزم انہا وبقیۃ ازواجہ
افضل من سائر الانبیاء والمرسلین لانہ صلے اللہ علیہ وسلم اعلی درجۃ فی الجنۃ
من الجمیع وہو خلاف المعلوم من الدین بالضرورۃ ومن ثم قال فی الفتح و
فسادہ ظاہر انتہی ملخصا بقدر الحاجۃ اور بتقدیر تسلیم استدلال جواب باینطور
دیا گیا ہے کہ جیسا کہ حضرت عایشہ کی معیت ساتہہ رسول اللہ کے جنت مین معلوم ہے
معیت حضرت فاطمہ کے بہی ثابت ہی اسلیے کہ بعضے احادیث مین وارد ہوا ہی
کہ فرمایا آنحضرت نے خطاب کرکے حضرت فاطمہ سی کہ مین اور تم اور حضرت علی اور امام حسن
اور امام حسین علیہم السلام جنت مین ایک مکان اور ایک مقام مین رہینگے
اور بعضے علمانی بحیثیت کثرت علم اور حصول ملکۂ اجتہاد فی المسائل کی حضرت

عائشہ کو افضل لکھا ہے اور نظر بشرف ذات ونسب وطہارت طینت کے
حضرت فاطمہ کو افضل کہا ہے اور بعضون نے مساوات کے جانب میلان
کیا ہے اور اکثر علماء حنفیہ و بعضے شافعیہ مائل بہ توقف ہین مگر امام سبکی نے
افضلیت حضرت فاطمہ پر جزم کیا ہے چنانچہ مواہب لدنیہ اور اوسکی شرح
زرقانی مین مرقوم ہے وقد سئل السبکی الکبیر فقال فی الجواب والذی نختار
وندین اللہ بہ ان فاطمۃ بنت محمد افضل ثم امہا خدیجۃ ثم عائشۃ قال والخلاف
شہیر ولکن الحق احق ان یتبع انتہی اور امام مالک کا قول مشہور ہی کہ جب
ان سے یہہ مسالہ دریافت کیا گیا جواب دیا فاطمۃ بضعۃ من النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ولا افضل علی بضعۃ النبی احد یعنے حضرت فاطمہ رسول اللہ کے
جگر کی ٹکڑا ہین اور رسول اللہ کے ٹکرہ جگر پر مین کسی دوسرے کو فضیلت
نہین دی سکتا علی ہذا علامہ جلال الدین سیوطی نے افضلیت حضرت فاطمہ
کو اصح الاقوال لکھا ہے اور فاضل زرقانی نی شرح مواہب مین اوسکی تقویب
کی ہے عبارت اونکی تحت اس عبارت مواہب کے (وافضلہن خدیجۃ وعائشۃ
الخ والصواب کما قال السیوطی القطع بتفضیل فاطمۃ علیہما وصححہ السبکی انتہت
بقدر الحاجۃ تحقیق وتفصیل اس مبحث کی تکمیل الایمان شیخ عبد الحق محدث
دہلوی مین بقدر ضرورت مسطور ہی بعضے عبارات اوسکی نقل کرتا ہون وہی
ہذہ فاطمۃ سیدۃ نساء اہل الجنۃ این حدیث دلالت دارد بر فضل فاطمہ زہرا بر
تمامہ نساء مومنات کہ عنوان نساء اہل جنت شامل بالیشان ست حتی از مریم بنت
عمران وعائشہ وخدیجہ کذا ذکرہ السیوطی ودر بعضے احادیث تفضیل فاطمہ زہرا

مطلق واقع شده چنانچه این حدیث و امثال آن و در بعضے احادیث مریم را
رضی الله عنها از عموم نسا که زهرا رضی الله عنها را برایشان تفضیل داده است
استثنا کرده و این احتمال مساوات و عکس نیز دارد و در جاے دیگر فرموده
که افضل نسا فاطمه و خدیجه و عایشه و مریم و آسیه است و ظاهر این حدیث مساوات
یا توقف ست و در حدیثے دیگر آمده که فاطمه درین امت مثل مریم ست در قوم
خود یعنی فاضل تر از غیر خود و تواند که اختلاف این اخبار بجهت تدرج اطلاع
آنحضرت بود صلے الله علیه وآله وسلم بر افضلیت فاطمه بوحی و اعلام پروردگار
تا آخر عموم افضلیت وے بر تمامه نسا عالم ثابت شده والله اعلم و بعضے از علما عایشه
را افضل نهند بر فاطمه از جهت آنکه وے با پیغمبر در بهشت باشد و فاطمه با علی و لابد
مقام و مکان پیغمبر اعلے و ارفع و اشرف باشد از مقام علی و لیکن در احادیث
واقع شده است که با فاطمه خطاب کرده گفت که من و تو و علی و حسن و حسین در
یک مکان و یک مقام خواهیم بود و نیز میگویند که عایشه مجتهده بود و در زمان
خلفا اربعه فتوی میداد و گویند که عایشه بعد از خدیجه افضل نسا عالم ست
سیوطی در فتاوی میگوید که درینجا سه مذهب ست و اصح مذهب آنکه فاطمه
رضی الله عنها افضل ست از عایشه و بعضے بمساوات رفته اند و بعضے در توقف
مانده و بسیاری از علماء حنفیه و بعضے از شافعیه بر توقف مائل تر اند و در بعضے
احادیث آمده است که افضل و اکمل نسا عالم مریم بنت عمران و فاطمه بنت
محمد صلے الله علیه وآله وسلم و آسیه امراة فرعون ست شیخ ابن حجر عسقلانی میفرماید
که درینجا تصریح است بافضلیت فاطمه زهرا از عایشه صدیقه رضی الله عنها

ومراد بہ نساء در حدیث فضل عائشہ علی النساء کفضل الثرید علی غیرہ من الطعام
کہ دلیل افضلیت عائشہ است غیر نساء اربعہ مذکورہ باشد جمعا بین الادلۃ انتہی
قال العبد الضعیف اصلحہ اللہ حالہ کہ حق آن می نماید کہ وجوہ افضلیت مختلف
است و بحسب شرف ذات و طہارت طینت و پاکی جوہر ہیچکس بفاطمہ و حسن
و حسین و دیگر اہل بیت نرسد انتہی ملخصا وملتقطا

مقصد نہم بیان فضائل حضرات حسنین

ہین ان دونون بزرگون کے فضائل احادیث مین بکثرت وارد ہین کہ احصاء اوسکا عسیر ہے منجملہ اوسکے بعضے فضائل تبرکا اس مقام پر لکھے جاتے ہین ایک بڑی منقبت ان بزرگون کی یہہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان دونون بزرگون کو متبنی کیا اور فرزند اپنا قرار دیا مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ سر الشہادتین مین لکھتے ہین فقد ثبت بطرق متعددۃ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال ہما ابنای انتہی اور بعضے روایات سے یہہ فرمانا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کہ تمامی انبیا کے اولاد اونکے اصلاب سے ہوتی گئی الا میری اولاد کہ صلب حضرت علی سے خارج ہوئی ثابت ہے چنانچہ ملا مبین قدس سرہ شرح سلم مین ذیل تحقیق معنے آل کے نقل فرماتے ہین کہ روی عن ابن مسعود انہ قال قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالی جعل ذریۃ کل نبی فی صلبہ وجعل ذریتی فی صلب علی بن ابی طالب الحدیث اور اسی حدیث کو بہ تغییر یسیر لفظی زرقانی نے شرح مواہب لدنیہ مین طبرانی وخطیب سی نقل کی ہے عبارت زرقانی کی یہہ ہے وقال صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لم یبعث نبیا قط الا جعل ذریتہ من صلبہ غیری فان اللہ جعل

قرشی من صلب علی رواه الطبرانی والخطیب انتهی اور شیخ عبد الحق محدث
دہلوی نے بھی ذیل تعداد خصائص نبویہ کے ماحصل حدیث مذکور کو مدارج
النبوۃ مین باین عبارت فرمود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہر پیغمبر را اولاد از
صلب وی شد و اولاد من از صلب علی کرم اللہ وجہہ بر آمدہ انتہت نقل فرمایا
ہے مودای اس حدیث سے حضرات حسنین کا فرزند صلبی رسول اللہ ہونا جو
موجب کمال اتحاد ہے مفہوم ہوا اور صورت ظاہری مین حضرات حسنین کا
رسول اللہ کے ساتھ شبیہ تر ہونا خود احادیث سے ثابت ہے صحیح بخاری مین
تو دونو بزرگون کا رسول اللہ کے ساتھ اشبہ ہونا مجملاً حضرت انس سے مروی
ہی مگر جامع ترمذی مین بروایت حضرت علی مرتضی کے تصریح اس امر کے
مروی ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام سر سے سینے تک اشبہ ساتھ رسول اللہ
کے تھے اور حضرت امام حسین علیہ السلام سینے سے قدم تک شکل آنحضرت
کے تھے آنحضرت کو محبت بھی ان بزرگون کے ساتھ غایت درجہ تھی جامع
ترمذی مین حضرت اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ فرمایا اسامہ نے مین ایک
شب آنحضرت کے حضور مین آیا اوسوقت آنحضرت باہر تشریف لائے ایسی
حال مین کہ معلوم ہوتا تھا آپ کسی چیز کو اپنے جسم مبارک کے ساتھ لپٹائے
ہوئے ہین جب مین اپنی حاجت سے فارغ ہو چکا دریافت کیا کہ یہہ کیا چیز ہے
جسکو آپ لیے ہین پس آپنے کپڑی کو اوٹھا دیا ناگاہ دیکھا مینے کہ حضرت امام حسن
و امام حسین آپکے دونو ورک یعنی ران کے اوپر کے جانب لپٹے ہوئے ہین
اور آپ اون لوگون کو اسطرح سمیٹے ہوئی ہین جیسے متاع نفیس کو لپٹا کر

رکھتے ہین اوسوقت فرمایا آنحضرت نے کہ یہہ دونو بیٹے ہمارے ہین اور
نواسی ہمارے ہین اے خدا مین دوست رکھتا ہون ان دونون کو پس
دوست رکھہ تو ان دونون کو اور دوست رکھہ اوسکو جو دوست رکھے ان
دونون کو اور حدیث بخاری و ترمذی مین مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے ہما ریحانی من الدنیا یعنے امام حسن و امام حسین دونو
پہول ہین ہماری باغ دنیا سے اور جملہ اللھم انی احبہ فاحبہ و احب من یحبہ
اکثر احادیث صحیحہ مین بہ شان حضرات حسین وارد ہے جسکا مطلب یہہ ہی
کہ اے خدا مین دوست رکھتا ہون امام حسن و امام حسین کو پس دوست
رکھہ تو ان دونون کو اور دوست رکھہ اوسکو جو دوست رکھے اون دونون کو اس
سے کمال محبت آنحضرت کے ساتہ حضرات حسنین کی اور فضلیت محبت
ان بزرگون کے ثابت ہوگی جامع ترمذی مین حضرت ابو سعید خدری سے
مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے الحسن والحسین سید اشباب
اہل الجنتہ یعنے حضرت امام حسن و امام حسین دونون سردار ہین جوانان بہشت
کے ابن عساکر وغیرہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فرمایا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے من احبہما فقد احبنی و من ابغضہما فقد ابغضنی
یعنے جسنے دوست رکھا حضرت امام حسن و امام حسین کو تحقیق کہ دوست
رکھا اوسنے مجھکو اور جسنے بغض رکھا ساتہہ حسنین کے تحقیق کہ اوسنے بغض رکھا
مجھسے اس سے کمال فضلیت محبت حسنین کی اور شناعت بغض ان بزرگون
کی ظاہر ہوگی اور حدیث ترمذی مین جسکی راوے یعلی بن مرہ ہین یہہ

لہ بھی موجود ہے حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حسینا
یعنے فرمایا رسول اللہ نے کہ حسین مجھسے ہی اور مین حسین سے ہون دوست
رکھے اے خدا اوسکو جو دوست رکھے حسین کو اور جامع ترمذی مین حضرت
علی بن ابی طالب سے مروی ہے ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم اخذ بید حسن
وحسین قال من احبنی واحب ہذین وابا ہما وامہما کان معی فی درجتی یوم القیمۃ
یعنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن وامام حسین کا ہاتھہ پکڑکر فرمایا
کہ جو دوست رکھے مجھکو اور ان دونوکو اور ان دونوکے باپ یعنی حضرت
علی کو اور ان دونوکی ما فاطمہ کو وہ ہوگا قیامت کے دن میری ساتھہ میری
درجے مین اور ازالۃ الخفا سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کو عبد اللہ بن
احمد نے زوائد مسند مین بھی روایت کیا ہے اور حدیث ترمذی کو مولانا شاہ
عبد العزیز قدس سرہ نے سر الشہادتین مین نقل کرکے ترمذی سے منکر ہونا
اوسکا نقل کیا ہے جس سے شبہہ غیر مقبولیت حدیث کا ہوتا ہی مگر جناب مولانا
سلامت اللہ شاہ مرحوم نے تحریر الشہادتین شرح سر الشہادتین مین
اوس شبہہ کو دفع فرما دیا ہے عبارت تحریر الشہادتین کی یہ ہے پوشیدہ نماند
کہ منکر در اصطلاح محدثین حدیثی را گویند کہ راوی غیر ثقہ بر خلاف ثقات روایت
کردہ باشد واین از اقسام احادیث ضعاف ست لیکن چون بروایت دیگر ثقات
مانند ابن حبان وامام حنبل تقویتی در ثبوت ووثوق پیدا کردہ این حدیث
حسن قابل اعتماد گشت لہذا استناد بآن بکار رفت انتہی ترمذی اور ابوداود
اور نسائی کے حدیث مین جسکے راوی حضرت بریدہ ہین مروی ہی کہ ایکبار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اثناء خطبہ مین حضرت امام حسن اور امام حسین کو چلتے ہوئے دیکھا قدم آپکے لوگون کے لڑکھڑا رہے تھے جس سے اندیشہ گرجانیکا ہوتا تھا آنحضرت سے ضبط نہو سکا منبر سے اوتر کر اون دونون صاحبزادونکو گود مین اوٹھا کر لے آئے اور اپنے سامنے بٹھلایا الی آخر القصہ اس سے کمال محبت آنحضرت کی ساتھ حضرات حسنین کے اور یہ بات کہ آپ ادنی صدمہ و تکلیف کا پہونچنا حضرات حسنین پر گوارا نہین فرما سکتے تھے ظاہر ہوئی اور اسی کمال محبت کا منشا تھا جو روایت ام سلمہ سے جسکو ترمذی نے روایت کی ہے اور روایت ابن عباس سے جو دلائل النبوۃ بیہقی اور مسند احمد مین مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ کربلا مین از وقت شروع مقاتلہ تا شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام با پریشانی و حیرانی متحسر و مغموم موجود رہنا ثابت ہے اور بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے جو وقائع عجیبہ ہائلہ عالم مین ظاہر ہوئے جسکی تفصیل صواعق محرقہ اور سر الشہادتین وغیرہ مین موجود ہے منجملہ نتائج و فور محبت نبوی ہے کہ چونکہ حضرت شہید کربلا محبوب رسول خدا تھے اور خود رسول اللہ محبوب الٰہی روز ازل سے قرار پا چکے تھے اور محبوب کا محبوب محبوب ہوتا ہی لہذا غیرت الٰہی جوش مین آئی اور آثار غضب ایزدی محیط عالم ہو گئی منجملہ اون آثار کے ایک سرخی افق و کنارۂ آسمان ہے جسکو شفق کہتے ہین کہ اوسکا ظہور اس شدت و کثرت کی ساتھ اوسی روز سے ہوا جس روز حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے جیسا کہ نقل کی ہے جناب مولوی

ف بیان ظہور سرخی شفق کا سبب سرخی شفق موجودہ کے بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے

شاہ سلامت اللہ صاحب مرحوم نے تحریر الشہادتین مین ابن جوزی
اور ابن سیرین اور ابن سعد وغیرہ سے اور حضرت شیخ عبدالحق محدث
دہلوی نے ماثبت من السنۃ مین لکھا ہے ولما قتل الحسین بکت الدنیا
سبعۃ ایام والشمس علی الحیطان کالملاحف المعصفرۃ والکواکب یضرب
بعضہا بعضا وکان قتلہ یوم عاشورا وکسفت الشمس ذلک الیوم واحمرت
افاق السماء ستۃ اشہر بعد قتلہ ثم لازالت الحمرۃ تری فیہا بعد ذلک الیوم ولم
تکن تری فیہا قبلہ انتہی اور علامہ ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ مین بھی آسمان
کے خون رونے اور ظہور شفق کی روایت بہ تفصیل تمام لکھی ہے علامہ
کمال الدین بن فخرالدین جہرمی باین عبارت مترجم ہین ابونعیم حافظ
در کتاب دلائل النبوۃ از نضرہ ازدیہ روایت کردہ کہ گفت در وقت
شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ از آسمان خون بارید وچون وقت صبح
رسید دیدیم کہ جامہا وسبوہا وکوزہاے ماجاے آب پر از خون بود وہمچنین
است در احادیث دیگر غیر این حدیث وعثمان بن ابی شیبہ روایت کردہ
کہ بعد از قتل حسین ہفت روز آسمان گریہ کرد وگریہ او سرخ بود بمرتبہ کہ
از شدت سرخی آسمان دیوارہاے عمارت در زمین شبیہ بلحافہاے معصفر
شدہ بود وابن جوزی از ابن سیرین روایت کردہ کہ گفت دنیا سہ روز
تاریک بود وبعد ازان سرخی در آسمان ظاہر شد وایضا ثعلبی گوید آسمان
گریست وگریہ او سرخ بود واز غیر او مروی ست کہ بعد از قتل حسین
رضی اللہ عنہ افق آسمان شش ماہ سرخ بود وہمان سرخی ست کہ الحال

اثر شرش باقی ست بر طرف نمی شود و ابن سیرین میگوید که خبر بما چنین رسیده
کہ سرخی آسمان کہ بشفق می باشد قبل ازین نبود تا وقتیکہ حسین را شہید
کردند بعد ازان ظاہر شد و ابن سعد مذکور ساخت کہ این سرخی قبل از
قتل حسین رضی اللہ عنہ نبود و ابن جوزی میگوید حکمت درین آنست کہ
اثر غضب ما از سرخی وجہ ظاہر می شود و چون خدا ے تعالی منزہ است
از جسمیت اثر غضب خود بر قاتلان حسین در سرخی افق ظاہر ساخت از جہت
اظہار کردن اینکہ ارتکاب این امر خیانتی عظیم و گناہی بزرگ ست انتہی
عبارۃ البراہین القاطعۃ ترجمۃ الصواعق المحرقۃ ملتقطا من مقامات شتی
کہتا ہے مولف نحیف تجاوز عن سیاتہ الخبیر اللطیف ظاہر یہہ ہے کہ مراد
اس سے یہہ ہے کہ جس کیفیت سے شفق بعد واقعۂ امام کے محسوس ہونے
لگی اوس کیفیت سے سابق مین محسوس نہین ہوتی تھی اور یہہ امر کچہ مقام
عجب نہین کیونکہ جب باتفاق کافۂ اہل سنت وقوع بسیاری امور عجیبہ بالک
کا بعد واقعۂ شہادت کے محقق و ثابت ہے امر شفق مین کیا عجب ہی
سکلے المخصوص جو شخص شان محبوبیت حضرت امام حسین علیہ السلام
کو غور کریگا اور آپ کی شہادت سے کسقدر صدمہ قلب نبوی پر وارد
ہوگا اور وہ صدمۂ قلب نبوی موجب کس درجہ ثوران غضب آلہی کا ہوگا
اوس شخص کو ہرگز واقع ہونے مین ان وقائع والہ آثار غضب اللہ
کے کچہ شک وشبہہ نہوگا چنانچہ ذیل نقل روایت ظہور شفق
کے اور دال ہونے اوسکے اوپر ثوران غضب آلہی کے ابن حجر

مکی نے صواعق محرقہ میں بغرض ازالۂ شبہ و تقویت مدعا قصۂ اسیر سے
حضرت عباس و حال وحشی کو نقل کیا ہے عبارت ترجمہ صواعق کی یہہ ہے
ازانجا قیاس کنید کہ روزے کہ عباس را رضی اللہ عنہ اسیر کردہ بردند
در جنگ بدر نالۂ او منع خواب پیغامبر کرد پس چگونہ باشد حال آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم بہ نالۂ حسین دیگر آنکہ وحشی کہ قاتل حمزہ بود رضی اللہ عنہما
چون مسلمان شد با آنکہ اسلام قطع ذنوب ایام کفر میکند پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم
وی را گفت کہ مقابل من میا کہ دیدن قاتلان دوستان را دوست نمیدارم
پس چگونہ باشد دل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہ بیند کسے را کہ ذبح حسین
رضی اللہ عنہ کردہ باشد و کسے را کہ امر بقتل وے کردہ باشد و اہلبیت
او را خوار کردہ باشد و باسیرے بردہ باشد نعوذ باللہ من ہذہ الافعال
انتہت عبارۃ ترجمۃ الصواعق ہذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ہذہ الرسالۃ
والصلوۃ والسلام علے خیر البریۃ وخاتم النبوۃ والرسالۃ
وعلے آلہ واصحابہ محیے السنۃ ومؤسسی بنیان الدین والملۃ

فقط

الحمد للہ کہ رسالۂ عجالہ در آخر ماہ رمضان المبارک
۱۳۰۳ھ باہتمام محمد تیغ بہادر
در مطبع انوار محمدی
طبع شد

صورة ما نمقه استاذنا العلام الفاضل الهمام ماہر کل العلوم وہو بین العلماء کالنجوم فی الدیاجیر فقید المثیل عدیم النظیر حافظ القرآن والتفسیر حاج بیت رب القدیر مولانا الحافظ الحاج ابو الحسنات الشہیر بالمولوی محمد عبد الحی اللکنوی ادام اللہ ظلال فیوضہ بکرمہ الخطیر مقرظاً علی ہذہ الرسالة

یہہ رسالہ مسمے بہ تقریر معقول فی فضل الصحابة واہل بیت الرسول میری نظر سی گذرا مین نے اسکو مضامین نفیسہ ورمطالب شریفہ سے مملو پایا اگرچہ اس بحث مین بہت سے رسائل تالیف ہوئی مگر جیسا اہتمام اسمین روایات صحیحہ اور اسرار بدیعہ کا کیا گیا ایسا کم کسی رسالے مین ہوگا حق جلشانہ مولف اس رسالہ کو جزاء خیر دی اور یوماً فیوماً انکو ترقی دینی ودنیوی عنایت کری اور اس رسالے سے اپنی بندون کو منتفع بہ فرماوی حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

نقل مہر

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

قطعۂ تاریخ طبع رسالۂ ہذا طبع زاد محب فی و المجد والسداد و مجمع علوم عقلیہ و نقلیہ جامع کمالات انسیہ فخر الاماثل والاماجد مکرمی جناب مولوی عبد الماجد صاحب زید کرمہ

نسخۂ بی نظیر بے مانند / طبع گشتہ بخوبی و ترتیب
جست ماجد چو سال تاریخش / گفت ہاتف کہ عجیبۂ غریب

سنہ ۱۳۰ ہجری

چونکہ شد طبع این نسخۂ دلپذیر / پسندیدۂ طبع معقول گشت
پئے سال تاریخ ماجد نوشت / بدلہا ئے مرغوب مقبول گشت

سنہ ۱۳۰۰

خاتمۃ الطبع رسالۂ مقبول یعنی تقریر المعقول

آج کیسا یہ نور چھایا ہے / کیون زمین بنگئی ہے صفحۂ ماہ
خاک پر کیون نزول رحمت ہی / اسطرف کیون ہے عرشیونکی نگاہ
سر بلندی ہو اہل حق کو نصیب / اہل باطل کی کیون ہو پست نگاہ
کیا سبب ہو تائب مسکین / کسلئے یہ تردد جانکاہ
ایسے پہولے نہین سماتے ہو / بیخبر یون ہوئے عفاک اللہ
کیسے یہ جز تمہارے ہاتھ مین ہین / متوجہ ہے کسطرف یہ نگاہ
سب یہ نور و ظہور اسیکا ہے / برکت سب اسیکی ہے واللہ

کیون نہو اسمین ذکر ہے جنکا — رکن دین مبین و شرع پناہ
یعنی اصحاب و آل پیغمبر — خاصۂ حضرت رسول اللہ
جنکے مداح ہین جناب رسول — جنکا وصاف ہے کلام اللہ
جنکے تعظیم عین ایمان ہے — جنکا منکر ہے وہ جہان مین تباہ
کیون نہ راضی ہو حق مصنف سے — کیون نہ مسرور ہون رسول اللہ
کیون فرشتے مصافحہ نکرین — فخر خلعت سنے قبول کلاہ
مولوی و حکیم قادر بخش — عالم عصر و فاضل ذیجاہ
جیسا سمجھے تھے ویسا ہی پایا — بلکہ اوس سے کہین سوا واللہ
کیا رسالہ لکھا عجیب و غریب — پڑ گئے جسکی اوسپہ ایک نگاہ
بس وہ بے اختیار بول اوٹھا — آفرین مرحبا جزاک اللہ
حق پرستونکی خوب بن آئی — متعصب ہوئے ذلیل و تباہ
وصف کو چاہیے بیان دراز — حرف مطلب پہ کر سخن کوتاہ
ہوئے اس کار خیر کے بانی — ہمت راجۂ سلیمان جاہ
نام جنکا **عطا حسین** ہوا — سید پاک و سرور ذیجاہ
لطف پروردہ اوسکے علم و عمل — حامی اہل رائے و اہل اللہ
دست بستہ حضور مین حاضر — عیش و اقبال و ملک و دولت و جاہ
ہاتھ داد و دہش مین ہین مصروف — نصرت دین پہ اونکے دلسے نگاہ
وہ رہین جبتلک زمانہ رہے — صاحب ملک و تیغ و تخت و کلاہ

باہتمام محمد تیغ بہادر در مطبع انوار محمدی لکھنؤ طبع شد

اشتہار

تاجران با وقار و مشتریان خرد شعار کی خدمت مین

التماس ہی کہ ہمارے مطبع مین ہر قسم کا کام اُردو و ناگری فارسی

عربی نہایت اہتمام سے عمدہ اور خوشخط چھپتا ہی اور جو ایکٹ کہ گورنمنٹ کی

منظوری سے نافذ ہوتا ہی بہت جلد چھاپا جاتا ہی اور جسقدر قوانین کہ ترمیم ہوئے تھے

وہ بھی نہایت درجہ درست کر کے چھاپے گئے ہین اور چھاپے جاتے ہین اور یہ نسخہ اکسیر

خاصیت رسالہ کیمیا منفعت جامع فوائد متفرقہ مشرق علوم الٰہیہ یعنے **التقریر المعقول**

فی فضل الصحابۃ واہل بیت الرسول جسے جناب مولانا و مخدومی

مولوی حکیم محمد قادر بخش صاحب سہسرامی نے تصنیف فرمایا اور

عالیمقام والا احترام خداوند جاہ و اقبال صاحب عز و اجلال جناب راجہ سید **عطا حسین**

صاحب دام دولتہ نے بمقتضاے اعانت اسلام و اشاعت دین حق ایشیا عالم چھپوایا ہے ۲۸ رمضان المبارک

۱۳۲۰ھ کو چھپکر تیار ہوا جن صاحبونکو ہماری مطبع کی فہرست یا کتابین مطلوب

ہون طلب فرمائین سوا اسکے اور جس قسم کا معاملہ منظور ہو وہ بانی جو وہی جانے

العبد

محمد تیغ بہادر مہتمم انوار الاخبار لکھنؤ

فقط